حلال وحرام
رشتوں کی پہچان
کے رہنما اصول

مرتب: مفتی منیر احمد صاحب
استاذ: معہد العلوم الاسلامیۃ (رجسٹرڈ)
فاضل: جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن، کراچی

حلال وحرام
رشتوں کی پہچان
کے رہنما اصول

مرتب: مفتی منیر احمد صاحب

استاذ: معہد العلوم الاسلامیۃ (رجسٹرڈ)

فاضل: جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن، کراچی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

◄ کتاب کا نام : حلال وحرام رشتوں کی پہچان کے رہنما اصول
◄ مرتب : مفتی منیر احمد صاحب
◄ تاریخ طباعت : ربیع الثانی 1439ھ/ جنوری 2018ء
◄ ناشر : المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ)
◄ ای میل : admin@almuneer.pk
◄ ویب سائٹ : almuneer.pk
◄ فیس بک : AlMuneerOfficial
◄ یوٹیوب :
Al Muneer Markaz Taleem-O-Tarbiyat Foundation

ملنے کا پتہ

دار الکتب
متصل جامع مسجد الفلاح بلاک "H" شمالی ناظم آباد، کراچی
فون نمبر: 0331-2607207 - 0331-2607204

◄ مفتی ابولبابہ شاہ منصور صاحب فرماتے ہیں: مولانا منیر احمد صاحب جامع مسجد الفلاح نارتھ ناظم آباد نے بھی میرے علم کی حد تک قابل قدر مختصر کورسز ترتیب دیئے ہیں اور ان سے عوام کو خوب فائدہ ہو رہا ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ مساجد میں درس قرآن کے ساتھ عوام الناس کی دینی تعلیم وتربیت کے لیے کروائے جانے والے چار مختلف کورسز۔ ائمہ مساجد وخطباء حضرات اپنے ماحول اور دستیاب مواقع کے لحاظ سے ان میں سے کسی کا بھی انتخاب کر سکتے ہیں۔ خصوصاً گرمیوں کی چھٹیوں میں سمر کورس کے لیے یہ نصاب مجرب وآزمودہ ہیں

(ضرب مؤمن 25 تا 31 مئی 2012)

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
1	تقریظات و تبصرے	
2	کچھ باتیں کتاب کے بارے میں	1
	خلاصہ محرمات مؤبدہ و مؤقتہ	
3	تمام محرمات کا خلاصہ جدول میں	6
4	محرمات کا ثبوت قرآن وحدیث سے	7
	1۔ محرمات مؤبدہ بالقرابۃ	
5	(1)اصول کے قواعد	16
6	(2)فروع کے قواعد	17
7	(3.1)اصل قریب کی صلبی اولاد کے قواعد	18
8	(3.2) اصل قریب کی غیر صلبی اولاد کے قواعد	19
9	(4)اصل بعید کی صلبی اولاد کے قواعد	20
10	اصل بعید کی غیر صلبی اولاد	21
11	نسبی رشتے جدول میں	22
	2۔ محرمات مؤبدہ بالمصاہرۃ	
12	حرمت مصاہرۃ کی تعریف	25
13	حرمت مصاہرۃ کا ثبوت	25
14	دواعی جماع کی شرائط	25
15	محرمات بالمصاہرۃ	26
16	(1)اصول الزوجۃ کے قواعد	26
17	(2)فروع الزوجۃ کے قواعد	27
18	(3)زوجۃ الاصول کے قواعد	28
19	(4)زوجۃ الفروع کے قواعد	29
20	اصول الزوجۃ وفروع الزوجۃ کے لیے اصول الزوج وفروع الزوج	30
21	اصول الزانی وفروع الزانی کے لیے اصول المزنیہ وفروع المزنیہ	31
22	سسرالی رشتے جدول میں	32
	3۔ محرمات مؤبدہ بالرضاعۃ	
23	حرمت رضاعت کی تعریف	35
24	حرمت رضاعت کی شرائط	35
25	حرمت رضاعت کا ثبوت	37

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
26	محرمات بالرضاعۃ	37
27	اربعۃ من جھت النسب	38
28	ثلاثۃ من جھۃ المصاھرۃ	38
29	زنا سے رضاعت کا رشتہ پیدا نہیں ہوتا	39
30	جو رضاعی رشتے حلال ہیں	39
31	مذکورہ اصول کی روشنی میں رضاعت کی 108 استثنائی صورتیں	42
32	رضاعی نسبی رشتے جدول میں	49
33	**4۔ محرمات مؤبدہ اختلاف جنس**	53
34	**5۔ محرمات مؤبدہ اتحاد نوع**	53
35	**6۔ محرمات مؤبدہ لعان**	53
	محرمات مؤقتہ	

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
36	(1) اختلاف مذہب	55
37	مسلمان کا غیر مسلم کے ساتھ نکاح	55
38	مسلمانوں کے فرقوں سے نکاح	57
39	1۔ فرقوں کا مطلب	57
40	2۔ مختلف فرقوں سے نکاح کا حکم	59
41	3۔ مختلف فرقوں سے نکاح کا تفصیلی حکم	59
42	**(2) مطلقہ ثلاث**	61
43	**(3) تعلق حق الغیر**	61
44	**(4) چار کے نکاح / عدت میں پانچویں سے نکاح**	61
45	**(6) مالک کا نکاح مملوک کے ساتھ**	62
46	**(5) دو محرموں کو جمع کرنا**	62
47	دو محرموں کا اجتماع جدول میں	66
48	**حوالہ جات**	67

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Jamia-Uloom-Islamiyyah
(University of Islamic Sciences)
Allama Muhammad Yousuf Banuri Town
Karachi - Pakistan

جامعۃ العلوم الاسلامیۃ
علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن
کراچی - پاکستان

Ref. No. Date.

الحمدللہ رب العالمین و الصلاۃ و السلام علی سید المرسلین و علی آلہ و صحبہ أجمعین۔

أمابعد!

ازدواجی زندگی ہر انسان کی بنیادی وفطری ضرورت ہے، بحیثیت مسلمان اس ضرورت کو پورا کرنے کیلئے اسلامی شریعت میں اصولی اور فروعی احکام تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں، رشتوں کے تنوع اور حلت وحرمت کے اسباب کے تعدد کی بناء پر ازدواجی احکام اور رشتوں کے مسائل کافی پیچیدہ بھی ہوتے ہیں، اس پیچیدگی کو سمجھنا، اس کے ازالے کیلئے کوشش کرنا اور جائز مواقع کی رہنمائی لینا اور بتانا فرائض میں شمار ہوتا ہے۔

اسی فریضہ کی ادائیگی کیلئے ہمارے جامعہ کے ایک فاضل عزیز مولانا منیر احمد سلمہ نے حلال وحرام رشتوں کی پہچان کیلئے بنیادی اصول وفروع اور فروق یکجا فرمائے ہیں۔ عزیز موصوف نے مختلف فقہی موضوعات پر اس سے پہلے بھی مختلف رسائل، مقالات ترتیب دیئے ہیں جو زبان کی روانگی، تعبیر کی سہولت اور بیان کی شائستگی میں خاص پذیرائی رکھتے ہیں، یہ مجموعہ بھی اسی خصوصیت کا حامل ہے۔

میری دعا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اس محنت کو شرفِ قبولیت بخشے اور مؤلف عزیز کو اس طرح کے مفید کاموں کیلئے مزید توفیق سے نوازے، آمین!

والسلام

(مولانا ڈاکٹر) عبدالرزاق اسکندر
مہتمم جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
۷/۸/۱۴۳۸ھ
۳/۵/۲۰۱۷ء

P.O. Box 3465 Karachi Code No. 74800, Phone: (0092-21) 34913570 - 34912832 - 34915966 - 34123366 - 34121152
Fax: (0092-21) 34919531, Karachi Pakistan. URL: www.banuri.edu.pk , E-mail: info@banuri.edu.pk

تاثرات

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

مدیر: جامعہ ابوہریرۃ ؓ، نوشہرہ

الحمدللہ لحضرۃ الجلالۃ و الصلواۃ و السلام علی خاتم الرسالۃ...

معہد العلوم الاسلامیہ کراچی کی علمی، تدریسی، تدریبی، فقہی، ادبی اور اشاعتی خدمات کا دائرہ وسیع ہوتا چلا جارہا ہے یہاں قلم وکتاب اور تصنیف وتالیف کے حوالے سے اساتذہ، ارباب اہتمام اور ارباب فضل وکمال اشخاص علمی زندگی کو نیا رنگ اور آہنگ دینے میں مصروف ہیں جن کی صلاحیتوں کو پڑھے بغیر نہیں جانا جاسکتا۔

مجھے آج کی نشست میں ایک عظیم علمی تحقیقی، فقہی اور علمی کاوش ''حلال وحرام رشتوں کی پہچان کے رہنما اصول'' کے پڑھنے بلکہ بھرپور استفادہ کا موقع مل رہا ہے جو حضرت مولانا مفتی منیر احمد صاحب کے تراوشِ قلم کا ثمرہ ہے موصوف معہد العلوم الاسلامیہ کراچی کے لائق مدرس اور قابل صد رشک اتالیق ہیں انہیں اپنے اصل ہدف تک پہنچنے اور منزل مقصود تک رسائی کی تڑپ نے فروغ علم کے لیے بے تاب کررکھا ہے انہیں اِدھر اُدھر دیکھنے کی مہلت ہی نہیں۔

مولانا مفتی منیر احمد اپنی فکر، اپنی سوچ، اپنے قلم اور اپنی تحریری کاوشوں کو حالات کی مار سے محفوظ رکھتے ہیں زندہ، شگفتہ، شستہ، رواں دواں، درسی وتعلیمی کتاب کی تخلیق، کڑی سے کڑی ملاتے آگے بڑھ جاتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں ایک قلم کار علم پاروں کے ذریعہ اپنی موجودگی، علمی وتدریسی مساعی اور اپنے مشن اور کام کا احساس دلاتے ہیں اپنی صلاحیتوں کے چراغ ہتھیلیوں پر سجاتے اپنوں اور غیروں کو روشنی دکھاتے آگے بڑھتے چلے جارہے ہیں مسلسل تدریس اور تحریری کام اور تصنیفی عمل ہے جس نے مفتی منیر احمد کو منور کردیا ہے اور ان کی تحریروں کو حرارت اور جذبے سے خالی نہیں ہونے دیا وہ درسی، دعوتی اور اصلاحی کتابیں لکھتے ہیں اور پوری طرح ڈوب کر لکھتے ہیں موضوع کوئی بھی ہو، عنوان کسی بھی نوعیت کا ہو مفتی منیر احمد کا چہرہ ہر عنوان سے جھانکتا اور ان کے انفرادی اسلوب کی داد وصول کرتا ہے۔

مفتی صاحب کا مطالعہ بھی گہرا ہے اور جدید علم پر گہری نظر نے اس مطالعہ کو تنوع بھی بخشا ہے

اوران کے مطالعہ وافادہ میں قابل قدر اضافہ بھی کیا ہے۔

مفتی منیر احمد کی تدریسی تحریروں کو دیکھتا اور خوب پڑھتا ہوں اور ہر بار لطف ولذت کی نئی دنیا آباد ہوتی ہے انہوں نے خالص علمی، فنی اور تدریسی تحریر کو شگفتگی، شائستگی، نزاکت، بانکپن اور ندرت کے نئے ذائقہ سے آشنا کیا ہے۔ مفتی صاحب کے ہاں تکلف اور تصنع کا گذر نہیں بلکہ حروف والفاظ کے جو پیکر تدریسی تحریروں میں انہوں نے تراشے ہیں وہ عروس نو کی پاکیزگی اور تقدس کی طرح فطری اور قدرتی ہیں موضوعات سے متعلقہ معلومات کے بے تحاشہ آمد اور اس آمد کے ساتھ حسن ادا اور خوبصورتی ہی تو ان کی تحریروں کی انفرادیت اور قوت ہیں جو ان کو دوسروں سے ممتاز کرتی ہیں۔

مفتی منیر احمد ایک ممتاز مدرس، درسی کتابوں کے حوالے سے محبوب اور معروف صاحبِ قلم ہیں وہ گذشتہ آٹھ سال سے لکھ رہے ہیں اور خوب لکھ رہے ہیں ان کے مزاج میں شائستگی ہے جس کی جھلک ان کے رشحات قلم میں صاف نظر آتی ہے لکھنا بھی تدریس کی طرح ان کے مزاج کا حصہ بن گیا ہے۔

مولانا کی یہ تازہ ترین قلمی تراوش، اردو نثری ادب اور تدریسی کتب میں ایک شاندار اضافہ ہے اس سے پہلے بھی مصنف کی کئی کتابیں ارباب علم ودانش سے دادِ تحسین حاصل کر چکی ہیں خدا کرے ان کا اشہب قلم اسی طرح رواں دواں رہے تاکہ کچھ اور بیش قیمت اور خوبصورت تحریریں سامنے آئیں۔

موصوف کا یہ عظیم فقہی شہ کار دیکھ کر میں محو حیرت ہوں اور مجھے یہ فیصلہ کرنا دشوار ہوگیا کہ یہ ان درسی ادب پاروں کا حسن آویز ہے یا خود ان کی شخصیت کا جمال سحر انگیز ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ اجمعین

والسلام

عبدالقیوم حقانی

۹/اپریل ۲۰۱۷ء

تقریظ

حضرت مولانا عبدالرشید صاحب دامت برکاتہم العالیہ

رئیس تخصص فی الحدیث النبوی صلی اللہ علیہ وسلم وشیخ الحدیث جامعہ اشرف المدارس کراچی

وخلیفہ ومجازِ بیعت: شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علی سیدنا و نبینا محمد الصادق الوعد الامین و علی الہ و اصحابہ اجمعین۔

امابعد!

گرامی قدر حضرت مولانا مفتی منیر احمد صاحب سلمہ (فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن) نے اپنا گرانقدر رسالہ (حلال وحرام رشتوں کی پہچان کے رہنما اصول) بندہ ناچیز کو مطالعہ کیلئے عنایت فرمایا نیز اس پر بندہ عاجز کو اپنی رائے لکھنے کا بھی حکم فرمایا۔

بندہ اپنے کچھ عوارض اور دیگر تدریسی مصروفیات کی وجہ سے اس کو مکمل اور باریک بینی سے تو نہیں پڑھ سکا تاہم جو کچھ بن پڑا اس سے ظاہر ہوا کہ مولانا محترم نے اس اہم اور اچھوتے موضوع پر بڑی خوبی اور محنت کے ساتھ تحقیق فرمائی ہے اور آخر میں ذکر کردہ حوالہ جات سے بھی مولانا کی قابلیت اور علمی صلاحیت کا پتہ چلتا ہے۔

محرمات کی اس بحث میں کہ ایک نکتہ مؤلف کے غور کے لیے بطورِ مشورہ عرض ہے کہ اگر محرمات کی اس بحث میں جو قرآن وسنت کی واضح نصوص سے ثابت ہیں صرف منصوص پر ہی اکتفا کیا جاتا تو مناسب تھا اس لیے کہ فقہائے کرام رحمہم اللہ کی اصطلاح اور تعبیر سے آگے بڑھنا قابلِ غور معلوم ہوتا ہے۔

باقی آپ کی مجموعی محنت اور استیعاب کو دیکھ کر دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو مؤلف کے لیے صدقہ جاریہ اور عام مسلمانوں کے لیے مفید بنائیں۔ آمین

کتبہ: عبدالرشید

خادم الحدیث الشریف: جامعہ اشرف المدارس کراچی

۵/۷/۱۴۳۸ھ

تقریظ

حضرت مولانا مفتی محمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ

شیخ الحدیث ورئیس دارالافتاء جامعۃ الرشید کراچی

''حلال وحرام رشتوں کی پہچان کے رہنما اصول'' حضرت مفتی منیر احمد زید مجدھم کا مرتب کردہ رسالہ ہے، انہوں نے مجھ سے اس پر تقریظ لکھنے کی فرمائش کی ہے، بندہ نا اہل بھی ہے اور عدیم الفرصت بھی، اسبناء پر پورے رسالہ کا مطالعہ نہیں کر سکا، تاہم ان کے لکھے ہوئے مقدمہ اور چیدہ چیدہ عنوانات پر سرسری نظر ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ موصوف نے بہت محنت سے متعدد کتب فقہ کا مطالعہ کر کے یہ اصول مرتب فرمائے ہیں اور پھر ان اصول اور ان کے ماتحت آنے والے جزئیات کے لیے اکابر برد اللہ مضجعھم کے فتاویٰ سے تائید بھی پیش فرمائی ہے۔ اس لیے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ رسالہ فقہی طور پر مستند ہوگا۔

موصوف نے اسی کی تدریس بھی کی ہے اور تجربے سے بھی اس رسالہ کا اپنے موضوع، جو کافی مشکل ہے اور بعض اوقات مفتی کا سر بھی رشتوں کو سمجھنے اور احکام کی تطبیق کرنے میں چکرا جاتا ہے، کے لیے مفید ثابت ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس اہم و مفید رسالہ سے علماء وطلبہ کو خوب استفادہ کی توفیق عطاء فرمائیں اور مصنف اور ان کے اساتذہ کے لیے صدقہ جاریہ بنائیں۔

۲۱ جمادی الثانیہ ۱۴۳۸ھ

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ) MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کچھ باتیں کتاب کے بارے میں

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

حلال وحرام رشتوں کی پہچان فقہ کے مشکل مسائل میں سے ہے، جس کی ایک وجہ تو اس کا تنوع ہے کہ کچھ رشتے ایسے ہیں، جو ہمیشہ کے لیے حرام ہیں، کچھ میں وقتی حرمت ہے۔

پھر جو ہمیشہ کے لیے حرام ہیں، ان میں جہاں نسبی رشتے ہیں، وہاں سسرالی رشتوں اور دودھ کے رشتوں کی الگ لمبی فہرست ہے۔

صاحب بحر نے رضاعت کی 108 استثنائی صورتیں ذکر کی ہیں۔ صاحب درمختار نے 120 اور حموی 160 تک لے گئے ہیں۔

پھر ان مسائل میں ایک مشکل یہ ہے کہ نسبی، سسرالی، رضاعت کے رشتوں کا حکم بیان کرتے وقت ان کے آپس کے فرق کو بھی دیکھنا پڑتا ہے۔

مثلاً سسرالی رشتے اور دودھ کے سسرالی رشتوں میں کیا فرق ہے؟ نسبی رشتوں میں جب رضاعت کا رشتہ ضم ہو جائے تو اب حکم کی بنیاد کیا ہوگی؟ نیز حکم لگاتے وقت اس بات کو ملحوظ رکھنا کہ زنا سے سسرالی رشتے قائم ہوتے ہیں، لیکن رضاعت کے نہیں ہوتے۔

پھر بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک رشتہ کا حکم ذہن میں ہوتا ہے، لیکن سائل اسی رشتے کو اس انداز سے پوچھتا ہے کہ سر چکرا جاتا ہے، جیسے: فتاویٰ محمودیہ میں ایک سوال ہے۔

سوال: ایک عورت تھی، وہ مرد بن گئی، عورت ہونے کے زمانہ میں اس کے ایک لڑکا تھا، اب مرد بننے کے بعد اس کے چند بچے پیدا ہوئے، ان میں ایک لڑکی بھی ہے، کیا عورت ہونے کے زمانہ میں جو لڑکا پیدا ہوا تھا، اس کی شادی اس لڑکی سے جائز ہوگی، جو مرد ہونے کے بعد پیدا ہوئی ہے، نیز پہلے والے لڑکے اور بعد والی لڑکی کے درمیان بھائی چارہ کی کون سی نسبت ہوگی، وہ سگے بھائی بہن ہوں گے یا اخیافی وعلاتی؟ یہ واقعہ ابھی اٹلی میں وقوع پذیر ہو چکا ہے۔

پھر ان مسائل کی پیچیدگی کا عالم یہ ہے کہ بعض مسائل ایسے ہیں کہ ایک کتاب میں حکم کچھ ملتا ہے، دوسری میں کچھ، بلکہ ایک ہی کتاب کے ایک باب میں حکم کچھ ملتا ہے اور دوسرے باب میں کچھ اور، مثلاً صاحب بحر محرمات کے بیان میں لکھتے ہیں کہ زانی کا چچا، ماموں اس کی زنا کی اولاد سے نکاح نہیں کرسکتا۔ پھر رضاع کے بیان میں لکھتے ہیں کہ کرسکتا ہے۔ اسی طرح صاحب فتح القدیر نے محرمات کے بیان میں تو لکھا ہے کہ زنا کی اولاد زانی کے چچا ماموں پر حرام ہے اور رضاع کے بیان میں صاحب تجنیس سے نقل کیا ہے کہ حرام نہیں ہے منحۃ الخالق سے پتہ چلتا ہے کہ زنا کے چچا ماموں کا محرمات میں شمار کرنا صاحب بحر اور صاحب فتح القدیر کی ذاتی رائے ہے، اصل مذہب یہی ہے کہ ان کا شمار محرمات میں نہیں ہے۔

اسی طرح ایک مقام پر صاحب در مختار نے ماں کی سگی پھوپھی اور باپ کی خالہ کی خالہ سے نکاح کو جائز قرار دے دیا اور رد المختار میں اس کو غلط قرار دیا گیا ہے۔

ان مسائل کی ان ہی پیچیدگیوں کی وجہ سے یہ خیال پیدا ہوا کہ ایک مرتبہ جان مار کر ان مسائل کو اگر اصولی طور پر سمجھ لیا جائے تو شاید ان مسائل میں پیش آنے والی مشکلات حل ہو جائیں یا آسان ہو جائیں۔ اس خیال پر کئی سال پہلے یہ کام شروع کیا۔ عربی، اردو فتاویٰ سے بنیادی اصول علیحدہ کیے گئے، ان کو جدول کی شکل دی،

پھر جزئیات جمع کی گئیں ۔جس میں تخصص کے طلبہ نے بھرپور تعاون کیا۔ خاص طور سے تخصص فی الفقہ کے طالب علم مولانا محمد رفیق صاحب نے بہت ہی محنت سے اس مواد کو کمپوز کرایا، حوالوں کی تلاش اور تصحیح میں بہت ساتھ دیا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام طلبہ کے علم وعمل میں برکت دے اور ان سے اپنی مرضی کے مطابق خوب دین کا کام لے۔

پھر جب یہ مجموعہ تیار ہوگیا تو یہ اصول تخصص کے طلبہ کو پڑھائے گئے، ان کا اجراء کرایا گیا، جس کا طریقہ کار یہ ہوتا تھا کہ طلبہ کے دو فریق بنا دیے جاتے، ہر فریق کے ذمہ مخصوص اردو فتاویٰ ہوتے، وہ مشکل مسائل تلاش کر کے آتے اور پھر ایک فریق دوسرے فریق سے سوال کرتا، دوسرے فریق کے ذمہ ہوتا کہ ان ہی اصول کی روشنی میں جواب دے، اس اجراء سے الحمدللہ یہ اطمینان ہوگیا کہ فتاویٰ کے جوابات اور ان اصول میں مطابقت ہے۔ البتہ ایک آدھ جگہ کچھ اشکال ہوا، جس کے لیے دیکھیں حوالہ نمبر 47 اور 99۔

جب یہ تجربہ ہوگیا کہ ان اصول سے ان مسائل کو باآسانی پہچانا جاسکتا ہے تو پھر درس نظامی کے بعض درجات کو آدھے آدھے گھنٹے کی چار نشستوں میں اسی طرح اجراء کرایا گیا۔ الحمدللہ حیران کن نتائج سامنے آئے کہ خامسہ کے طلبہ نے فتاویٰ کے پیچیدہ پیچیدہ مسائل کا جواب ان اصول کی روشنی میں بالکل درست دیا۔

فالحمدللہ علی ذالک

کتاب کی ترتیب یہ ہے کہ:

- ابتداء میں تمام محرمات کو ایک جدول کی صورت میں لکھ دیا گیا ہے۔ یہ جدول درحقیقت پوری کتاب کی بنیاد ہے۔ اسی ایک صفحے میں مذکورہ اصول کو اگر سمجھ لیا جائے تو انشاءاللہ محرمات کے مسائل میں کافی بصیرت پیدا ہوسکتی ہے۔
- کتاب میں محرمات مؤبدہ کو پہلے رکھا گیا اور مؤقتہ کو اس کے بعد رکھا گیا۔

● ہر اصول کے سامنے حوالہ نمبر ڈال دیے گئے۔ اس کی مدد سے حوالہ جات میں اس اصول کے متعلق جزئیات اور دلائل با آسانی مل جائیں گے۔

● حوالہ جات میں حتی الامکان کوشش کی گئی ہے کہ ہر حوالہ میں شامیہ اور عالمگیریہ کا حوالہ موجود ہو۔

● اسی طرح عصر حاضر کے مفتیان کرام کے مدون اردو فتاویٰ سے بھی تائید حاصل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

ان تمام تر کوششوں کے باوجود عین ممکن ہے کہ ضبط و ترتیب یا تحقیق و تعلیق میں غلطیاں رہ گئی ہوں، اس لیے اہل علم حضرات سے درخواست ہے کہ ایسی کسی بھی غلطی کا علم ہونے پر حوالہ کے ساتھ مطلع فرما کر ممنون فرمائیں۔

یہ کتاب اگر تخصص کے شرکاء درس نظامی کے طلبہ اور مدرسۃ البنات کی طالبات کو پڑھائی جائے اور مذکورہ بالا طریقہ پر اجراء بھی کرایا جائے تو ان شاء اللہ اچھے نتائج سامنے آئیں گے، طلبہ اور طالبات کو محرمات کے مسائل سمجھنے میں بصیرت حاصل ہو جائے گی۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائیں اور آخرت کے لیے ذخیرہ بنائے۔ آمین۔

منیر احمد

استاذ: معہد العلوم الاسلامیہ

فاضل: جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن، کراچی

المنیر مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

محرماتِ مؤبدۃ ومؤقتہ

1. تمام محرمات کا خلاصہ جدول میں———— 06

2. محرمات کا ثبوت قرآن وحدیث سے ——— 07

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

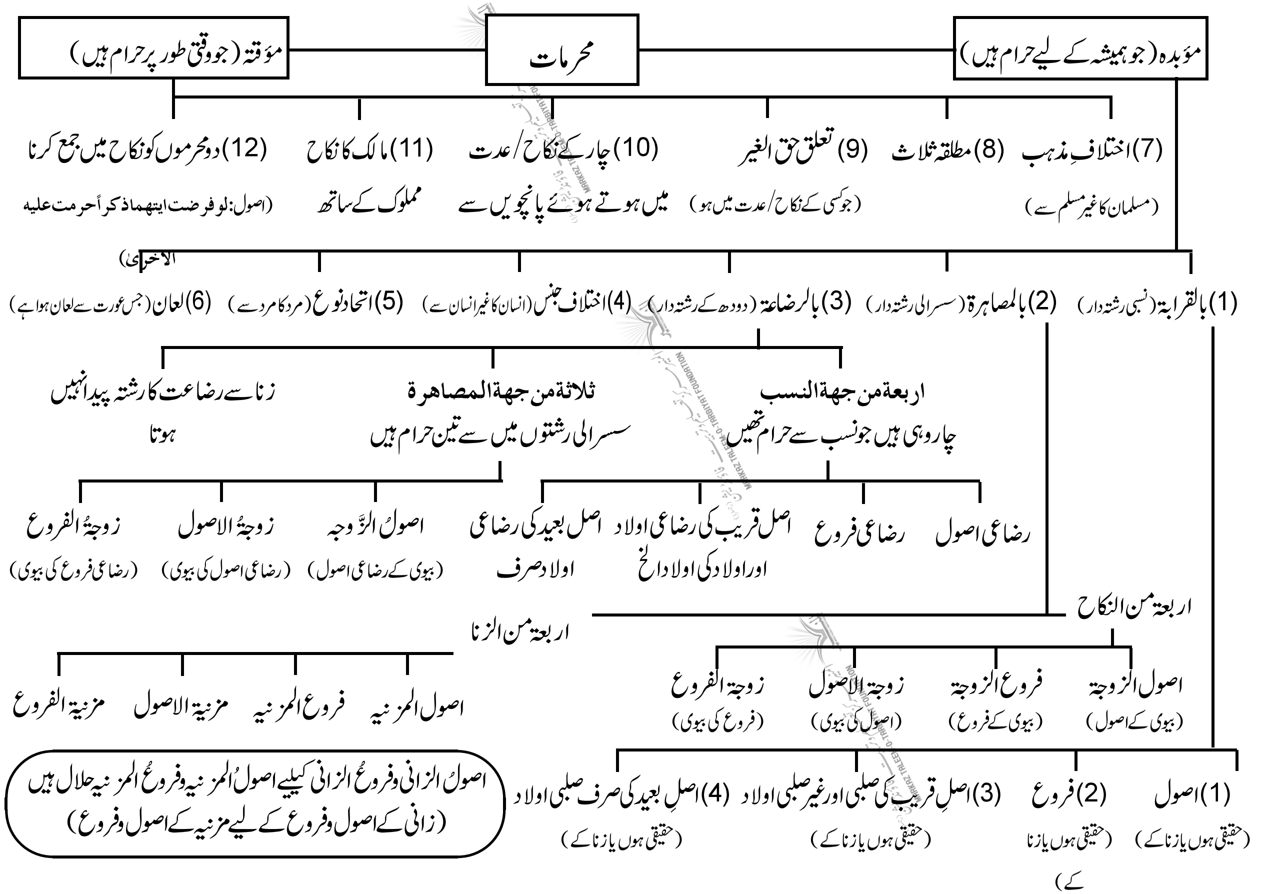
محرمات
مؤبدہ (جو ہمیشہ کے لیے حرام ہیں)
مؤقتہ (جو وقتی طور پر حرام ہیں)
(7) اختلافِ مذہب (مسلمان کا غیر مسلم سے)
(8) مطلقہ ثلاث
(9) تعلق حق الغیر (جو کسی کے نکاح / عدت میں ہو)
(10) چار کے نکاح / عدت میں ہوتے ہوئے پانچویں سے
(11) مالک کا نکاح مملوک کے ساتھ
(12) دو محرموں کو نکاح میں جمع کرنا (اصول: لو فرضت ایتھما ذکرا حرمت علیه الاخریٰ)
(1) بالقرابۃ (نسبی رشتہ دار)
(2) بالمصاھرۃ (سسرالی رشتہ دار)
(3) بالرضاعۃ (دودھ کے رشتہ دار)
(4) اختلاف جنس (انسان کا غیر انسان سے)
(5) اتحاد نوع (مرد کا مرد سے)
(6) لعان (جس عورت سے لعان ہوا ہے)
اربعۃ من جهۃ النسب
چار وہی ہیں جو نسب سے حرام تھیں
ثلاثۃ من جهۃ المصاھرۃ
سسرالی رشتوں میں سے تین حرام ہیں
زنا سے رضاعت کا رشتہ پیدا نہیں ہوتا
رضاعی اصول
رضاعی فروع
اصل قریب کی رضاعی اولاد اور اولاد کی اولاد الخ
اصل بعید کی رضاعی اولاد صرف
اصولُ الزَّوجہ (بیوی کے رضاعی اصول)
زوجۃُ الاصول (رضاعی اصول کی بیوی)
زوجۃُ الفروع (رضاعی فروع کی بیوی)
اربعۃ من النکاح
اصول الزوجۃ (بیوی کے اصول)
فروع الزوجۃ (بیوی کے فروع)
زوجۃ الاصول (اصول کی بیوی)
زوجۃ الفروع (فروع کی بیوی)
اربعۃ من الزنا
اصول المزنیہ
فروع المزنیہ
مزنیۃ الاصول
مزنیۃ الفروع
(1) اصول (حقیقی ہوں یا زنا کے)
(2) فروع (حقیقی ہوں یا زنا کے)
(3) اصلِ قریب کی صلبی اور غیر صلبی اولاد (حقیقی ہوں یا زنا کے)
(4) اصلِ بعید کی صرف صلبی اولاد (حقیقی ہوں یا زنا کے)
اصولُ الزانی وفروعُ الزانی کیلیے اصولُ المزنیہ وفروعُ المزنیہ حلال ہیں
(زانی کے اصول وفروع کے لیے مزنیہ کے اصول وفروع)

محرمات کا ثبوت قرآن وحدیث سے

(1) محرمات بالقرابة (نسبی رشتے):

حُرِّمَتْ عَلَيْكُم أُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ وَ أَخَوٰتكُم وَ عَمّٰتُكُمْ وَ خٰلٰتُكُمْ وَ بَنٰتُ الأَخِ وَ بَنٰتُ الأُخْتِ۔

تم پرحرام کردی گئی ہیں، تمہاری مائیں، تمہاری بیٹیاں، تمہاری بہنیں، تمہاری پھوپھیاں، تمہاری خالائیں اور تمہاری بھتیجیاں اور تمہاری بھانجیاں

(2) محرمات بالمصاہرة (سسرالی رشتے):

حُرِّمَتْ عَلَيْكُم...وَأُمَّهٰتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُم الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ (النساء:23)

تم پرحرام کردی گئی ہیں......اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہارے زیر پرورش تمہاری سوتیلی بیٹیاں جو تمہاری ان بیویوں (کے پیٹ) سے ہوں، جن کے ساتھ تم نے خلوت کی ہو۔ ہاں اگر تم نے ان کے ساتھ خلوت نہ کی ہو (اور انہیں طلاق دے دی ہو یا ان کا انتقال ہو گیا ہو) تو تم پر (ان کی لڑکیوں سے نکاح کرنے میں) کوئی گناہ نہیں ہے۔

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ آبَاءُكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ

(النساء:22)

اور جن عورتوں سے تمہارے باپ دادا (کسی وقت) نکاح کر چکے ہوں، تم انہیں نکاح میں نہ لاؤ، البتہ جو کچھ پہلے ہو چکا وہ ہو چکا۔

وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ (النساء:23)

تمہارے صلبی بیٹوں کی بیویاں بھی تم پرحرام ہیں۔

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

● حدیث: من نظر إلى فرج امرأة لم تحل له أمها و لا بنتها (ابن ابی شیبۃ: 165/4)

(3) محرمات بالرضاعۃ (دودھ کے رشتے):

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ ... وَ أُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِىٓ أَرْضَعْنَكُمْ وَ أَخَوٰتُكُم مِّنَ الرَّضَاعَةِ (النساء: 23)

تم پر حرام کردی گئی ہیں ...... اور تمہاری وہ مائیں، جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہے اور تمہاری دودھ شریک بہنیں۔

(4) اختلافِ جنس (انسان کا نکاح غیر انسان سے):

عن زواهر الجواهر: الأصح أنه لا يصح نكاح آدمي جنية كعكسه، لاختلاف الجنس، فكانوا كبقية الحيوانات۔ (الشامية: 5/3)

قوله: والمحارم هذا خارج بالمانع الشرعي أيضا، وكذا قوله: والجنية وإنسان الماء بقرينة التعليل باختلاف الجنس؛ لأن قوله تعالى: والله جعل لكم من أنفسكم أزواجا۔ بين المراد من قوله: فانكحوا ما طاب لكم من النساء۔ وهو الأنثى من بنات آدم، فلا يثبت حل غيرها بلا دليل، ولأن الجن يتشكلون بصور شتى، فقد يكون ذكرا تشكل بشكل أنثى۔ (الشامية: 5/3۔ مطبوعہ ایچ ایم سعید)

قوله: و بقي الخ زاد في شرحه على الملتقى اثنين آخرين أيضا حيث قال، قلت: و بقي من المحرمات الخنثى المشكل لجواز ذكورته والجنية و إنسان الماء لاختلاف الجنس۔ (الشامية: 27/3۔ مطبوعہ ایچ ایم سعید)

(5) اتحادِ نوع (مرد کا نکاح مرد سے):

و قال تعالیٰ: وَلُوْطاً إِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ أَتَأْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّنَ الْعَالَمِيْنَ، إِنَّكُمْ لَتَأْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَاءِ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ۔ (الاعراف: 80)

ہم نے لوط کو بھیجا، جب اس نے اپنی قوم سے کہا کہ تم اس بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہو، جو تم سے پہلے دنیا جہاں کے کسی شخص نے نہیں کی، تم جنسی ہوس پوری کرنے کے لیے عورتوں کی بجائے مردوں کے پاس جاتے ہو۔ (اور یہ کوئی اتفاقی واقعہ نہیں) بلکہ تم ایسے لوگ ہو کہ (شرافت کی) تمام حدیں پھلانگ چکے ہو۔

و قال تعالیٰ: أَتَأْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِيْنَ وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ أَزْوَاجِكُمْ، بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُوْنَ۔ (الاعراف: 80)

کیا دنیا جہاں کے سارے لوگوں میں تم ہو، جو مردوں کے پاس جاتے ہو اور تمہاری بیویاں جو تمہارے رب نے تمہارے لیے پیدا کی ہیں، ان کو چھوڑے بیٹھے ہو، حقیقت تو یہ ہے کہ تم حد سے بالکل گزرے ہوئے لوگ ہو۔

وقد ذمه الرسول صلى الله عليه وسلم بقوله: لعن الله من عمل عمل قوم لوط و لعن الله من عمل عمل قوم لوط و لعن الله من عمل عمل قوم لوط۔

حديث: إذا أتى الرجل الرجل فهما زانيان۔ (بیہقی: 340/35)

(6) لعان (جس عورت سے لعان ہوا ہے):

عن سعيد بن جبير عن ابن عمر عن النبى صلى الله عليه و سلم قال: المتلاعنان إذا تفرقا لا يجتمعان أبدا۔ (دار قطنی: 276/3)

ذهب الفقهاء في الجملة إلى أنه يحرم على الرجل المسلم أن يتزوج زوجته التي لاعنها، و فرق القاضي بينهما ما دام مصرا على اتهامه لها۔ (الموسوعة الفقهية الكويتية: 225/36)

ولأن اللعان يقتضي التحريم المؤبد فلا يحتاج للتفريق به إلى حكم الحاكم كالرضاع۔ (الموسوعة الفقهية الكويتية: 260/35)

(7) اختلاف مذہب (مسلمان کا غیر مسلمان سے):

وَلَا تَنكِحُوا الْمُشرِكَاتِ حَتَّى يُؤْمِنَّ وَلَأَمَةٌ مُؤْمِنَةٌ خَيرٌ مِن مُشرِكَةٍ وَلَو أَعجَبَتكُم وَلَا تُنكِحُوا الْمُشرِكِينَ حَتَّى يُؤْمِنُوا وَلَعَبدٌ مُؤْمِنٌ خَيرٌ مِن مُشرِكٍ وَلَو أَعجَبَكُم أُولٰئِكَ يَدْعُوْنَ إِلَى النَّارِ وَاللّٰهُ يَدْعُوْ إِلَى الجَنَّةِ وَالمَغفِرَةِ بِإِذْنِهِ وَيُبَيِّنُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُم يَتَذَكَّرُونَ۔ (البقرة: 221)

اور مشرک عورتوں سے، اس وقت تک نکاح نہ کرو، جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں۔ یقیناً ایک مومن باندی کسی بھی مشرک عورت سے بہتر ہے، خواہ وہ مشرک عورت تمہیں پسند آ رہی ہو اور اپنی عورتوں کا نکاح مشرک مردوں سے نہ کراؤ، جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں اور یقیناً ایک مومن غلام کسی بھی مشرک مرد سے بہتر ہے خواہ وہ مشرک مرد تمہیں پسند آ رہا ہو۔ یہ سب دوزخ کی طرف بلاتے ہیں، جبکہ اللہ اپنے حکم سے جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے اور اپنے احکام لوگوں کے سامنے صاف صاف بیان کرتا ہے، تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ (آسان ترجمہ قرآن: 139/1)

(8) مطلقہ ثلاث:

فَإِن طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِن بَعدُ حَتَّى تَنكِحَ زَوجًا غَيرَهُ، فَإِن طَلَّقَهَا

فَلَا جُنَاحَ عَلَيهِمَا أَن يَتَرَاجَعَا إِن ظَنَّا أَن يُقِيمَا حُدُودَ اللّٰهِ وَتِلكَ حُدُودُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَومٍ يَعلَمُونَ۔ (البقرة:230)

پھر اگر شوہر (تیسری) طلاق دے دے تو وہ (مطلقہ عورت) اس کے لیے اس وقت تک حلال نہیں ہو گی جب تک وہ کسی اور شوہر سے نکاح نہ کرے، ہاں اگر وہ (دوسرا شوہر بھی) اسے طلاق دے دے تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ ایک دوسرے کے پاس (نیا نکاح کر کے) دوبارہ واپس آجائیں، بشرطیکہ انہیں یہ غالب گمان ہو کہ اب وہ اللہ کی حدود قائم رکھیں گے اور یہ سب اللہ کی حدود ہیں، جو وہ ان لوگوں کے لیے واضح کر رہا ہے جو سمجھ رکھتے ہوں۔ (آسان ترجمہ قرآن:144/1)

عن عائشة رضی اللّٰه عنها أنها قالت: جاءت امرأة رفاعة القرظی إلی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فقالت: كنت عند رفاعة، فطلقنی، فبت طلاقی، فتزوجت عبد الرحمٰن بن الزبیر وإن ما معه مثل هدبة الثوب، فتبسم رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، وقال: أتریدین أن ترجعی إلی رفاعة لا، حتی تذوقی عسیلته ویذوق عسیلتک۔ (بخاری،رقم:2445)

(9) تعلق حقِ غیر:

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ۔ (النساء:24)

نیز وہ عورتیں (تم پر حرام ہیں) جو دوسرے شوہروں کے نکاح میں ہوں، البتہ جو کنیزیں تمہاری ملکیت میں آجائیں (وہ مستثنیٰ ہیں)۔

(آسان ترجمہ قرآن:257-258/1)

یحرم علی المسلم أن یتزوج من تعلق حق غیره بها بزواج أو عدة من طلاق أو وفاة أو دخول فی زواج فاسد أو دخول بشبهة،

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

لقوله تعالى: وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُم۔ عطفا على المحرمات المذكورات فى قوله تعالى: حُرِّمَتْ عَلَيْكُم أُمَّهٰتُكُمْ۔ والمراد بِالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآء: المتزوجات منهن سواء أكان زوجها مسلما أم غير مسلم كما يحرم على المسلم أن يتزوج معتدة غيره من طلاق رجعى أو بائن أو وفاة۔

(الموسوعة الفقهية الكويتية: 218/36)

(10) چار کے نکاح/عدت میں ہوتے ہوئے پانچویں سے:

يحرم على الرجل أن يجمع بين أكثر من أربع زوجات فى عصمته، فلا يتزوج بخامسة ما دامت فى عصمته أربع سواها إما حقيقة بأن لم يطلق إحداهن وإما حكما كما إذا طلق إحداهن ولا تزال فى عدته، ولو كان الطلاق بائنا بينونة صغرى أو كبرى وهذا عند الحنفية۔

ودليل عدم الجمع بين أكثر من أربع زوجات قوله تعالٰى: فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَائِ مَثْنٰى وَثُلاَثَ وَرُبَا عَ۔

وقد أيدت السنة النبوية ذلك، فقد روى أن غيلان الثقفى رضى اللّٰه عنه كان عنده عشر نسوة، فأسلم وأسلمن معه فأمره رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: أن يختار منهن أربعا، (الموسوعة الفقهية الكويتية: 225/36)

(11) دو محرموں کو نکاح میں جمع کرنا:

حُرِّمَت عَلَيكُم . . . وَأَن تَجمَعُوا بَينَ الأُختَينِ إلَّا مَا قَد سَلَفَ، إنَّ

اللّٰہَ کَانَ غَفُورًا رَحِیمًا۔ (النساء:23)

تم پر حرام کردی گئی ہیں ......اور یہ بات بھی حرام ہے کہ تم دو بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں جمع کرو، البتہ جو کچھ پہلے ہو چکا وہ ہو چکا، بے شک اللہ بہت معاف کرنے والا، بڑا مہربان ہے۔

یحرم علی المسلم أن یجمع بین امرأتین بینهما قرابة محرمة بحیث لو فرضت أیتهما ذکرا حرمت علیه الأخری، وذلک کالأختین، فإننا لو فرضنا إحداهما ذکرا لا تحل للأخری، وکذلک یحرم الجمع بین المرأة وعمتها أو بین المرأة و خالتها، لقوله تعالی: حُرِّمَت عَلَیکُم أُمَّهَاتُکُمْ إلی قوله: وَأَن تَجمَعُوا بَینَ الأُختَینِ إِلَّا مَا قَد سَلَفَ۔

ولحدیث أبی هریرة: أن رسول الله صلی الله علیه وسلم نهی أن تنکح المرأة علی عمتها أو العمة علی ابنة أخیها أو المرأة علی خالتها أو الخالة علی بنت أختها۔ (ترمذی:1045)

وعلیه الائمة الأربعة۔ (الموسوعة الفقهیة الکویتیة: 223/36)

(12) مالک کا نکاح مملوک کے ساتھ:

أن لا تکون الأمة مملوکة له، ولا لولده۔ فلا یتزوج السید أمته التی یملکها، قال صاحب الهدایة: لأن النکاح ما شرع إلا مثمرا ثمرات مشترکة بین المتناکحین، والمملوکیة تنافی المالکیة، فیمتنع وقوع الثمرة علی الشرکة۔ (الموسوعة الفقهیة الکویتیة: 52/23)

لا یمتنع شرعا أن یتزوج العبد حرة، وله أن یجمع بین حرة وأمة

ولکن لایحل له أن یتزوج سیدته، لأن احکام النکاح تتنافی مع أحکام الملک، فان کل واحد منهما یقتضی أن یکون الطرف الأخر بحکمه یسافر بسفره ویقیم بإقامته ویتفق علیه فیتنافیان، ولأن مقتضی الزوجیة قوامة الرجل علی المرأة بالحفظ والصون والتادیب، والاسترقاق یقتضی قهر السادات للعبید بالاستیلاء والاستهانة، فیتعذر أن تکون سیدة لعبدها وزوجة له۔

ولو أن الزوجة الحرة ملکت زوجها العبد انفسخ نکاحهما۔ (الموسوعة الفقهیة الکویتیة: 56/23)

نوٹ: آیندہ صفحات میں محرماتِ مؤبدہ ومؤقتہ کی **12** قسموں کی توضیح وتفصیل عرض کی جائے گی۔

محرماتِ مؤبدۃ بالقرابۃ (یعنی وہ چار نسبی رشتے جو ہمیشہ کے لیے حرام ہیں)

1. اصول ———— 16

2. فروع ———— 17

3. اصلِ قریب کی صلبی اور غیر صلبی اولاد ———— 18/19

4. اصلِ بعید کی صرف صلبی اولاد ———— 20

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

❑ اصول کے بارے میں قرآن کریم میں ہے۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ (النساء: 23) تم پر حرام کردی گئی ہیں تمہاری مائیں۔ یہاں ماؤں سے مراد اصول ہیں۔

(1)اصول کے قواعد:

1. حقیقی اصول: اصول سے مراد ماں باپ، دادا، پردادا، نانا، پرنانا، دادی، پردادی، نانی، پرنانی وغیرہ ہیں۔(1)

2. سوتیلے اصول: سوتیلی ماں (یعنی منکوحۂ اب) سے بھی نکاح حرام ہے۔(2)

● سوتیلے والد سے نکاح میں تفصیل ہے، مثلاً کسی لڑکی کے والد کا انتقال ہوگیا اور ماں نے دوسرا نکاح کیا، لیکن ماں ابھی اس کے پاس رہنے نہ پائی تھی کہ وہ بھی مرگئی یا دوسرے شوہر نے طلاق دے دی تو اس لڑکی کے لیے اپنے اس سوتیلے والد سے نکاح کرنا درست ہے۔ ہاں اگر ماں اس کے پاس رہ چکی ہو تو اس سے نکاح درست نہیں۔(3)

● سوتیلی نانی میں تفصیل ہے: اگر یہ مراد ہے کہ حقیقی ماں کی سوتیلی ماں (یعنی حقیقی نانا کی بیوی) پھر تو ان سے نکاح ناجائز ہے۔(4)

● اور اگر یہ مراد ہے کہ سوتیلی ماں کی حقیقی ماں (یعنی کسی عورت سے اس کے والد نے دوسرا نکاح کرلیا) تو اس عورت کی حقیقی ماں یا سوتیلی ماں سے نکاح کرنا جائز ہے۔(5)

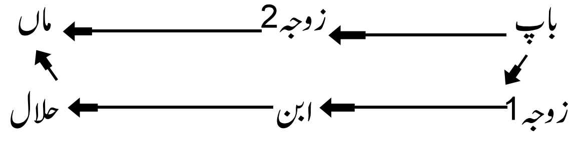

3. زنا کے اصول: زنا سے بھی یہ رشتے حرام ہیں یعنی زنا کے ماں باپ اور ان ماں باپ کے ماں باپ اخیر سلسلہ تک حرام ہیں۔(6)

4. رضاعی اصول: رضاعی ماں باپ ان کے ماں باپ کے ماں باپ سلسلہ آخیر تک یہ بھی حرام ہیں۔(7)

❑ فروع کے بارے میں قرآن کریم میں ہے۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ (النساء: 23) تم پر حرام کردی گئی ہیں تمہاری مائیں اور بیٹیاں۔ یہاں بیٹیوں سے مراد فروع ہیں۔

(2) فروع کے قواعد:

1. حقیقی فروع: فروع سے مراد اولاد، اولاد کی اولاد آخیر سلسلہ تک ہے۔(8)

2. سوتیلے فروع: سوتیلی اولاد یعنی بیوی کی وہ بیٹی جو اپنے نطفے سے نہ ہو، وہ بھی حرام ہے۔

- اور اپنے بیٹے کی بیوی کی وہ بیٹی جو بیٹے کے نطفہ سے نہیں، وہ حلال ہے، اس لیے کہ دونوں میں خون کا میل نہیں ہوتا۔(9)

3. زنا کے فروع: زنا سے بھی یہ رشتے حرام ہیں یعنی زنا کی اولاد اور اولاد کی اولاد آخیر سلسلہ تک بھی بدستور حرام رہے گی۔ (10)

4. رضاعی فروع: رضاعی والد، والدہ کی بھی اولاد در اولاد، سب سے نکاح حرام ہے۔ (11)

5. لعان کے فروع: لعان کی اولاد بھی اپنی اولاد کے حکم میں ہے۔(لعان کی اولاد سے مراد اس عورت کی اولاد ہے، جس سے لعان ہوا ہے) (12)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

اصل قریب کی صلبی اولاد کے بارے میں قرآن کریم میں ہے:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ... وَاَخَوَاتُكُمْ... وَبَنَاتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ (النساء:23)
تم پر حرام کردی گئی ہیں ...... تمہاری بہنیں ...... اورتمہاری بھتیجیاں ......اور تمہاری بھانجیاں۔
یہاں بہنوں سے اصل قریب کی صلبی اولاد اور بھتیجیوں، بھانجیوں سے

(3.1) اصل قریب کی صلبی اولاد کے قواعد:

1. حقیقی بہن بھائی: عینی (ماں باپ شریک) علاتی (باپ شریک) اخیافی (ماں شریک) تینوں قسم کے بہن بھائی اوران کی اولاد کی اولاد دسلسلہ آخیر تک حرام ہیں۔(13)
2. سوتیلے بہن بھائی: جو بہن بھائی ان مذکورہ تین قسموں کے علاوہ ہوں (مثلاً میاں بیوی میں سے ہر ایک کا دوسرا نکاح تھا اور ہر ایک کی پہلے نکاح سے اولاد تھی تو) ان (اولاد) کا آپس میں نکاح درست ہے(14)
3. زنا کے بہن بھائی: زانی مزنیہ کی اولاد کا نکاح آپس میں جائز ہے، مثلاً ایک مرد نے ایک عورت سے زنا کیا پھر مرد کا نکاح کسی اور عورت سے ہوا اور اس سے (مرد کے علوق سے) بیٹا ہوا اور عورت کا نکاح کسی مرد سے ہوا اور اس سے (عورت کے بطن سے) بیٹی ہوئی۔ اگر کسی کی منکوحہ سے زنا کیا پھر اس سے لڑکی پیدا ہوئی تو اس لڑکی کا نکاح زانی کے بیٹے سے جائز ہے، لیکن خلاف احتیاط ہے۔(15)

- لیکن زانی کے نطفہ سے مزنیہ کے بطن سے جو لڑکا اور لڑکی پیدا ہوئے، (جس کی صورت یہ ہے کہ زانی نے زنا کے بعد مزنیہ باکرہ کو اپنے پاس روک کر رکھا) تو ان کا آپس میں نکاح بالکل حلال نہیں۔(16)

● ماں (مزنیہ) کے فروع سلسلہ آخیر تک اور ماں (مزنیہ) کے اصول کے فروع ایک بطن تک زنا سے بھی حرام ہیں، باپ (زانی) کے فروع اور باپ (زانی) کے اصول کے فروع زنا سے حرام نہیں ہیں، پس اخیافی بھائی بہن ماموں خالہ تو حرام ہوں گے، لیکن علاتی بھائی بہن اور چچا پھوپھی حرام نہیں ہوں گے۔((17

4. رضاعی بہن بھائی: اصل قریب کی رضاعی اولاد اوران کی اولاد کی اولاد بھی حرام ہے۔((18

(3.2)اصل قریب کی غیر صلبی اولاد (یعنی بنات الاخ والاخت) کے قواعد:

1. حقیقی بھانجے بھتیجے: تمام قسم کے، بھائی، بہن (عینی، علاتی، اخیافی) کی حقیقی اولاد اوران کی اولاد کی اولاد سلسلہ آخیر تک حرام ہے۔((19

2. سوتیلے بھانجے بھتیجے: بہن بھائی کی سوتیلی اولاد (یعنی ربیبہ/ سوتیلی بھانجی، بھتیجی) سے اوران کی اولاد کی اولاد سلسلہ آخیر تک سے نکاح حلال ہے۔ (20)

● سوتیلے بھائی اور بہن (یعنی جو نہ عینی ہوں، نہ علاتی، نہ اخیافی) کی اولاد ان کی اولاد کی اولاد سے نکاح حلال ہونا چاہیے۔

3. زنا کے بھانجے بھتیجے: حقیقی بھائی نے زنا کیا، اس زنا سے جو بچی پیدا ہوئی، وہ حلال ہے۔(یعنی زانی کے بھائی کے لیے)

● اس طرح بھائی کی مزنیہ کی بیٹی (جو اس کے شوہر سے پیدا ہو) وہ بھی حلال ہے۔((21

● حقیقی بہن نے زنا کیا، اس زنا سے جو بچی پیدا ہوئی، وہ حرام ہونی چاہیے۔ (22)

● زنا کے بھائی بہن (یعنی کسی کے باپ نے کسی سے زنا کیا، اس مزنیہ کی اولاد) کی اولاد سے نکاح جائز ہے، مگر خلاف احتیاط ہے۔((23

البتہ زانی کے نطفہ اور مزنیہ کے بطن سے جو اولاد ہو، ان کی اولاد سے نکاح صحیح نہیں۔((24

4. رضاعی بھانجے بھتیجے: حقیقی بھائی یا بہن کی رضاعی بیٹی بیٹے (یعنی رضاعی بھتیجی، بھانجی) سے نکاح حرام ہے۔((25

المیزان مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

● رضاعی بھائی، بہن کی حقیقی اولاد، رضاعی بہن بھائی کی رضاعی اولاد سے نکاح حرام ہے۔((26

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ ... وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ (النساء:23)
تم پر حرام کردی گئی ہیں......اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں۔
یہاں پھوپھیوں اور خالاؤں سے اصل بعید کی صرف صلبی اولاد مراد ہے۔

❑ اصلِ بعید کی صلبی اولاد کے بارے میں قرآن کریم میں ہے۔

(4) اصل بعید کی صرف صلبی اولاد کے قواعد:

1. **حقیقی چچا پھوپھی ماموں خالہ:** عینی، علاتی، اخیافی تینوں قسم کے ماموں خالہ چچا پھوپھی بھی حرام ہیں۔((27

2. **سوتیلے چچا پھوپھی ماموں خالہ:** جو چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ ان تینوں قسموں کے علاوہ ہوں (یعنی سوتیلے ہوں) وہ حلال ہیں۔((28

3. **زنا کے چچا پھوپھی ماموں خالہ:** اگر یہ رشتہ زنا سے ہو تو ماں کے اصول کے فروع ایک بطن تک حرام ہوں گے، باپ کے اصول کے فروع حرام نہیں، پس اخیافی ماموں اور خالہ تو حرام ہوں گے، علاتی چچا اور پھوپھی حرام نہیں۔((29

4. **رضاعی، چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ:** اصل بعید کی رضاعی اولاد (یعنی رضاعی چچا، پھوپھی اور رضاعی ماموں خالہ) بھی ایک بطن تک حرام ہیں۔((30

● جس طرح اصل بعید (دادا، نانا، دادی، نانی) کی صلبی اولاد (چچا، پھوپھی، خالہ، ماموں) حرام ہے تو اصل بعید میں دادا، نانا، دادی، نانی کی طرح پردادا، پردادی الخ پرنانا، پرنانی الخ بھی داخل ہیں، لہٰذا ان کی بھی صلبی اولاد حرام ہوگی، پس ماں باپ کے چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ بھی اس چوتھی قسم میں داخل ہیں۔

کیونکہ وہ بھی اپنے ماں باپ کے اصول کے فروع ہیں، ان سے بھی نکاح حرام ہے، مگر ان کی اولاد سے جو اپنے ماں باپ کی چچا زاد، یا ماموں زاد بھائی اور بہن ہوں ان سے

نکاح جائز ہے۔

حاصل یہ ہے کہ اس چوتھی قسم کی حرمت صرف ایک بطن تک رہتی ہے اور ایک بطن کے بعد حرمت جاتی رہتی ہے۔

ماں کی سگی پھوپھی کی پھوپھی اور باپ کی سگی خالہ بھی اس چوتھی قسم میں داخل ہے۔ (31)

نوٹ: اس چوتھی قسم میں اور بہت سی صورتیں ہوسکتی ہیں۔

❑ اصل بعید کی غیر صلبی اولاد حلال ہے

● اپنے ماں باپ (اصل قریب) کے اصول (اصل بعید) کے فقط فروع (چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ) حرام ہیں اور ان فروع کے فروع (چچا زاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد، خالہ زاد، بہن بھائی) حلال ہیں۔ (32)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

نسبی حلال وحرام رشتے جدول میں

(1) مرد کے لیے حلال وحرام رشتے

● حلال رشتے (نامحرم)
● حرام رشتے (محرم)

اصول	فروع	اصل قریب کی صلبی اولاد	اصل قریب کی غیر صلبی اولاد	اصل بعید کی صلبی اولاد	اصل بعید کی غیر صلبی اولاد
● ماں دادی پردادی نانی پرنانی آخیر تک ● اصول حقیقی ہوں سوتیلے ہوں زنا کے ہوں رضاعی ہوں سب حرام ہیں نوٹ: اصول اگر مذکر ہوں تو ان کی بیویوں سے بھی رشتہ حرام ہے، مثلاً سوتیلی ماں (باپ کی بیوی) سوتیلی دادی (دادا کی بیوی) سوتیلی نانی (نانا کی بیوی) آخیر تک	● بیٹی پوتی پڑپوتی نواسی پڑنواسی آخیر تک ● فروع حقیقی ہوں زنا کے ہوں رضاعی ہوں لعان کے ہوں سوتیلے (اپنی ربیبہ) ہوں سب حرام ہیں نوٹ: فروع اگر مذکر ہوں تو ان کی بیویوں سے بھی رشتہ حرام ہے، مثلاً بیٹے کی بیوی (بہو) پوتے کی بیوی (بیٹے کی بہو) نواسے کی بیوی (بیٹی کی بہو) آخیر تک سوتیلے (بیٹے/ بیٹی کی ربیبہ) حلال ہیں	● بہن ● بہن حقیقی (ماں باپ شریک/ باپ شریک/ ماں شریک) ہوں رضاعی ہوں زنا کی اخیافی بہن ہوں سب حرام ہیں سوتیلے (مذکورہ 3 قسموں کے علاوہ) ہوں زنا کی علاتی ہوں (بشرطیکہ زانی کے نطفے سے ہونا یقینی نہ ہو) حلال ہیں نوٹ: اصل قریب کی صلبی اولاد اگر مذکر ہو تو ان کی بیویوں سے رشتہ حلال ہے، مثلاً بھابھی	● بھانجی بھتیجی ان کی اولاد آخیر تک ● بھانجی/بھتیجی حقیقی (ماں باپ شریک/ باپ شریک/ ماں شریک) ہوں رضاعی ہوں سب حرام ہیں بھانجی/بھتیجی سوتیلی ہوں (سوتیلے بھائی بہن کی اولاد ہوں یا حقیقی بھائی بہن کی سوتیلی اولاد ہوں) زنا کے ہوں حلال ہیں نوٹ: اصل قریب کی غیر صلبی اولاد اگر مذکر ہو تو ان کی بیویوں سے رشتہ حلال ہے، مثلاً بھانجے کی بیوی بھتیجے کی بیوی	● باپ کی طرف سے رشتے پھوپھی باپ/ دادا۔الخ کی پھوپھی باپ/ دادا۔الخ کی خالہ ● ماں کی طرف سے رشتے خالہ ماں/ نانا۔الخ کی خالہ ماں/ نانا کی پھوپھی ● پھوپھی/ خالہ حقیقی (ماں باپ شریک/ باپ شریک/ ماں شریک) ہوں رضاعی ہوں زنا میں اخیافی خالہ ہوں حرام ہیں سوتیلی (خالہ/ پھوپھی) ہوں اور زنا کے علاتی پھوپھی ہوں حلال ہیں نوٹ: اصل بعید کی صلبی اولاد اگر مذکر ہو تو ان کی بیویوں سے رشتہ حلال ہے، مثلاً اپنی چچی، ممانی باپ/ دادا/ نانا الخ کی چچی/ ممانی	● باپ کی طرف سے رشتے چچا کی بیٹی/ پوتی/ نواسی الخ پھوپھی کی بیٹی/ پوتی/ نواسی الخ باپ/ دادا کے چچا/ پھوپھی/ ماموں/ خالہ کی بیٹی/ پوتی /نواسی الخ ● ماں کی طرف سے رشتے ماموں کی بیٹی/ پوتی/ نواسی الخ خالہ کی بیٹی/ پوتی/ نواسی الخ ماں/ نانا کے چچا/ پھوپھی/ ماموں/ خالہ کی بیٹی/ پوتی/ نواسی سب حلال ہیں نوٹ: اصل بعید کی غیر صلبی اولاد اگر مذکر ہو تو ان کی بیویوں سے بھی رشتہ حلال ہے، مثلاً چچا کے بیٹے/ پوتے/ نواسے کی بیوی پھوپھی کے بیٹے/ پوتے/ نواسے کی بیوی ماموں کے بیٹے/ پوتے/ نواسے کی بیوی خالہ کے بیٹے/ پوتے/ نواسے کی بیوی آخیر تک

مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

نسبی حلال وحرام رشتے جدول میں

(2) عورت کے لیے حلال وحرام رشتے

● حلال رشتے (نامحرم)
● حرام رشتے (محرم)

اصول	فروع	اصل قریب کی صلبی اولاد	اصل قریب کی غیر صلبی اولاد	اصل بعید کی صلبی اولاد	اصل بعید کی غیر صلبی اولاد
● باپ دادا پردادا نانا پرنانا آخیر تک ● اصول حقیقی ہوں سوتیلے ہوں زنا کے ہوں رضاعی ہوں سب حرام ہیں نوٹ: اصول اگر مونث ہوں تو ان کے شوہروں سے بھی نکاح حرام ہے (بشرطیکہ خلوت صحیحہ ہو چکی ہو) مثلاً سوتیلا باپ (ماں کا شوہر) سوتیلا دادا (دادی کا شوہر) سوتیلا نانا (نانی کا شوہر)	● بیٹا پوتا پڑپوتا نواسہ پڑنواسہ آخیر تک ● فروع حقیقی ہوں زنا کے ہوں رضاعی ہوں لعان کے ہوں سوتیلے (اپنا ربیب) ہوں سب حرام ہیں نوٹ: فروع اگر مونث ہوں تو ان کے شوہروں سے بھی نکاح حرام ہے مثلاً بیٹی کا شوہر (داماد) پوتی کا شوہر (بیٹے کا داماد) نواسی کا شوہر (بیٹی کا داماد)	● بھائی ● بھائی حقیقی (ماں باپ شریک/ باپ شریک/ ماں شریک) ہوں رضاعی ہوں زنا کے اخیافی بھائی ہوں سب حرام ہیں	● بھانجہ بھتیجا ان کی اولاد آخیر تک ● بھانجے/ بھتیجے حقیقی (ماں باپ شریک/ باپ شریک/ ماں شریک) ہوں رضاعی ہوں سب حرام ہیں	● باپ کی طرف سے رشتے چچا باپ/ دادا۔الخ کا چچا باپ/ دادا۔الخ کا ماموں ● ماں کی طرف سے رشتے ماموں ماں/ نانا۔الخ کا ماموں ماں/ نانا کا چچا ● چچا/ ماموں حقیقی (ماں باپ شریک/ باپ شریک/ ماں شریک) ہوں رضاعی ہوں زنا کے اخیافی ماموں ہوں سب حرام ہیں	
	سوتیلے (بیٹے/ بیٹی کا ربیب) ہوں حلال ہیں	بھائی سوتیلے (مذکورہ 3 قسموں کے علاوہ) ہوں زنا کے (علاتی بھائی ہو بشرطیکہ زانی کے نطفے سے ہونا یقینی نہ ہو) ہوں حلال ہیں نوٹ: اصل قریب کی صلبی اولاد اگر مونث ہو تو اس کے شوہر سے رشتہ حلال ہے مثلاً بہنوئی	بھانجے بھتیجے سوتیلے (سوتیلی بہن بھائی کی اولاد ہوں یا حقیقی بہن بھائی کی سوتیلی اولاد) ہوں زنا کے ہوں حلال ہیں نوٹ: اصل قریب کی غیر صلبی اولاد اگر مونث ہو تو اس کے شوہر سے رشتہ حلال ہے، مثلاً بھانجی کا شوہر بھتیجی کا شوہر	سوتیلے (چچا/ ماموں) ہوں اور زنا کے علاتی چچا ہوں، حلال ہیں نوٹ: اصل بعید کی صلبی اولاد اگر مونث ہو تو اس کے شوہر سے رشتہ حلال ہے مثلاً پھوپھا، خالو ماں باپ/ دادا دادی/ نانا نانی کے پھوپھا خالو	● باپ کی طرف سے رشتے چچا کے بیٹے/ پوتے/ نواسے الخ پھوپھی کے بیٹے/ پوتے/ نواسے الخ باپ/ دادا کے چچا/ پھوپھی/ ماموں/ خالہ کے بیٹے الخ ● ماں کی طرف سے رشتے ماموں کے بیٹے/ پوتے/ نواسے الخ خالہ کے بیٹے/ پوتے/ نواسے الخ ماں/ نانا کے چچا/ پھوپھی/ ماموں/ خالہ کے بیٹے/ پوتے/ نواسے، سب حلال ہیں نوٹ: اصل بعید کی غیر صلبی اولاد اگر مونث ہو تو اس کے شوہر سے بھی رشتہ حلال ہے مثلاً چچا کی بیٹی/ پوتی/ نواسی الخ کا شوہر پھوپھی کی بیٹی/ پوتی/ نواسی الخ کا شوہر ماموں کی بیٹی/ پوتی/ نواسی الخ کا شوہر خالہ کی بیٹی/ پوتی/ نواسی الخ کا شوہر

المنبر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

محرماتِ مؤبدۃ بالمصاہرۃ (یعنی وہ چار سسرالی رشتے جو ہمیشہ کے لیے حرام ہیں)

1. حرمت مصاہرۃ کی تعریف ______ 25

2. حرمت مصاہرۃ کا ثبوت ______ 25

3. دواعی جماع کی شرائط ______ 25

4. محرمات بالمصاہرۃ ______ 26

(1) اصول الزوجۃ ______ 26

(2) فروع الزوجۃ ______ 27

(3) زوجۃ الاصول ______ 28

(4) زوجۃ الفروع ______ 29

مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

محرمات بالمصاہرۃ

1. حرمت مصاہرۃ کی تعریف:

مصاہرۃ کہتے ہیں، سسرالی رشتوں کی حرمت کو۔ (33)

2. حرمت مصاہرۃ کا ثبوت:

حرمت مصاہرۃ کا ثبوت دوطرح سے ہوتا ہے۔

1: نکاح سے

2: زنایادواعی جماع سے (جیسے، شہوت کے ساتھ چھونا یابوس وکنار کرنا یاعضوخاص کودیکھنا) (34)

3. دواعی جماع کی شرائط:

1: یہ امورنفسانی کیفیت کے جوش میں صادر ہوئے ہوں۔خواہ یہ جوش مردوعورت دونوں میں ہو یاصرف ایک میں ۔جس وقت یہ امورصادرہوئے ہوں اس وقت جوش موجودہو۔

2: مردعورت دونوں میں نفسانی کیفیت کا جوش پیدا ہو چکا ہو،یعنی بالغ ہوں یا قریب بلوغ کے ہوں۔

3: ان امور کے بعدمردکوانزال نہ ہوجائے۔

4: مردنےعورت کے یاعورت نے مرد کے خاص حصے کو دیکھا ہوتو خاص کر اسی مقام کو دیکھا ہو، نہ اس کی شبیہ۔

5: مرد نےعورت کے یاعورت نے مرد کے بدن کو چھوا ہو، یا اس کو لپٹایا ہوتو کوئی کپڑا وغیرہ درمیان میں حائل نہ ہو، جوایک کودوسرے کے جسم کی حرارت محسوس ہونے سے مانع ہو۔ (35)

4. محرمات بالمصاہرۃ:

❑ اصول الزوجۃ کے بارے میں قرآن کریم میں ہے:

حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمۡ . . . أُمَّهَٰتُ نِسَآئِكُمۡ (النساء:23)

تم پر حرام کردی گئی ہیں..... تمہاری بیویوں کی مائیں۔ یہاں بیویوں کی ماؤں سے مراد اصول الزوجہ (یعنی بیوی کے اصول) ہیں۔

(1) اصول الزوجۃ کے قواعد:

1. بیوی کے حقیقی اصول: اصول الزوجۃ میں اصول سے مراد بیوی کی ماں، نانی، دادی، اوران کا مادری سلسلہ ہے۔((36

- بیوی کے اصول نکاح صحیح سے حرام ہوں گے، نکاح فاسد سے نہیں۔((37
- بیوی کے اصول نفسِ نکاح ہی سے حرام ہوجائیں گے، حرام ہونے کے لیے بیوی سے صحبت یا دخول شرط نہیں۔((38

2. بیوی کے سوتیلے اصول: بیوی کے سوتیلے اصول (یعنی شوہر کے لیے سوتیلی ساس) سے نکاح حلال ہے۔((39

3. مزنیۃ کے اصول: جس عورت سے زنا کیا گیا ہو، اس کے اصول بھی منکوحۃ کے اصول کی طرح حرام ہیں۔((40

4. بیوی کے رضاعی اصول: یعنی بیوی کی رضاعی ماں، رضاعی نانی سلسلہ آخر تک بھی شوہر کے لیے حرام ہیں۔((41

❑ فروع الزوجۃ کے بارے میں قرآن کریم میں ہے:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ ... وَرَبَائِبُكُمُ الّٰتِىْ فِىْ حُجُوْرِكُمْ ... فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ (النساء: 23)
تم پر حرام کردی گئی ہیں..... تمہارے زیر پرورش تمہاری سوتیلی بیٹیاں جو تمہاری ان بیویوں (کے پیٹ) سے ہوں جن کے ساتھ تم نے خلوت کی ہو ہاں اگر تم نے ان کے ساتھ خلوت نہ کی ہو (اور انہیں طلاق دے دی ہو یا ان کا انتقال ہوگیا ہو) تو تم پر (ان کی لڑکیوں سے نکاح کرنے میں) کوئی گناہ نہیں ہے۔ یہاں بیویوں کی بیٹیوں سے مراد بیویوں کے فروع ہیں۔

(2) فروع الزوجۃ کے قواعد:

1. بیوی کے حقیقی فروع: فروع الزوجۃ میں فروع سے مراد بیوی کی بیٹیاں، بیٹوں کی بیٹیاں، اس کی بیٹوں کی بیٹیاں سلسلہ آخر تک ہے۔ (42)

- بیوی کے فروع نکاح صحیح اور فاسد دونوں سے حرام ہوجاتے ہیں۔ (43)
- اگر نکاح صحیح ہو تو بیوی کے فروع کے حرام ہونے کیلئے یہ بھی شرط ہے کہ بیوی سے دخول ہوا ہو۔ (44)
- اگر دخول نہیں ہوا تو خلوت صحیحہ ہوئی ہو (صحیح قول کے مطابق)
- اگر نہ دخول ہوا نہ خلوت صحیحہ ہوئی (بلکہ خلوت فاسدہ ہوئی، پھر وہ عورت مرگئی، یا اس کو طلاق دیدی) تو بیوی کے فروع حرام نہ ہونگے۔ (45)
- اگر نکاح فاسد ہوا ہو تو بیوی کے فروع حرام ہونے کے لئے بیوی سے دخول شرط ہے۔ (46) صرف خلوت سے بیوی کے فروع حرام نہ ہونگے۔ (47)
- پھر دخول میں یہ بھی شرط ہے کہ دخول کے وقت دونوں (میاں، بیوی) میں شہوت بھی ہو، یعنی دونوں بالغ یا مراہق (قریب البلوغ) ہوں، پس اگر میاں بیوی میں سے کوئی ایک اتنا کم سن ہے کہ دخول کے وقت اسے شہوت نہیں ہوئی تو بیوی کے فروع حرام نہ ہونگے۔ (48)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

2. بیوی کے سوتیلے فروع: بیوی کے سوتیلے فروع سے نکاح حلال ہے، مثلا: ایک آدمی اپنی بیوی کی اس لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے، جو اس کے پہلے شوہر کے کسی اور بیوی سے ہے تو یہ نکاح درست ہے۔(49)

3. مزنیہ کے فروع: جس عورت سے زنا کیا گیا ہو، اس کے فروع بھی حرام ہیں(50)

4. بیوی کے رضاعی فروع: بیوی کی رضاعی بیٹی (یعنی ربیبۃ رضاعیۃ) بھی شوہر کے لئے حرام ہے۔(51)

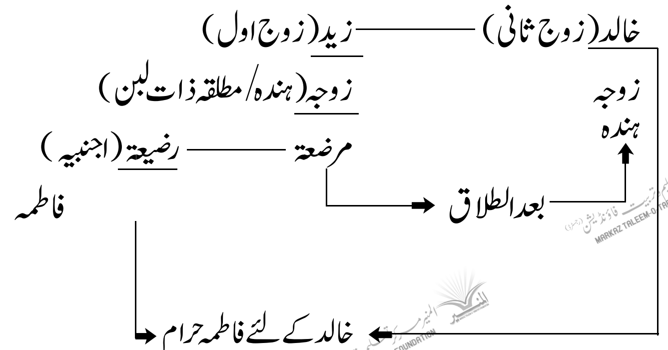

❑ زوجۃ الاصول کے بارے میں قرآن کریم میں ہے۔

> وَلَا تَنكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ۔۔۔۔(النساء:23)
>
> اور جن عورتوں سے تمہارے باپ دادا (کسی وقت) نکاح کر چکے ہوں، تم انہیں نکاح میں نہ لاؤ......
>
> یہاں آباء سے مراد اصول ہیں، اصول سے مراد باپ، دادا، پردادا، اسی طرح نانا، پرنانا وغیرہ سلسلہ آخیر تک ہے۔)☆)

(3) زوجۃ الاصول کے قواعد

1. حقیقی اصول: اصول کی زوجہ نکاح صحیح سے حرام ہوگی، نکاح فاسد سے نہیں۔(52)

- اصول کی زوجہ نفس نکاح ہی سے حرام ہو جائیں گی، چاہے ان سے دخول اور خلوت کی

نوبت نہ آئی ہو۔(53)

2. سوتیلے اصول: سوتیلے اصول کی زوجہ سے (سوتیلے اصول کے مرنے کے بعد) نکاح حلال ہے۔(54)

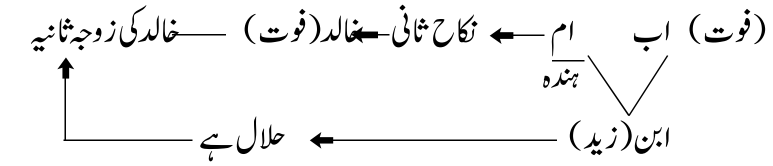

3. زنا کے اصول: زنا کے اصول کی زوجہ سے نکاح حلال ہے۔(55)

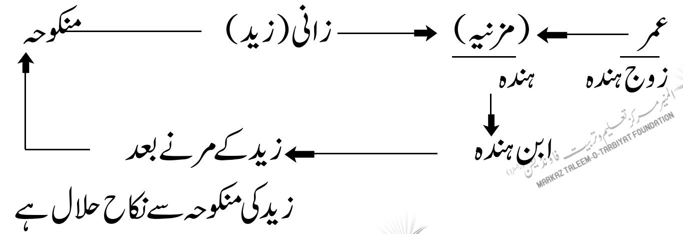

4. رضاعی اصول: رضاعی اصول کی زوجۃ سے نکاح حرام ہے۔(56)

- اصول کی زوجہ کی طرح اصول کی مزنیہ سے بھی نکاح حرام ہے۔(57)

❑ زوجۃ الفروع کے بارے میں قرآن کریم میں ہے:

وحلائل ابنائکم الذین من اصلابکم۔۔۔۔ (النساء:23)
نیز تمہارے صلبی بیٹوں کی بیویاں بھی تم پر حرام ہیں...... یہاں بیٹوں سے مراد فروع ہیں۔ یعنی بیٹے، بیٹیوں کے بیٹے اسی طرح بیٹیوں کے بیٹے سلسلہ آخر تک۔ (☆)

(4) زوجۃ الفروع کے قواعد

1. حقیقی فروع کی بیوی: نکاح صحیح سے حرام ہوگی، نکاح فاسد سے نہیں۔(58)

- حقیقی فروع کی بیوی نفس نکاح ہی سے حرام ہوجائیں گی، چاہے ان سے دخول اور

مرکز تعلیم و تربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

خلوت کی نوبت نہ آئی ہو۔(59)

2. **سوتیلے بیٹے (ربیب):** کی بیوی سے نکاح حلال ہے۔(60)

3. **متبنی (لے پالک):** کی بیوی سے نکاح حلال ہے۔(61)

4. **زنا کے فروع:** کی بیوی سے بھی نکاح حرام ہے، بشرطیکہ مزنیہ غیر شادی شدہ ہو اور فروع کا زانی کے نطفہ سے ہونا یقینی ہو۔(62)

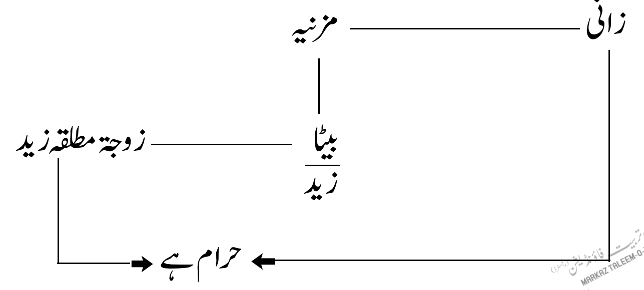

5. **رضاعی بیٹے کی بیوی:** سے بھی نکاح حرام ہے۔(63)

6. **فروع کی مزنیۃ:** بھی فروع کی بیوی کی طرح حرام ہے۔(64)

❑ اصول الزوجہ وفروع الزوجہ کے لیے اصول الزوج وفروع الزوج

- بیوی کے اصول وفروع کے لیے شوہر کے اصول وفروع (جو کہ کسی اور سے ہوں) حلال ہیں۔

لہٰذا ایک شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا تو اس شخص کے فروع (بیٹا) اس عورت کے اصول (یعنی ماں) سے اور اس عورت کے ان فروع (بیٹی) سے جو کسی اور شوہر سے ہیں، نکاح کر سکتا ہے۔

اسی طرح ایک شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا تو اس شخص کا باپ (اصول) اس عورت کے اصول (ماں وغیرہ) اور اس کی اس بیٹی سے جو کسی اور شوہر سے ہو نکاح کر سکتا ہے۔

(65)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

- شوہر کے لیے بیوی کے اصول تو حرام ہیں، لیکن بیوی کے اصل قریب کی صلبی اولاد (بیوی کی بہن) اور غیر صلبی اولاد (بیوی کی بھتیجی، بھانجی) حلال ہے؟

ایسے ہی بیوی کے اصل بعید کی صلبی اولاد (بیوی کی پھوپھی، خالہ) بھی حلال ہے۔

- بیوی کے لیے شوہر کے اصول تو حرام ہیں، لیکن شوہر کے اصل قریب کی صلبی اولاد (شوہر کا بھائی) اور غیر صلبی اولاد (شوہر کا بھتیجا، بھانجا) سے نکاح حلال ہے۔

ایسے ہی بیوی کے لیے شوہر کے اصل بعید کی صلبی اولاد (شوہر کا چچا، ماموں) سے نکاح حلال ہے۔(66)

❑ اصول الزانی وفروع الزانی کے لیے اصول المزنیہ وفروع المزنیہ

1. مزنیہ کے اصول وفروع کے لیے زانی کے اصول وفروع حلال ہیں۔(67)
2. یہ مذکورہ رشتے رضاعت سے بھی حلال ہیں یعنی اصول الرضیع وفروع الرضیع کے لیے اصول المرضعۃ وفروع المرضعۃ حلال ہیں۔ (68)

مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

سسرالی حلال وحرام رشتے جدول میں

(1) مرد کے لیے حلال وحرام رشتے

● حلال رشتے (نامحرم)

● حرام رشتے (محرم)

1۔ اصول الزوجۃ	2۔ فروع الزوجۃ	3۔ زوجۃ الاصول	4۔ زوجۃ الفروع	5۔ مذکورہ 4 کے علاوہ	6۔ اصول فروع کے لیے اصول فروع
● بیوی کی ماں بیوی کی دادی بیوی کی نانی آخیر تک ● بیوی کے اصول حقیقی ہوں زنا کے ہوں رضاعی ہوں سب حرام	● بیوی کی بیٹی (جبکہ خلوت صحیحہ ہوچکی ہو) بیوی کی پوتی بیوی کی پڑپوتی بیوی کی نواسی بیوی کی پڑنواسی آخیر تک ● بیوی کے فروع حقیقی ہوں زنا کے ہوں رضاعی ہوں سب حرام ہیں	● باپ کی بیوی (سوتیلی ماں) دادا کی بیوی پڑدادا کی بیوی نانا کی بیوی پڑنانا کی بیوی آخیر تک ● اصول حقیقی ہوں رضاعی ہوں سب کی بیویاں حرام ہیں	● بیٹے کی بیوی (جبکہ نکاح صحیح/ خلوت ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو) پوتے کی بیوی نواسے کی بیوی آخیر تک ● فروع حقیقی ہوں زنا کے ہوں (جس کا زانی کے نطفے سے ہونا یقینی ہو) سب کی بیویاں حرام ہیں	1۔ بیوی کے اصل قریب (یعنی ماں باپ) کی صلبی اولاد (یعنی بیوی کی بہن) غیر صلبی اولاد (یعنی بیوی کی بھانجی/بھتیجی الخ) حلال ہیں 2۔ بیوی کے اصل بعید (یعنی دادا، نانا الخ) کی صلبی اولاد (یعنی بیوی کی پھوپھی/ خالہ) اور غیر صلبی اولاد (یعنی بیوی کی چچا زاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد، خالہ زاد) سب حلال ہیں نوٹ: بیوی کے اصل قریب اور اصل بعید کی صلبی اور غیر صلبی اولاد اگر مذکر ہو تو ان کی بیویوں سے بھی نکاح جائز ہے، مثلاً بیوی کی بھابھی، بیوی کے بھانجے اور بھتیجے کی بیوی، بیوی کی چچی اور ممانی، بیوی کے چچا/ پھوپھی/ ماموں/ خالہ کے بیٹے/ پوتے/ نواسے الخ کی بیویاں	1۔ شوہر کے مذکر اصول کیلیے بیوی کے مونث اصول (اپنے بیٹے/ پوتے/ نواسے الخ کی ساس/ ساس کی ماں/ ساس کی دادی/ ساس کی نانی الخ) بھی حلال ہے اور بیوی کے مونث فروع بھی (اپنے بیٹے/ پوتے/ نواسے کی ربیبہ) ایسے ہی بیوی کے مذکر اصول کیلیے شوہر کے مونث اصول (اپنی بیٹی/ پوتی/ نواسی الخ کی ساس/ ساس کی ماں/ ساس کی دادی/ ساس کی نانی الخ بھی حلال ہے) اور شوہر کے مونث فروع بھی (اپنی بیٹی/ پوتی/ نواسی کی ربیبہ) 2۔ شوہر کے مذکر فروع کیلیے بیوی (جو اس بچے کی حقیقی ماں نہ ہو) کے مونث اصول (اپنے والد/ دادا/ نانا الخ کی ساس/ ساس کی ماں/ ساس کی دادی/ ساس کی نانی الخ یعنی بچے کی سوتیلی نانی) بھی حلال ہے اور بیوی کے مونث فروع بھی (سوتیلے بہن بھائی مثلاً میاں بیوی میں سے ہر ایک کا دوسرا نکاح تھا اور ہر ایک کی پہلے نکاح سے اولاد تھی تو ان اولاد کا آپس میں نکاح درست ہے) بیوی کے مذکر فروع کیلیے شوہر (جو اس بچے کا حقیقی باپ نہ ہو) کے مونث اصول (اپنی ماں کی ساس/ ساس کی ماں/ ساس کی نانی الخ یعنی بچے کی سوتیلی دادی) بھی حلال ہے اور مونث فروع بھی (یعنی سوتیلے بہن بھائی)
بیوی کے سوتیلے اصول (بیوی کی سوتیلی ماں دادی، نانی الخ) حلال ہیں	بیوی کے سوتیلے فروع (بیوی کی ربیبہ) حلال ہیں	سوتیلے اصول کی بیوی زنا کے اصول کی بیوی حلال ہیں	سوتیلے فروع کی بیوی (ربیب کی بیوی) لے پالک کی بیوی حلال ہیں		

اصطلاحات: اصول الزوجہ (بیوی کے اصول یعنی بیوی کی ماں، دادی، نانی آخیر تک) فروع الزوجہ (بیوی کے فروع یعنی بیوی کی بیٹی، پوتی، نواسی) زوجۃ الاصول (اصول کی بیوی یعنی باپ، دادا، نانا کی بیوی) زوجۃ الفروع (فروع کی بیوی یعنی بیٹے، پوتے، نواسے کی بیوی)

سسرالی حلال وحرام رشتے جدول میں

(2) عورت کے لیے حلال وحرام رشتے

- حلال رشتے (نامحرم)
- حرام رشتے (محرم)

1۔ اصول الزوج	2۔ فروع الزوج	3۔ زوج الاصولۃ	4۔ زوج الفروعۃ	5۔ مذکورہ 4 کے علاوہ	6۔ اصول فروع کے لیے اصول فروع
● شوہر کا باپ (سسر) شوہر کا دادا شوہر کا پڑدادا شوہر کا نانا آخیر تک ● شوہر کے اصول حقیقی ہوں زنا کے ہوں رضاعی ہوں سب حرام	● شوہر کا بیٹا (جو دوسری بیوی سے ہو) شوہر کا پوتا شوہر کا پڑپوتا شوہر کا نواسہ شوہر کا پڑنواسہ آخیر تک ● شوہر کے فروع حقیقی ہوں زنا کے ہوں رضاعی ہوں سب حرام ہیں	● ماں کا شوہر (سوتیلا باپ جبکہ خلوت صحیحہ ہو چکی ہو) دادی کا شوہر پڑدادی کا شوہر نانی کا شوہر پڑنانی کا شوہر آخیر تک ● اصول حقیقی ہوں رضاعی ہوں سب کے شوہر حرام ہیں	● بیٹی کا شوہر پوتی کا شوہر نواسی کا شوہر آخیر تک ● فروع حقیقی ہوں زنا کے ہوں (جس کا زانی کے نطفے سے ہونا یقینی ہو) سب کے شوہر حرام ہیں	1۔ شوہر کے اصل قریب (یعنی ماں باپ) کی صلبی اولاد (یعنی شوہر کے بھائی) غیر صلبی اولاد (یعنی شوہر کے بھانجے/بھتیجے الخ) حلال ہیں 2۔ شوہر کے اصل بعید (یعنی دادا، نانا الخ) کی صلبی اولاد (یعنی شوہر کے چچا/ماموں) اور غیر صلبی اولاد (یعنی شوہر کے چچازاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد، خالہ زاد) سب حلال ہیں نوٹ: شوہر کے اصل قریب اور اصل بعید کی صلبی اور غیر صلبی اولاد اگر مونث ہو تو ان کے شوہروں سے بھی نکاح جائز ہے، مثلاً شوہر کا بہنوئی، شوہر کی بھانجی اور بھتیجی کا شوہر، شوہر کا خالو اور پھوپھا، شوہر کے چچا/ پھوپھی/ ماموں/ خالہ کی بیٹی/ پوتی/ نواسی الخ کا شوہر	1۔ شوہر کے مونث اصول کیلیے بیوی کے مذکر اصول (اپنے بیٹے/ پوتے/نواسے الخ کا سسر/سسر کا باپ/سسر کا دادا الخ) بھی حلال ہیں اور مذکر فروع بھی (اپنے بیٹے/ پوتے/نواسے الخ کا ربیب) ایسے ہی بیوی کے مونث اصول کیلیے شوہر کے مذکر اصول (اپنی بیٹی/ پوتی/ نواسی کا سسر/سسر کا باپ الخ) بھی حلال ہے اور شوہر کے مذکر فروع بھی (اپنی بیٹی/ پوتی/ نواسی کا ربیب) 2۔ شوہر کے مونث فروع کیلیے بیوی (جو اس بچی کی حقیقی ماں نہ ہو) کے مذکر اصول (اپنے والد/ دادا/ نانا الخ کا سسر/سسر کا باپ/سسر کا دادا الخ، یعنی بچی کے سوتیلے نانا الخ) بھی حلال ہیں اور مذکر فروع بھی (سوتیلے بہن بھائی) ایسے ہی بیوی کے مونث فروع کے لیے شوہر (جو اس بچی کا حقیقی باپ نہ ہو) کے مذکر اصول (اپنی ماں کا سسر/سسر کا باپ/سسر کا دادا الخ یعنی بچی کا سوتیلا دادا الخ) بھی حلال ہے اور مذکر فروع بھی (یعنی سوتیلے بہن بھائی)
شوہر کے سوتیلے اصول (شوہر کا سوتیلا باپ دادا، نانا الخ) حلال ہیں	شوہر کے سوتیلے فروع (شوہر کا ربیب) حلال ہیں	سوتیلے اصول کا شوہر زنا کے اصول کا شوہر حلال ہیں	سوتیلے فروع کا شوہر (ربیبہ کا شوہر لے پالک کا شوہر حلال ہیں		

محرمات مؤبدۃ بالرضاعۃ (یعنی وہ رشتے جو رضاعت کی وجہ سے ہمیشہ کے لیے حرام ہیں)

1. حرمت رضاعت کی تعریف ———— 35

2. حرمت رضاعت کی شرائط ———— 35

3. حرمت رضاعت کا ثبوت ———— 37

4. محرمات بالرضاعۃ ———— 37

- أربعة من جهة النسب 38—
- ثلاثة من جهة المصاهرة —38
- زنا سے رضاعت کا رشتہ پیدا نہیں ہوتا 39
- جو رضاعی رشتے حلال ہیں 39—

رضاعت کی 108 استثنائی صورتیں —42

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

محرمات بالرضاعۃ

1. حرمت رضاعت کی تعریف:

دودھ پینے سے ایک تعلق دودھ پینے والے اور پلانے والے کے درمیان پیدا ہوجاتا ہے، اس تعلق کو شریعت نے نسبی تعلق کے قائم کر کے ایک مسلسل رشتہ نسب کی طرح جاری کردیا ہے۔ (69)

2. حرمت رضاعت کی شرائط:

● مرضعۃ (دودھ پلانے والی) میں شرائط:

1: دودھ عورت کا ہو، لہٰذا مرد یا کسی جانور کے دودھ سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی۔ (70)

● البتہ مخنث کے پستان سے دودھ نکلنے اور وہ اتنا زیادہ ہو کہ اس قدر دودھ صرف عورت ہی کو آ سکتا ہے تو اس سے حرمت ثابت ہوجائے گی۔ (71)

2: بالغہ عورت کا دودھ ہو یعنی دودھ پلانے والی عورت کی عمر 9 سال سے کم نہ ہو۔ (72) پھر چاہے زندہ عورت کا دودھ ہو یا مردہ عورت کا۔ (73)

● رضیع (دودھ پینے والے) میں شرائط:

3: بچے کی عمر دودھ پیتے وقت 2 سال یا اس سے کم ہو (اگرچہ بچہ اس عمر میں غذا بھی کھانے لگا ہو) اس عمر کے بعد دودھ پینے سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔ (74)

● دودھ کی شرائط

4: دودھ حلق کے نیچے اتر جائے (یعنی معدہ میں پہنچ جائے اگر کسی بچہ نے پستان منہ میں لیا، مگر یہ معلوم نہیں ہوا کہ اس نے چوسا یا نہیں اور حلق کے نیچے اترا یا نہیں، نیز اگر بچے نے چوس کر اگل دیا، حلق کے نیچے ایک قطرہ بھی نہیں اترا تو رضاعت کا رشتہ قائم نہ ہوگا) (75)

5: دودھ اپنی اصلی حالت میں پلایا جائے، دودھ اگر علیحدہ نکال کر دہی بنالیا جائے اور وہ دہی کسی بچہ کو کھلا دی جائے تو اس سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی۔ **(76)**

6: دودھ کسی کھانے کی چیز میں ملا کر نہ کھلایا جائے۔ اگر ایسا کیا تو حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی، چاہے دودھ غالب ہو یا مغلوب۔ **(77)**

7: دودھ کسی پینے کی چیز (جیسے: دوا یا پانی) میں ملا کر نہ پلایا جائے۔ اگر ملا کر پلایا جائے تو دودھ غالب ہو اور اگر دودھ غالب نہ ہو (اگرچہ فی نفسہ دودھ کی مقدار زیادہ ہو) تو حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی۔ **(78)**

8: دودھ منہ یا ناک کے ذریعہ اندر جائے، اگر پچکاری کے ذریعہ سے اندر جائے تو اس سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی۔ **(79)**

نوٹ: یہ آٹھ شرطیں اگر پائی گئیں تو دودھ کے پینے سے رضاعت کا رشتہ قائم ہوجائے گا، خواہ دودھ کم ہو یا زیادہ، زندہ عورت کا ہو یا مردہ کا، جوان عورت کا دودھ ہو یا بوڑھی کا، دودھ پیٹ میں رہے یا پیتے ہی فوراً قے ہوجائے، اس بچہ کا دودھ چھوٹ چکا ہو یا ابھی پیتا ہو، دودھ پستان سے پلایا جائے یا اس سے علیحدہ نکال کر۔ **(80)**

مسئلہ: اگر دو یا کئی عورتوں کا دودھ کسی بچہ کو پلایا جائے تو ان دونوں عورتوں کا اس بچہ سے رضاعت کا رشتہ قائم ہوجائے گا، خواہ کسی کا دودھ کم ہو یا زیادہ۔ **(81)**

مسئلہ: اگر کسی کی دو بیویاں ہیں، ایک بڑی ایک چھوٹی (2 سال سے کم ہو) پھر بڑی بیوی چھوٹی بیوی کو دودھ پلا دے تو ان دونوں کا رضاعت کا رشتہ ثابت ہوجائے گا، پھر یہ دونوں اس شخص پر حرام ہوجائیں گی۔

ہاں! اگر اس شخص نے بڑی کے ساتھ دخول نہیں کیا تو پھر چھوٹی کے ساتھ دوبارہ نکاح کرسکتا ہے۔ اور اگر بڑی کو طلاق دے چکا تھا اور وہ طلاق بائن تھی، یا رجعی تھی اور اس کی عدت گزر چکی تھی، اس کے بعد اس نے چھوٹی کو دودھ پلایا تو چھوٹی کا نکاح بدستور قائم رہے گا۔

دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں۔ (82)

3. حرمت رضاعت کا ثبوت:

حرمت رضاعت کا ثبوت دو طریقوں سے ہوتا ہے۔

1: اقرار سے 2: گواہوں سے

(1)اقرار:

مرد نے اقرار کیا کہ یہ عورت (بیوی) میری رضاعی بہن یا بیٹی ہے اور یہ اقرار ممکن بھی ہو یعنی وہ بیوی عمر میں اس سے بڑی نہ ہو تو نکاح فسخ ہو جائے گا۔

عورت نے اقرار کیا کہ یہ (شوہر) میرا رضاعی بھائی ہے، لیکن مرد نے انکار کیا اور عورت کے پاس گواہ بھی نہیں تو نکاح فسخ نہ ہوگا۔(83)

(2) گواہوں سے

رضاعت کا ثبوت دو عادل مرد یا ایک عادل مرد اور دو عورتوں سے ہوگا، پس اگر انہوں نے رضاعت کی گواہی دی تو نکاح فسخ ہو جائے گا۔(84)

4. محرمات بالرضاعۃ:

- **محرمات بالرضاعۃ کے بارے میں قرآن کریم میں ہے:**

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ ... وَأُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوٰتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ (نساء:23)
تم پر حرام کر دی گئی ہیں......اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا اور تمہاری دودھ شریک بہنیں۔

- **حدیث میں ہے:**

عَنْ ثَوْبَانَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: يُحَرِّمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يُحَرِّمُ مِنَ النَّسَبِ
(رضاعت سے وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں، جو نسب سے حرام ہوتے ہیں)

- جو چار رشتے نسب سے حرام تھے، وہی چار رشتے، رضاعت سے بھی حرام ہیں۔
- البتہ سسرالی رشتے جو حرام تھے۔ وہ چار تھے۔ 1 اصول الزوجۃ 2. فروع الزوجۃ 3. زوجۃ الاصول 4. زوجۃ الفروع، لیکن رضاعت کی وجہ سے جو سسرالی رشتے پیدا ہوں، وہ تین حرام ہونگے، فروع الزوجۃ (منکوحہ کے رضاعی فروع) حرام نہیں ہونگے۔ (85)
- سسرالی رضاعی رشتے زنا سے قائم نہیں ہوتے، لہٰذا (1) اصول المزنیۃ (یعنی مزنیہ کے رضاعی اصول) (2) فروع المزنیۃ (یعنی مزنیہ کے رضاعی فروع) (3) مزنیۃ الاصول (رضاعی اصول کی مزنیہ) سے نکاح حلال ہے۔ (86)

❑ أربعة من جهة النسب (چار وہی ہیں، جو نسب سے حرام تھیں)

(1) رضاعی اصول:

- رضاعی ماں باپ، ان کے ماں باپ کے ماں باپ سلسلہ آخیر تک حرام ہیں۔ (87)

(2) رضاعی فروع:

- رضاعی اولاد اور ان کی اولاد کی اولاد بھی حرام ہیں۔ (88)

(3) اصل قریب کی رضاعی اولاد:

- ماں باپ کی رضاعی اولاد اور ان کی اولاد سلسلہ آخیر تک حرام ہیں (اسی طرح رضاعی اصول کی صلبی غیر صلبی اولاد، اسی طرح رضاعی ماں باپ کی رضاعی اولاد بھی حرام ہے) (89)

(4) اصل بعید کی رضاعی اولاد:

- دادا نانا کی رضاعی اولاد بھی حرام ہے، لیکن ایک بطن تک۔ (90)

❑ ثلاثة من جهة المصاهرة (سسرالی رشتوں میں سے تین حرام ہیں)

(1) اصول الزوجۃ (منکوحہ کے رضاعی اصول):

- منکوحات کے رضاعی اصول بھی حرام ہیں۔ (91)
- مزنیہ کے رضاعی اصول حلال ہیں۔ (92)

(2) فروع الزوجۃ (منکوحہ کے رضاعی فروع):

- منکوحات کے رضاعی فروع حلال ہیں، رضاعت کے سسرالی رشتوں اور عام سسرالی رشتوں میں یہ ایک بنیادی فرق ہے۔ (93)

(3) زوجۃ الاصول (رضاعی اصول کی منکوحہ)

- رضاعی اصول کی منکوحہ بھی حرام ہے۔ (94)

(4) زوجۃ الفروع (رضاعی فروع کی منکوحہ)

- رضاعی فروع کی منکوحہ سے بھی نکاح حرام ہے۔ (95)

❑ زنا سے رضاعت کا رشتہ پیدا نہیں ہوتا (دیکھیں صفحہ 41، اصول نمبر 3)

❑ جو رضاعی رشتے حلال ہیں:

تمہید:

- دودھ کا رشتہ: دودھ پینے سے ایک تعلق دودھ پینے والے اور دودھ پلانے والے کے درمیان پیدا ہوجاتا ہے، اس تعلق کو شریعت نے نسبی تعلق کے قائم کر کے، ایک مسلسل رشتہ نسب کی طرح جاری کر دیا ہے۔

مثلاً: جس عورت نے دودھ پلایا ہے، (دودھ پینے والے بچہ کی رضاعی ماں، رضاعی اصل قریب) اور اس عورت کا شوہر جس کے سبب یہ دودھ پیدا ہوا ہے، (اس کا رضاعی باپ، رضاعی اصل قریب) اور ان ماں باپ کی اولاد اس بچہ کے رضاعی بھائی بہن (رضاعی اصلِ قریب کی صلبی اولاد) ہیں، اولاد خواہ نسبی ہو یا رضاعی اور رضاعی ماں کی ماں، رضاعی نانی، رضاعی ماں کا باپ رضاعی نانا (رضاعی اصل بعید)، رضاعی ماں کا بھائی، رضاعی ماموں، رضاعی ماں کی بہن، رضاعی خالہ (رضاعی اصل بعید کی صلبی اولاد) اور رضاعی باپ کی ماں رضاعی دادی، باپ رضاعی دادا، بھائی رضاعی چچا، بہن رضاعی پھوپھی۔

غرض تمام رشتہ یہاں بھی نسب کی طرح قائم ہوجائیں گے، رضاعی ماں باپ کے ماں باپ، بھائی بہن، خواہ نسبی ہوں یا رضاعی بہرحال وہ دودھ پینے والے کے نانا دادا، نانی دادی، چچا ماموں، پھوپھی خالہ ہوجائیں گی۔

●اصول 1:

مگر یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ دودھ پلانے والی اور اس کی طرف کے تو سب لوگ اس بچہ کے رشتہ دار ہوجائیں گے یعنی دودھ پلانے والی خود اور اس کا شوہر، جس کا یہ دودھ ہے، وہ بھی اور ان دونوں کے اصول وفروع بھی اور اصول کی فروع بھی۔
لیکن دودھ پینے والے کی طرف سے صرف وہ خود رشتہ دار ہوجائے گا اور اس کی اولاد اور اگر وہ مرد ہے تو اس کی بیوی اور اگر عورت ہے تو اس کا شوہر رشتہ دار ہوجائے گا، دودھ پینے والے کے اصول اور اصول کے فروع سے اس دودھ پلانے والی کا کوئی تعلق پیدا نہ ہوگا۔
ایک محقق فاضل نے ان تمام مطالب کو اس ایک شعر میں نہایت خوبی سے ادا کر دیا ہے ؎

از جانب شیر دہ ہمہ خویش شوند
وز جانب شیر خوارہ زوجان فروع

پس جن جن لوگوں میں باہم دودھ کا رشتہ قائم ہوگیا ہے اور اس رشتہ سے نسب میں نکاح ناجائز ہے، یہاں بھی اس رشتہ سے نکاح حرام ہے، جیسے: رضاعی ماں باپ اور ان ماں باپ کے ماں باپ وغیرہ، سلسلہ اخیر تک اور رضاعی بھائی بہن چچا ماموں، رضاعی بھائی بہن کی اولاد اور اولاد کی اولاد سلسلہ اخیر تک۔
اور جن لوگوں سے رشتہ قائم ہی نہیں ہوا، جیسے: دودھ پینے والے کا باپ اور اس کی رضاعی ماں یا دودھ پلانے والے کی نسبی بہن اور اس کا رضاعی بھائی۔ یا رشتہ تو قائم ہو گیا، مگر اس رشتہ سے نسب میں نکاح جائز ہے، جیسے: چچا ماموں کی اولاد تو ان لوگوں میں باہم نکاح جائز ہے۔(96)

● اصول2:

اسی طرح سسرالی رشتہ کو بھی سمجھنا چاہیے یعنی دودھ کی وجہ سے جو سسرالی رشتے پیدا ہوئے ہوں اور ان سے سسرالی رشتہ میں نکاح ناجائز تھا، یہاں بھی ان سے نکاح جائز نہیں، مگر دودھ سے سسرالی کا رشتہ صرف تین قسم کے لوگوں سے پیدا ہوتا ہے۔

(1) منکوحات کے رضاعی اصول (اصول الزوجۃ) سے

(2) رضاعی اصول کی منکوحات (زوجۃ الاصول) سے

(3) رضاعی فروع کی منکوحات (زوجۃ الفروع) سے

ان ہی تین رشتہ کے لوگوں سے نکاح ناجائز ہے اور اپنی منکوحات کے رضاعی فروع (فروع الزوجۃ) سے کوئی رشتہ پیدا نہیں ہوتا۔ (97)

● اصول3:

مدخولات زنا کے رضاعی اصول (اصول المزنیۃ) سے اور رضاعی فروع (فروع المزنیہ) سے اور رضاعی اصول کی مدخولات (مزنیۃ الاصول) سے اسی طرح رضاعی فروع کی مزنیہ (مزنیۃ الفروع) سے کوئی رشتہ پیدا نہیں ہوتا، کیونکہ دودھ کا رشتہ زنا سے قائم نہیں ہوتا۔((98

● حاصل یہ کہ اس سسرال میں اور دودھ کے رشتہ کے سسرال میں دو فرق ہیں۔

1: ایک یہ کہ دودھ کی سسرال زنا سے قائم نہیں ہوتی اور وہ سسرال زنا سے بھی قائم ہو جاتی ہے۔ لہٰذا جس شخص نے کسی عورت سے زنا کیا، وہ اس عورت کی رضاعی لڑکی اور رضاعی ماں سے نکاح کر سکتا ہے۔ (99)

2: دوسرا فرق یہ ہے کہ دودھ کا سسرالی رشتہ اپنی بیوی کی رضاعی فروع (فروع الزوجۃ) سے قائم نہیں ہوتا اور وہ سسرالی رشتہ اپنی بیوی بلکہ مدخولہ زنا کی رضاعی فروع سے قائم ہو جاتا ہے، لہٰذا اپنی بیوی کی ان رضاعی بیٹیوں سے جنہوں نے اور کسی مرد کا دودھ پیا ہو، نکاح جائز ہے۔ (100)

❏ مذکورہ اصول کی روشنی میں رضاعت کی 108 استثنائی صورتیں

نوعیت	صورت نمبر	صورت	وضاحت	کس کے لیے
اصولِ قریبہ	1	أم ألاخ من الرضاع	1. رضاعی بھائی کی رضاعی ماں سے نکاح حلال ہے 2. رضاعی بھائی کی حقیقی ماں سے نکاح حلال ہے 3. حقیقی بھائی کی رضاعی ماں سے نکاح حلال ہے	مرد کے لیے (101)
	2	أم ألاخت من الرضاع	4. رضاعی بہن کی رضاعی ماں سے نکاح حلال ہے 5. رضاعی بہن کی حقیقی ماں سے نکاح حلال ہے 6. حقیقی بہن کی رضاعی ماں سے نکاح حلال ہے	مرد کے لیے (102)
	3	أب ألاخ من الرضاع	7. رضاعی بھائی کے رضاعی باپ سے نکاح حلال ہے 8. رضاعی بھائی کے حقیقی باپ سے نکاح حلال ہے 9. حقیقی بھائی کے رضاعی باپ سے نکاح حلال ہے	عورت کے لیے (103)
	4	أب ألاخت من الرضاع	10. رضاعی بہن کے رضاعی باپ سے نکاح حلال ہے 11. رضاعی بہن کے حقیقی باپ سے نکاح حلال ہے 12. حقیقی بہن کے رضاعی باپ سے نکاح حلال ہے	عورت کے لیے (104)
اصولِ قریبہ	5	أم العم من الرضاع	13. رضاعی چچا کی رضاعی ماں سے نکاح حلال ہے 14. رضاعی چچا کی حقیقی ماں سے نکاح حلال ہے 15. حقیقی چچا کی رضاعی ماں سے نکاح حلال ہے	مرد کے لیے (105)

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

نوعیت	صورت نمبر	صورت	وضاحت	کس کے لیے
	6	أم العمة من الرضاع	16. رضاعی پھوپھی کی رضاعی ماں سے نکاح حلال ہے 17. رضاعی پھوپھی کی حقیقی ماں سے نکاح حلال ہے 18. حقیقی پھوپھی کی رضاعی ماں سے نکاح حلال ہے	مرد کے لیے (106)
	7	أبو العم من الرضاع	19. رضاعی چچا کے رضاعی باپ سے نکاح حلال ہے 20. رضاعی چچا کے حقیقی باپ سے نکاح حلال ہے 21. حقیقی چچا کے رضاعی باپ سے نکاح حلال ہے	عورت کے لیے
	8	أبو العمة من الرضاع	22. رضاعی پھوپھی کے رضاعی باپ سے نکاح حلال ہے 23. رضاعی پھوپھی کے حقیقی باپ سے نکاح حلال ہے 24. حقیقی پھوپھی کے رضاعی باپ سے نکاح حلال ہے	عورت کے لیے (107)
	9	أم الخال من الرضاع	25. رضاعی ماموں کی رضاعی ماں سے نکاح حلال ہے 26. رضاعی ماموں کی حقیقی ماں سے نکاح حلال ہے 27. حقیقی ماموں کی رضاعی ماں سے نکاح حلال ہے	مرد کے لیے
	10	أم الخالة من الرضاع	28. رضاعی خالہ کی رضاعی ماں سے نکاح حلال ہے 29. رضاعی خالہ کی حقیقی ماں سے نکاح حلال ہے 30. حقیقی خالہ کی رضاعی ماں سے نکاح حلال ہے	مرد کے لیے (108)
	11	أب الخال من الرضاع	31. رضاعی ماموں کے رضاعی باپ سے نکاح حلال ہے 32. رضاعی ماموں کے حقیقی باپ سے نکاح حلال ہے 33. حقیقی ماموں کے رضاعی باپ سے نکاح حلال ہے	عورت کے لیے

نوعیت	صورت نمبر	صورت	وضاحت	کس کے لیے
	12	أب الخالة من الرضاع	34. رضاعی خالہ کے رضاعی باپ سے نکاح حلال ہے 35. رضاعی خالہ کے حقیقی باپ سے نکاح حلال ہے 36. حقیقی خالہ کے رضاعی باپ سے نکاح حلال ہے	عورت کے لیے (109)
	13	أم ولد الابن من الرضاع	37. رضاعی پوتے کی رضاعی ماں سے نکاح حلال ہے 38. رضاعی پوتے کی حقیقی ماں سے نکاح حلال ہے 39. حقیقی پوتے کی رضاعی ماں سے نکاح حلال ہے	مرد کے لیے (110)
	14	أم ولد ابنت من الرضاع	40. رضاعی نواسے کی رضاعی ماں سے نکاح حلال ہے 41. رضاعی نواسے کی حقیقی ماں سے نکاح حلال ہے 42. حقیقی نواسے کی رضاعی ماں سے نکاح حلال ہے	مرد کے لیے (111)
	15	أب ولد الابن من الرضاع	43. رضاعی پوتے کے رضاعی باپ سے نکاح حلال ہے 44. رضاعی پوتے کے حقیقی باپ سے نکاح حلال ہے 45. حقیقی پوتے کے رضاعی باپ سے نکاح حلال ہے	عورت کے لیے
	16	أب ولد البنت من الرضاع	46. رضاعی نواسے کے رضاعی باپ سے نکاح حلال ہے 47. رضاعی نواسے کے حقیقی باپ سے نکاح حلال ہے 48. حقیقی نواسے کے رضاعی باپ سے نکاح حلال ہے	عورت کے لیے (112)
	17	جدة الابن من الرضاع	49. رضاعی بیٹے کی رضاعی دادی سے نکاح حلال ہے 50. رضاعی بیٹے کی حقیقی دادی سے نکاح حلال ہے 51. حقیقی بیٹے کی رضاعی دادی سے نکاح حلال ہے	مرد کے لیے (113)

نوعیت	صورت نمبر	صورت	وضاحت	کس کے لیے
	18	جدة البنت من الرضاع	52. رضاعی بیٹی کی رضاعی دادی سے نکاح حلال ہے 53. رضاعی بیٹی کی حقیقی دادی سے نکاح حلال ہے 54. حقیقی بیٹی کی رضاعی دادی سے نکاح حلال ہے	مرد کے لیے (114)
	19	جد الابن من الرضاع	55. رضاعی بیٹے کے رضاعی دادا سے نکاح حلال ہے 56. رضاعی بیٹے کے حقیقی دادا سے نکاح حلال ہے 57. حقیقی بیٹے کے رضاعی دادا سے نکاح حلال ہے	عورت کے لیے
	20	جد البنت من الرضاع	58. رضاعی بیٹی کے رضاعی دادا سے نکاح حلال ہے 59. رضاعی بیٹی کے حقیقی دادا سے نکاح حلال ہے 60. حقیقی بیٹی کے رضاعی دادا سے نکاح حلال ہے	عورت کے لیے (115)
	21	بنت أخت الابن من الرضاع	61. رضاعی بیٹے کی رضاعی بھانجی سے نکاح حلال ہے 62. رضاعی بیٹے کی حقیقی بھانجی سے نکاح حلال ہے 63. حقیقی بیٹے کی رضاعی بھانجی سے نکاح حلال ہے	مرد کے لیے
	22	بنت أخت البنت من الرضاع	64. رضاعی بیٹی کی رضاعی بھانجی سے نکاح حلال ہے 65. رضاعی بیٹی کی حقیقی بھانجی سے نکاح حلال ہے 66. حقیقی بیٹی کی رضاعی بھانجی سے نکاح حلال ہے	مرد کے لیے (116)
	23	ابن أخت الابن من الرضاع	67. رضاعی بیٹے کے رضاعی بھانجے سے نکاح حلال ہے 68. رضاعی بیٹے کے حقیقی بھانجے سے نکاح حلال ہے 69. حقیقی بیٹے کے رضاعی بھانجے سے نکاح حلال ہے	عورت کے لیے

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

نوعیت	صورت نمبر	صورت	وضاحت	کس کے لیے
	24	ابن أخت البنت من الرضاع	70. رضاعی بیٹی کے رضاعی بھانجے سے نکاح حلال ہے 71. رضاعی بیٹی کے حقیقی بھانجے سے نکاح حلال ہے 72. حقیقی بیٹی کے رضاعی بھانجے سے نکاح حلال ہے	عورت کے لیے (117)
	25	بنت عمة الابن من الرضاع	73. رضاعی بیٹے کی پھوپھی کی رضاعی بیٹی سے نکاح حلال ہے 74. رضاعی بیٹے کی پھوپھی کی حقیقی بیٹی سے نکاح حلال ہے 75. حقیقی بیٹے کی پھوپھی کی رضاعی بیٹی سے نکاح حلال ہے	مرد کے لیے
	26	بنت عمة البنت من الرضاع	76. رضاعی بیٹی کی پھوپھی کی رضاعی بیٹی سے نکاح حلال ہے 77. رضاعی بیٹی کی پھوپھی کی حقیقی بیٹی سے نکاح حلال ہے 78. حقیقی بیٹی کی پھوپھی کی رضاعی بیٹی سے نکاح حلال ہے	مرد کے لیے (118)
			وفیها الوجوه الثلاثة فقط باعتبار ما یحل له ولا یتاتی هنا باعتبار المرأة فإنه یحل لها التزوج بابن عمة ولدها من النسب والرضاع جمیعا۔ (بحر:224/3،مکتبہ ایچ ایم سعید) **ویحل للمرأة من الرضاع ابن خالة ولدها۔** (الاحوال الشخصیة، ماده:376، 937/2)	عورت کے لیے
	27	أخت الابن من الرضاع	79. رضاعی بیٹے کی رضاعی بہن سے نکاح حلال ہے 80. رضاعی بیٹے کی حقیقی بہن سے نکاح حلال ہے 81. حقیقی بیٹے کی رضاعی بہن سے نکاح حلال ہے	مرد کے لیے (119)
	28	أخت البنت من الرضاع	82. رضاعی بیٹی کی رضاعی بہن سے نکاح حلال ہے 83. رضاعی بیٹی کی حقیقی بہن سے نکاح حلال ہے 84. حقیقی بیٹی کی رضاعی بہن سے نکاح حلال ہے	مرد کے لیے (120)

نوعیت	صورت نمبر	صورت	وضاحت	کس کے لیے
	29	أخ الابن من الرضاع	85. رضاعی بیٹے کے رضاعی بھائی سے نکاح حلال ہے 86. رضاعی بیٹے کے حقیقی بھائی سے نکاح حلال ہے 87. حقیقی بیٹے کے رضاعی بھائی سے نکاح حلال ہے	عورت کے لیے
	30	أخ البنت من الرضاع	88. رضاعی بیٹی کے رضاعی بھائی سے نکاح حلال ہے 89. رضاعی بیٹی کے حقیقی بھائی سے نکاح حلال ہے 90. حقیقی بیٹی کے رضاعی بھائی سے نکاح حلال ہے	عورت کے لیے (121)
	31	أخت الأخ من الرضاع	91. رضاعی بھائی کی رضاعی بہن سے نکاح حلال ہے 92. رضاعی بھائی کی حقیقی بہن سے نکاح حلال ہے 93. حقیقی بھائی کی رضاعی بہن سے نکاح حلال ہے	مرد کے لیے
	32	أخت الأخت من الرضاع	94. رضاعی بہن کی رضاعی بہن سے نکاح حلال ہے 95. رضاعی بہن کی حقیقی بہن سے نکاح حلال ہے 96. حقیقی بہن کی رضاعی بہن سے نکاح حلال ہے	مرد کے لیے (122)
	33	عمة الابن من الرضاع	97. رضاعی بیٹے کی رضاعی پھوپھی سے نکاح حلال ہے 98. رضاعی بیٹے کی حقیقی پھوپھی سے نکاح حلال ہے 99. حقیقی بیٹے کی رضاعی پھوپھی سے نکاح حلال ہے	مرد کے لیے (123)
	34	عمة البنت من الرضاع	100. رضاعی بیٹی کی رضاعی پھوپھی سے نکاح حلال ہے 101. رضاعی بیٹی کی حقیقی پھوپھی سے نکاح حلال ہے 102. حقیقی بیٹی کی رضاعی پھوپھی سے نکاح حلال ہے	مرد کے لیے (124)

نوعیت	صورت نمبر	صورت	وضاحت	کس کے لیے
			لكن لا يتصور فی حق المرأة عم ولدها، لأنه حلال من النسب أيضاً لأنه أخو زوجها ولكن العدد المذكور لا ينتقص به، لأن بدله خال ولدها۔ (بحر:224/3،مکتبہ،ایچ ایم سعید)	عورت کے لیے
	35	خال الابن من الرضاع	103. رضاعی بیٹے کی رضاعی ماموں سے نکاح حلال ہے 104. رضاعی بیٹے کی حقیقی ماموں سے نکاح حلال ہے 105. حقیقی بیٹے کی رضاعی ماموں سے نکاح حلال ہے	عورت کے لیے
	36	خال البنت من الرضاع	106. رضاعی بیٹی کے رضاعی ماموں سے نکاح حلال ہے 107. رضاعی بیٹی کے حقیقی ماموں سے نکاح حلال ہے 108. حقیقی بیٹی کے رضاعی ماموں سے نکاح حلال ہے	عورت کے لیے (125)

رضاعی نسبی حلال وحرام رشتے جدول میں

(1) مرد کے لیے حلال وحرام رشتے

● حلال رشتے (نامحرم)
● حرام رشتے (محرم)

رضاعی اصول	رضاعی فروع	اصل قریب کی رضاعی صلبی اولاد	اصل قریب کی رضاعی غیر صلبی اولاد	اصل بعید کی رضاعی صلبی اولاد	اصل بعید کی رضاعی غیر صلبی اولاد	رضیع/رضیعہ کے اصول اور ان کے فروع
● رضاعی ماں رضاعی دادی رضاعی پردادی رضاعی نانی رضاعی پرنانی آخیر تک	● رضاعی بیٹی رضاعی پوتی رضاعی پڑپوتی رضاعی نواسی رضاعی پڑنواسی آخیر تک سب حرام ہیں	● رضاعی بہن (خواہ حقیقی ماں باپ کی رضاعی اولاد ہو یا رضاعی ماں باپ کی حقیقی اولاد ہو یا رضاعی ماں باپ کی رضاعی اولاد ہو) سب حرام ہیں	● رضاعی بھانجی رضاعی بھتیجی اور ان کی اولاد آخیر تک (رضاعی بھانجی/بھتیجی خواہ حقیقی بھائی بہن کی رضاعی اولاد ہو یا رضاعی بہن بھائی کی حقیقی اولاد ہو یا رضاعی بہن بھائی کی رضاعی اولاد ہو) سب حرام ہیں	● رضاعی پھوپھی رضاعی خالہ (رضاعی پھوپھی/رضاعی خالہ خواہ حقیقی اصل بعید کی رضاعی صلبی اولاد ہو یا رضاعی اصل بعید کی حقیقی صلبی اولاد ہو یا رضاعی اصل بعید کی رضاعی صلبی اولاد ہو) سب حرام ہیں	رضاعی چچا کی بیٹی/پوتی/نواسی الخ رضاعی پھوپھی کی بیٹی/پوتی/نواسی الخ رضاعی ماموں کی بیٹی/پوتی/نواسی الخ رضاعی خالہ کی بیٹی/پوتی/نواسی الخ سب حلال ہیں نوٹ: اصل بعید کی رضاعی غیر صلبی اولاد اگر مذکر ہو تو ان کی بیویوں سے بھی رشتہ حلال ہے مثلاً رضاعی چچا کے بیٹے/پوتے/نواسے کی بیوی رضاعی پھوپھی کے بیٹے/پوتے/نواسے کی بیوی رضاعی ماموں کے بیٹے/پوتے/نواسے کی بیوی رضاعی خالہ کے بیٹے/پوتے/نواسے کی بیوی آخیر تک	1۔ رضاعی فروع کے اصل قریب اور اصل قریب کی صلبی اور غیر صلبی اولاد حلال ہے مثلاً رضاعی بیٹے/بیٹی اور رضاعی پوتے/پوتی، رضاعی نواسے/نواسی الخ کی ماں/دادی/نانی الخ خواہ حقیقی ہوں، رضاعی ہوں، سوتیلی ہوں اور بہنیں خواہ حقیقی ہوں رضاعی ہوں اور ان کی بھتیجی اور بھانجی خواہ حقیقی ہوں یا رضاعی ہوں 2۔ رضاعی فروع کے اصل بعید اور ان کی صلبی اور غیر صلبی اولاد بھی حلال ہے مثلاً رضاعی بیٹے، بیٹی کی دادی، نانی الخ خواہ حقیقی ہوں، رضاعی ہوں، سوتیلی ہوں، رضاعی بیٹے بیٹی کی پھوپھی خالہ اور ان کی اولاد الخ حقیقی ہو، رضاعی ہو، سوتیلی ہو
نوٹ: رضاعی اصول اگر مذکر ہوں (رضاعی باپ الخ) تو ان کی بیویوں سے بھی رشتہ حلال ہے، مثلاً رضاعی باپ دادا الخ کی وہ بیوی جس کا دودھ نہیں پیا	نوٹ: رضاعی فروع اگر مذکر ہوں تو ان کی بیویوں سے بھی رشتہ حرام ہے، مثلاً رضاعی بیٹے/پوتے/نواسے الخ کی بیوی	نوٹ: اصل قریب کی رضاعی اولاد اگر مذکر ہو تو ان کی بیویوں سے رشتہ حلال ہے، مثلاً رضاعی بھائی کی بیوی	نوٹ: اصل قریب کی غیر صلبی رضاعی اولاد اگر مذکر ہو تو ان کی بیویوں سے رشتہ حلال ہے، مثلاً رضاعی بھانجے کی بیوی/رضاعی بھتیجے کی بیوی	نوٹ: اصل بعید کی رضاعی صلبی اولاد اگر مذکر ہو تو ان کی بیویوں سے رشتہ حلال ہے، مثلاً اپنی رضاعی چچی/ممانی		

رضاعی نسبی حلال وحرام رشتے جدول میں

(2) عورت کے لیے حلال وحرام رشتے

● حلال رشتے (نامحرم)
● حرام رشتے (محرم)

رضاعی اصول	رضاعی فروع	اصل قریب کی رضاعی صلبی اولاد	اصل قریب کی رضاعی غیر صلبی اولاد	اصل بعید کی رضاعی صلبی اولاد	اصل بعید کی رضاعی غیر صلبی اولاد	رضیع/رضیعہ کے اصول اوران کے فروع
● رضاعی باپ رضاعی دادا رضاعی پردادا رضاعی نانا رضاعی پرنانا آخیر تک سب حرام ہیں نوٹ: رضاعی اصول اگر مونث ہوں (رضاعی ماں الخ) تو ان کے شوہروں سے رشتہ حلال ہے، مثلاً رضاعی ماں/ دادی الخ کا وہ شوہر جس کے سبب سے دودھ پیدا نہ ہوا ہو	● رضاعی بیٹا رضاعی پوتا رضاعی پڑپوتا رضاعی نواسہ رضاعی پڑنواسہ آخیر تک سب حرام ہیں نوٹ: رضاعی فروع اگر مونث ہوں تو ان کے شوہروں سے بھی رشتہ حرام ہے، مثلاً رضاعی بیٹی/ پوتی/ نواسی الخ کا شوہر	● رضاعی بھائی (خواہ حقیقی ماں باپ کی رضاعی اولاد ہو یا رضاعی ماں باپ کی حقیقی اولاد ہو یا رضاعی ماں باپ کی رضاعی اولاد ہو) سب حرام ہیں نوٹ: اصل قریب کی رضاعی اولاد اگر مونث ہو تو ان کے شوہروں سے رشتہ حلال ہے، مثلاً رضاعی بہن کا شوہر	● رضاعی بھانجہ رضاعی بھتیجا اوران کی اولاد آخیر تک (رضاعی بھانجہ/ بھتیجا خواہ حقیقی بھائی بہن کی رضاعی اولاد ہو یا رضاعی بہن بھائی کی حقیقی اولاد ہو یا رضاعی بہن بھائی کی رضاعی اولاد ہو) سب حرام ہیں نوٹ: اصل قریب کی رضاعی اولاد اگر مونث ہو تو ان کے شوہروں سے رشتہ حلال ہے، مثلاً رضاعی بھانجی کا شوہر/ رضاعی بھتیجی کا شوہر	● رضاعی چچا رضاعی ماموں (رضاعی چچا/ رضاعی ماموں خواہ حقیقی اصل بعید کی رضاعی صلبی اولاد ہو یا رضاعی اصل بعید کی حقیقی صلبی اولاد ہو یا رضاعی اصل بعید کی رضاعی صلبی اولاد ہو) سب حرام ہیں نوٹ: اصل بعید کی رضاعی اولاد اگر مونث ہو تو ان کے شوہروں سے رشتہ حلال ہے مثلاً اپنی رضاعی پھوپھی کا شوہر/ رضاعی خالہ کا شوہر	رضاعی چچا کا بیٹا/ پوتا/ نواسہ الخ رضاعی پھوپھی کا بیٹا/ پوتا/ نواسہ الخ رضاعی ماموں کا بیٹا/ پوتا/ نواسہ الخ رضاعی خالہ کا بیٹا/ پوتا/ نواسہ الخ سب حلال ہیں نوٹ: اصل بعید کی رضاعی اولاد اگر مونث ہو تو ان کے شوہروں سے بھی رشتہ حلال ہے، مثلاً رضاعی چچا کی بیٹی/ پوتی/ نواسی کا شوہر رضاعی پھوپھی کی بیٹی/ پوتی/ نواسی کا شوہر رضاعی ماموں کی بیٹی/ پوتی/ نواسی کا شوہر رضاعی خالہ کی بیٹی/ پوتی/ نواسی کا شوہر آخیر تک	1۔ رضاعی فروع کے اصل قریب اور اصل قریب کی صلبی اور غیر صلبی اولاد حلال ہے مثلاً رضاعی بیٹے/ بیٹی اور رضاعی پوتے/ پوتی رضاعی نواسے/ نواسی الخ کا باپ/ دادا/ نانا الخ خواہ حقیقی ہوں، رضاعی ہوں، سوتیلے ہوں اور بھائی خواہ حقیقی ہوں رضاعی ہوں اور بھتیجے اور بھانجے خواہ حقیقی ہوں یا رضاعی ہوں 2۔ رضاعی فروع کے اصل بعید اور ان کی صلبی اور غیر صلبی اولاد بھی حلال ہے مثلاً رضاعی بیٹے بیٹی کا دادا، نانا الخ خواہ حقیقی ہو، رضاعی ہو سوتیلے ہو، رضاعی بیٹے بیٹی کا چچا ماموں اور ان کی اولاد الخ خواہ حقیقی ہوں رضاعی ہوں، سوتیلے ہوں

رضاعی سسرالی حلال وحرام رشتے جدول میں

(1) مرد کے لیے حلال وحرام رشتے

● حلال رشتے (نامحرم)
● حرام رشتے (محرم)

1۔ رضاعی اصول الزوجۃ	2۔ رضاعی فروع الزوجۃ	3۔ رضاعی زوجۃ الاصول	4۔ رضاعی زوجۃ الفروع
● بیوی کی رضاعی ماں بیوی کی رضاعی دادی بیوی کی رضاعی نانی آخیر تک سب حرام ہیں	● بیوی کی رضاعی بیٹی بیوی کی رضاعی پوتی بیوی کی رضاعی پڑپوتی بیوی کی رضاعی نواسی بیوی کی رضاعی پڑنواسی آخیر تک سب حلال ہیں مزنیہ کے رضاعی فروع (فروع المزنیۃ) حلال ہیں مثلاً مزنیہ کی رضاعی بیٹی/ رضاعی پوتی/ رضاعی نواسی الخ	● رضاعی باپ کی بیوی رضاعی دادا کی بیوی رضاعی پڑدادا کی بیوی رضاعی نانا کی بیوی رضاعی پڑنانا کی بیوی آخیر تک سب حرام ہیں	رضاعی بیٹے کی بیوی/ رضاعی پوتے کی بیوی/ رضاعی نواسے کی بیوی آخیر تک سب حرام ہیں
مزنیہ کے رضاعی اصول (اصول المزنیہ) حلال ہیں مثلاً مزنیہ کی رضاعی ماں/ رضاعی دادی/ رضاعی نانی الخ		رضاعی اصول کی مزنیہ (مزنیۃ الاصول) حلال ہے، مثلاً رضاعی باپ/ رضاعی دادا/ رضاعی نانا کی مزنیہ	رضاعی فروع کی مزنیہ (مزنیۃ الفروع) بھی حلال ہے مثلاً رضاعی بیٹے/ رضاعی پوتے/ رضاعی نواسے الخ کی مزنیہ

(2) عورت کے لیے حلال وحرام رشتے

● حلال رشتے (نامحرم)
● حرام رشتے (محرم)

1۔ رضاعی اصول الزوج	2۔ رضاعی فروع الزوج	3۔ رضاعی زوج الاصولہ	4۔ رضاعی زوج الفروعہ
● شوہر کا رضاعی باپ شوہر کا رضاعی دادا شوہر کا رضاعی نانا آخیر تک سب حرام ہیں	● شوہر کا رضاعی بیٹا شوہر کا رضاعی پوتا شوہر کا رضاعی پڑپوتا شوہر کا رضاعی نواسہ شوہر کا رضاعی پڑنواسہ آخیر تک سب حلال ہیں زانی کے رضاعی فروع (فروع الزانی) حلال ہیں مثلاً زانی کا رضاعی بیٹا/ رضاعی پوتا/ رضاعی نواسہ الخ	● رضاعی ماں کا شوہر رضاعی دادی کا شوہر رضاعی پڑدادی کا شوہر رضاعی نانی کا شوہر رضاعی پڑنانی کا شوہر آخیر تک، سب حرام ہیں	رضاعی بیٹی کا شوہر/ رضاعی پوتی کا شوہر/ رضاعی نواسی کا شوہر آخیر تک سب حرام ہیں
زانی کے رضاعی اصول (اصول الزانی) حلال ہیں مثلاً زانی کا رضاعی باپ/ رضاعی دادا/ رضاعی نانا الخ		رضاعی اصول نے جس کے ساتھ زنا کیا ہو (زانی الاصول) حلال ہے مثلاً رضاعی ماں/ رضاعی دادی/ رضاعی نانی نے جس کے ساتھ زنا کیا ہو وہ حلال ہے	اسی طرح رضاعی فروع نے جس کے ساتھ زنا کیا ہو (زانی الفروع) وہ حلال ہے مثلاً رضاعی بیٹی/ رضاعی پوتی/ رضاعی نواسی الخ نے کسی کے ساتھ زنا کیا ہو

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

محرماتِ مؤبدہ

اختلاف جنس (یعنی انسان کا غیر انسان سے)

اتحادنوع (یعنی مرد کا مرد سے یا عورت کا عورت سے)

لعان (یعنی جس عورت سے لعان ہوا ہے)

1. اختلاف جنس ________ 53

2. اتحادنوع ________ 53

3. لعان ________ 53

المیزان مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

1. اختلاف جنس:

• یعنی انسان کا نکاح جن یا دریائی آدمی سے یا اپنی جنس کے علاوہ کسی اور مخلوق سے جائزنہیں۔((126

2. اتحادنوع:

• یعنی مرد کا نکاح مرد کے ساتھ اور عورت کا نکاح عورت کے ساتھ جائزنہیں۔

• خصی مرد کا نکاح عورت کے ساتھ جائز ہے، کیونکہ وہ عورت کی نوع سے نہیں۔

• مخنث کا نکاح نہ مرد کے ساتھ جائز ہے نہ عورت کے ساتھ، کیونکہ اس میں دونوں حیثیتیں موجود ہیں، مرد ہونے کی بھی اور عورت ہونے کی بھی۔((127

3. لعان:

• جس عورت سے لعان کے بعد تفریق ہوجائے، اس عورت سے نکاح کرنا ہمیشہ کے لیے حرام ہوتا ہے اور خاص استراحت (صحبت) تو تفریق سے پہلے ہی حرام ہوجاتی ہے۔

• لعان اس کو کہتے ہیں کہ شوہر اپنی بی بی پر زنا کی تہمت لگائے اور پھر قاعدے کے موافق حاکم شریعت کے سامنے شوہر اپنے سچے ہونے کی چار مرتبہ قسم کھائے اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ مجھ پر خدا کی لعنت ہو، اگر میں جھوٹ بول رہا ہوں، پھر چار مرتبہ عورت اپنی برأت کی قسم کھائے اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ خدا کا غضب مجھ پر ہو، اگر وہ سچ کہہ رہا ہو۔((128

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

محرماتِ مؤقتہ (یعنی وہ چھ رشتے جو وقتی طور پر حرام ہیں)

1. اختلاف مذہب ———— 55
   - مسلمان کا غیر مسلم کے ساتھ نکاح —— 55
   - مسلمانوں کے فرقوں سے نکاح —— 57
2. مطلقہ ثلاث ———— 61
3. تعلق حق الغیر ———— 61
4. چار کے نکاح/عدت میں ہوتے ہوئے پانچویں سے ———— 61
5. دو محرموں کو نکاح میں جمع کرنا ———— 62
6. مالک کا نکاح مملوک کے ساتھ ———— 62

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

1.اختلاف مذہب:

❑ مسلمان کا غیر مسلم کے ساتھ نکاح:

(1) مرتد سے نکاح:

• اگر مسلمان مرتد ہونے کے بعد شادی کرے تو اس کا نکاح درست نہ ہوگا، اس لیے کہ اس کا کوئی مذہب نہیں ہے، اس لیے اسے کسی مسلمان یا کافر یا مرتد عورت سے نکاح کرنے کا حق نہیں۔

• بعض مسلمان بیرون ملک کسب معاش کے سلسلہ میں جاتے ہیں اور وہاں کسی غیر مسلم عورت کو مسلمان کر کے اس سے نکاح کر لیتے ہیں، پھر کچھ عرصے بعد اس کو وہیں چھوڑ کر خود اپنے ملک مستقل واپس آجاتے ہیں، پیچھے وہ عورت دوبارہ کفر اختیار کر لیتی ہے اور بچے ہوئے تو وہ بھی کافر بن جاتے ہیں، یہ بہت سخت گناہ کی بات ہے اور اس کا بڑا وبال ہے، کیونکہ ان عورتوں اور بچوں کے مرتد ہونے کا سبب یہ مرد بنے۔((129

(2) کافر، غیر اہل کتاب سے نکاح:

• غیر کتابیہ کافرہ سے شادی کرنا مسلمان پر حرام ہے، یہ متفق علیہ ہے۔((130

• **بدھ مت سے نکاح:** بدھ مت کی عورتوں سے نکاح جائز نہیں ہے، کیونکہ وہ اہل کتاب کے حکم میں نہیں ہیں۔((131

• **ہندومت سے نکاح:** ہندومت کی عورتوں سے نکاح جائز نہیں ہے، کیونکہ وہ اہل کتاب کے حکم میں نہیں ہیں۔((132

• **کمیونسٹ سے نکاح:** کمیونسٹ مسلمان باقی نہیں رہتا اور نہ ہی اس کا شمار اہل کتاب میں کیا جا سکتا ہے، وہ کافروں کے زمرے میں ہے، ان سے نکاح مطلقاً جائز نہیں ہے۔((133

(3) اہل کتاب سے نکاح:

- **کافروں کی قسمیں:** کفار کی تین قسمیں ہیں: ایک قسم اہل کتاب ہے، دوسری قسم ان لوگوں کی ہے، جو اہل کتاب کے مشابہ ہیں اور یہ مجوس ہیں۔ تیسری قسم ان کفار کی ہے، جو نہ اہل کتاب ہیں اور نہ ہی اہل کتاب کے مشابہ ہیں اور یہ مذکورہ دونوں قسموں کے علاوہ بت پرست وغیرہ ہیں، لہٰذا اہل کتاب کفار میں سے ہیں، لفظ ''کفار'' ''اہل کتاب'' سے عام ہے، اس لیے کہ اس میں اہل کتاب اور اس کے علاوہ بھی داخل ہیں۔(134)
- **اہل کتاب کی تعریف:** اہل کتاب ہر وہ شخص ہے، جو کسی نبی پر ایمان رکھے اور کسی کتاب الٰہی کو مانے اور اس میں یہود ونصاریٰ اور حضرت داؤد علیہ السلام کی زبور اور حضرت ابراہیم علیہ السلام وشیث علیہ السلام کے صحائف پر ایمان لانے والے داخل ہیں، اس لیے کہ یہ لوگ آسمانی دین کو جس کے ساتھ کتاب نازل ہوئی، مانتے ہیں۔(135)
- **اہل کتاب عورت سے نکاح کا حکم:** مسلمان کے لیے اہل کتاب یعنی یہود ونصاریٰ کی آزاد عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے، کتابیہ عورت سے نکاح اس کے مسلمان ہونے کی امید کی وجہ سے جائز ہے، اس لیے کہ فی الجملہ انبیاء اور رسولوں کی کتابوں پر اس کا ایمان ہے۔(136)
- **اہل کتاب سے نکاح کی شرائط:** کتابیہ عورت سے مسلمان مرد کا نکاح دو شرطوں کے ساتھ ہوسکتا ہے۔

1۔ وہ تمام اقوام یورپ کی طرح صرف نام کی عیسائی اور درحقیقت لامذہب (دہریہ) نہ ہو بلکہ اپنے مذہبی اصول کو کم از کم مانتی ہو، اگرچہ عمل میں خلاف بھی کرتی ہو۔

2۔ وہ اصل سے یہودیہ ونصرانیہ ہو، اسلام سے مرتد ہوکر یہودیت یا نصرانیت اختیار نہ کی ہو۔(137)

- **اہل کتاب سے نکاح مکروہ ہے:** کتابیہ عورت سے نکاح کے جواز کے حکم کے باوجود اس سے نکاح مکروہ ہے، اس لیے کہ اندیشہ ہے کہ مرد اس کی طرف مائل ہو جائے اور وہ اس کو دین سے پھیر دے، یا شوہر عورت کے دین والوں سے دوستی کرے اگر عورت حربی ہو تو کراہت زیادہ سخت ہوگی، اس لیے کہ یہاں بھی دین سے پھرنے کا اندیشہ ہے۔((138

- **اہل کتاب مرد سے نکاح:** کافر کے لیے مسلمان عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے، اس لیے کہ مومن عورت کا نکاح کافر سے کرنے میں اس عورت کے کفر میں پڑنے کا اندیشہ ہے، کیونکہ شوہر اس کو اپنے دین کی طرف بلائے گا، مرد جن افعال کو پسند کرتے ہیں، ان میں عورتیں عادتاً مردوں کی پیروی کرتی ہیں اور دین میں ان کی تقلید کرتی ہیں۔((139

❑ مسلمانوں کے فرقوں سے نکاح:

(1) فرقوں کا مطلب:

- جمہور فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کی جائے گی، مگر ان میں سے جو شخص کسی ایسی چیز کا انکار کرے جو ضروریات دینی میں سے ہو، جیسے صانع (دنیا کو بنانے والے) کی نفی، یا ان صفات میں سے کسی کی نفی جو اجماع سے ثابت ہے، جیسے علم اور قدرت اور اس صفت کو ثابت کرنا جس کی اجماع کے ذریعہ نفی کی گئی ہے، جیسے: اللہ تعالیٰ کا حادث ہونا اور عالم کا قدیم ہونا، یا مذہب حلول اور تناسخ کا عقیدہ رکھے، یا اپنے بعض ائمہ کے معبود ہونے کا عقیدہ رکھے، یا ارکان اسلام میں سے کسی رکن کا انکار کرے، جیسے: نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کا وجوب، یا ایسی چیز کو حلال کردے جسے قرآن نے صراحت کے ساتھ حرام قرار دیا ہو، جس میں تاویل کی کوئی گنجائش نہ ہو، جیسے: زنا اور اپنی بیٹیوں سے نکاح اور اس کے علاوہ وہ چیز جس کی حرمت یا حلت میں

نا قابل تاویل صریح نص ہو۔

اس قسم کے فرقہ کو مسلمانوں میں شمار نہیں کیا جائے گا اور ان کا حکم دین سے مرتد ہونے والوں کا حکم ہوگا، ان کا ذبیحہ حلال نہیں ہوگا اور نہ ان کی عورت سے نکاح حلال ہوگا اور نہ جزیہ کے ذریعہ دارالاسلام میں ٹھہرایا جائے گا، بلکہ ان سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا، پھر اگر وہ توبہ کرلیں تو بہتر ورنہ ان کو قتل کرنا واجب ہوگا۔(140)

- اصل یہ ہے کہ کسی مسلمان سے تین دن سے زیادہ بلا کسی شرعی وجہ کے قطع تعلق کرنا حرام ہے، کیونکہ فرمان نبوی ہے: ”**لا یحل لمسلم أن یهجر أخاه فوق ثلاث لیال۔**“ (کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق رکھے) سلف اور جمہور نے عقیدہ میں بدعت کو قطع تعلق کا جائز سبب تسلیم کیا ہے اور بدعتیوں میں سے اہل اہواء سے قطع تعلق کو واجب قرار دیا ہے، جو برملا اپنی بدعت کا اظہار اور اس کی تبلیغ کرتے ہیں۔(141)
- اگر مبتدع اپنی بدعت کا علی الاعلان اظہار نہ کرتا ہو تو اسے نصیحت کی جائے گی، اس سے گریز نہیں کیا جائے گا اور نہ اس کی تشہیر کی جائے گی، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ”**من ستر مسلما ستره الله فی الدنیا و الآخرة۔**“ (جو شخص کسی مسلمان کی ستر پوشی کرے، اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی ستر پوشی فرمائے گا)

اگر اعتقادی، یا قولی یا عملی بدعات میں سے کسی ممنوع شیء کا وہ اظہار کرتا ہو اور اس بات کو وہ جانتا بھی ہو تو ایسے شخص سے کنارہ کشی مسنون ہے، علماء کے نزدیک یہ مشہور ہے اور حضرت عمر بن خطاب ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”**لا تجالسوا أهل القدر، و لا تفاتحوهم۔**“ (اہل قدر کی ہم نشینی مت اختیار کرو اور نہ ان کے ساتھ گفتگو کا آغاز کرو)(142)

(2) مختلف فرقوں سے نکاح کا حکم:

- مسلمانوں کے جس قدر فرقے ہیں، ان میں بہت کچھ اختلاف ہے، مگر دینی نہیں ہے، لہٰذا سب آپس میں نکاح کر سکتے ہیں۔

ہاں وہ فرقے جو ضروریات دین کے منکر ہوں یعنی ایسی چیزوں کا انکار کریں، جو بدلیل قطعی شریعت اسلامیہ میں ثابت ہیں، جیسے: نیچری فرقہ کے لوگ کہ وہ جنت دوزخ کا، فرشتوں کا، قیامت کا، ثواب وعذاب کا، مردوں کے زندہ ہونے کا انکار کرتے ہیں، حالانکہ یہ امر بنص قطعی شریعت میں ثابت ہیں، لہٰذا ایسے لوگ مسلمان نہ سمجھے جائیں گے، گو کہ اپنے آپ کو مسلمان کہیں اور مسلمانوں کو ان کے ساتھ نکاح کرنا ہرگز جائز نہیں۔

مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اگرچہ مناکحت جائز ہے، لیکن مناسب یہ ہے کہ اہل سنت اپنی لڑکی کسی دوسرے فرقہ کو حتی الامکان نہ دیں، کیونکہ عورت محکوم ہوتی ہے، اندیشہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کا مذہب نہ اختیار کر لے۔ (143)

(3) مختلف فرقوں کا تفصیلی حکم:

1۔ **قادیانی سے نکاح کا حکم:** علمائے کرام نے قادیانیوں کے عقائد کی تحقیق کر کے ان کو مرتد قرار دیا ہے اور مرتد کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہیں، لہٰذا قادیانیوں سے نکاح جائز نہیں، نہ قادیانی عورت سے، نہ قادیانی مرد سے۔ (144)

2۔ **شیعہ سے نکاح کا حکم:** جو شیعہ اسلام کے خلاف مندرجہ ذیل کفریہ عقائد رکھتے ہوں تو ان کفریہ عقائد کی وجہ سے وہ مسلمان نہیں، کافر اور مرتد ہیں اور کافر اور مرتد کے ساتھ نکاح جائز نہیں، وہ کفریہ عقائد یہ ہیں۔

(1) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت کا عقیدہ

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانا

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

(3) حضرت جبرئیل علیہ السلام سے غلطی ہونے کا عقیدہ

(4) تحریف قرآن کا عقیدہ

(5) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا منکر ہونا، وغیرہ((145

- نیز شیعوں کی کتابوں میں بھی مذکور ہے کہ ان کا نکاح سنیوں کے ساتھ جائز نہیں ہے۔((146
- آج کل عام طور پر شیعہ کے یہی کفریہ عقائد ہوتے ہیں اور وہ عام طور پر تقیہ بھی کرتے ہیں، لہٰذا موجودہ دور کے شیعوں کے ساتھ نکاح کرنا ناجائز ہے، حتی الامکان اس سے احتراز کرنا لازم ہے۔((147

3۔ آغا خانی سے نکاح کا حکم: آغا خانیوں کے عقائد کفریہ ہیں، علمائے حق نے تحقیق کے بعد انہیں کافر بتایا ہے اور کافر کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہیں، لہٰذا آغا خانی سے نکاح کرنا جائز نہیں، آغا خانی مرد سے نہ آغا خانی عورت سے۔((148

4۔ ملحد اور زندیق سے نکاح کا حکم: ملحد اور زندیق سے علیحدہ رہنا واجب ہے اور ایسے فاسد العقیدہ لوگوں سے نکاح کرنا ناجائز ہے۔((149

5۔ گوہر شاہی فرقہ والوں سے نکاح کا حکم: گوہر شاہی فرقے کے عقائد قادیانیوں سے ملتے جلتے ہیں، علماء نے ان کے عقائد کی تحقیق کر کے ان کو مرتد قرار دیا ہے، مرتد اور کافر کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہے، لہٰذا گوہر شاہی فرقہ والوں کے ساتھ بھی نکاح جائز نہیں ہے۔((150

6۔ بدعتی سے نکاح کا حکم: بدعتی سے اگرچہ نکاح جائز ہے، لیکن مناسب یہ ہے کہ حتی الامکان اپنی لڑکی کسی بدعتی کو نہ دی جائے، اس لیے کہ عورت محکوم ہوتی ہے، اندیشہ ہے کہ کہیں وہ بھی شوہر کی بدعات اختیار نہ کر لے۔ (151)

7۔ غیر مقلد سے نکاح کا حکم: غیر مقلد سے نکاح اگرچہ جائز ہے، لیکن اگر متعصب قسم کا ہو ائمہ کو برا بھلا، تقلید کو شرک کہتا ہو تو ان سے نکاح نہ کیا جائے۔((152

8۔ **فاسق سے نکاح کا حکم:** فاسق سے نکاح صحیح ہے، لیکن اگر کوئی باشرع اور دیندار آدمی مل جائے تو اس کو ترجیح دینا بہتر ہے۔(153)

2. مطلقہ ثلاث:

- جو شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دے تو اس کی بیوی اس کے نکاح سے باہر ہو جاتی ہے اور اب اس شخص کو اس عورت سے دوبارہ نکاح کرنا حرام ہے، ہاں اگر یہ عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح کرے اور اس سے خاص استراحت کی بھی نوبت آ جائے اور بعد اس کے یہ دوسرا شخص اس کو طلاق دے دے تو اب اس سے اس کا پہلا شوہر نکاح کر سکتا ہے۔(154)

3. تعلق حق الغیر:

- جس عورت کے ساتھ کسی دوسرے کا حق زوجیت متعلق ہو یعنی جو عورت کسی کے نکاح میں ہو یا اس کی عدت میں ہو، (عدت خواہ طلاق کی ہو یا موت کی) اس عورت سے غیر کا حق متعلق ہونے کی وجہ سے نکاح جائز نہیں۔(155)
- اسی وجہ سے حاملہ عورت سے نکاح ناجائز ہے، مگر جس عورت کو زنا کا حمل ہو، اس سے نکاح جائز ہے، لیکن وضع حمل سے قبل اس سے خاص استراحت کرنا ممنوع ہے، ہاں اگر اس حاملہ زنا سے وہی شخص نکاح کرے جس نے زنا کیا ہے تو اس کے لیے وضع حمل سے قبل بھی خاص استراحت جائز ہے۔(156)

4. چار کے نکاح/عدت میں ہوتے ہوئے پانچویں سے

- شریعت نے آزاد مرد کو ایک وقت میں چار نکاح تک کی اجازت دی ہے۔ چار عورتوں کے نکاح میں ہوتے ہوئے پانچویں عورت سے نکاح نہیں کر سکتا۔
- اگر کوئی شخص ایک ساتھ ہی چار عورتوں سے زیادہ کے ساتھ نکاح کرے تو سب کا

نکاح باطل ہو جائے گا اور اگر کچھ عورتوں سے پہلے کر چکا ہے اور کچھ عورتوں سے اب کرتا ہے تو بعد والی عورتوں کا نکاح باطل ہو جائے گا۔

- اگر کسی شخص کے نکاح میں چار عورتیں تھیں، ان میں سے ایک کو اس نے طلاق دے دی تو جب تک اس کی عدت نہ گزرے پانچواں نکاح نہیں کرسکتا۔ (157)

5. مالک کا نکاح مملوک کے ساتھ:

- مالک کا نکاح اپنی مملوک کے ساتھ جائز نہیں۔
- آزاد عورت کا نکاح اپنے غلام کے ساتھ بالکل جائز نہیں یعنی نکاح کے سبب سے اس غلام کو اپنی مالکہ کے ساتھ خاص استراحت جائز نہ ہوگی، ہاں اگر کسی دوسرے شخص کا غلام ہو تو اس کے ساتھ آزاد عورت کا نکاح ہوسکتا ہے، لیکن وہ غلام شوہر اگر کسی وجہ سے اس آزاد بیوی کی ملک میں آجائے تو مِلک میں آتے ہی فوراً نکاح فاسد ہو جائے گا۔
- آزاد مرد کا نکاح بھی اپنی لونڈی کے ساتھ جائز نہیں ہے، مگر اس کے صحیح نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ فضول ہے یعنی نکاح کا نتیجہ مرتب نہ ہوگا اور خاص استراحت وغیرہ تو یوں بھی اپنی لونڈی کے ساتھ بغیر نکاح کے جائز ہے، ہاں اگر اس لونڈی کے لونڈی ہونے میں کچھ شبہ ہو تو ایسی حالت میں احتیاطاً نکاح کر لینا بہتر ہے۔ (158)

6. دومحرموں کو نکاح میں جمع کرنا

اصول: ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا ناجائز ہے، جو ایک دوسرے کی رشتہ دار ہوں اور ایسا رشتہ ہو کہ اگر ان میں سے ہر ایک مرد فرض کر لی جائے تو اس کا نکاح دوسری کے ساتھ ناجائز ہو، جیسے: دو بہنیں کہ اگر ان میں ایک مرد فرض کر لی جائے تو اس کا نکاح دوسرے کے ساتھ ناجائز ہوگا، کیونکہ بھائی کا نکاح بہن کے ساتھ حرام ہے، یا خالہ بھانجیاں یا پھوپھی بھتیجیاں ہوں تو ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا ناجائز ہے۔ (159)

- ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا جائز ہے، جو ایک دوسرے کی رشتہ دار ہوں اور ایسا رشتہ ہو کہ اگر ان میں سے ایک مرد فرض کر لی جائے تو نکاح ناجائز ہو، لیکن اگر دوسری مرد فرض کر لی جائے تو نکاح جائز ہو، جیسے: بیٹی اور سوتیلی ماں کہ اگر ان میں سے بیٹی مرد فرض کر لی جائے تو اس کا نکاح سوتیلی ماں سے ناجائز ہوگا، کیونکہ باپ کی بیوی کے ساتھ نکاح حرام ہے اور اگر سوتیلی ماں مرد فرض کر لی جائے تو نکاح جائز ہوگا، کیونکہ حرمت کا کوئی سبب نہیں ہے۔((160

دونوں طرف سے حرمت کی مثال

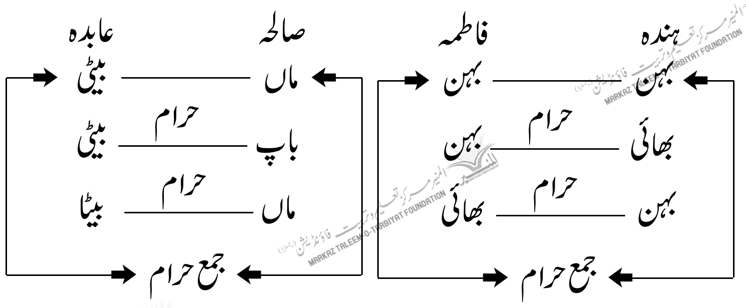

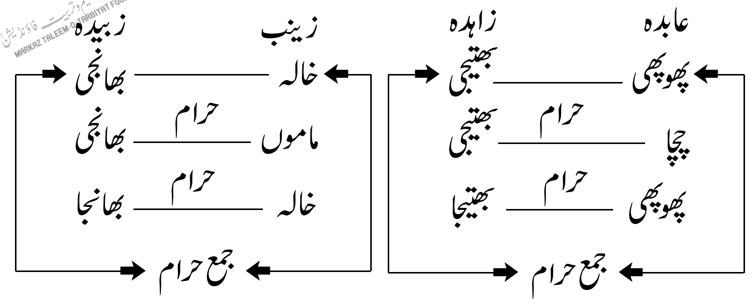

ایک طرف سے حرمت کی مثال

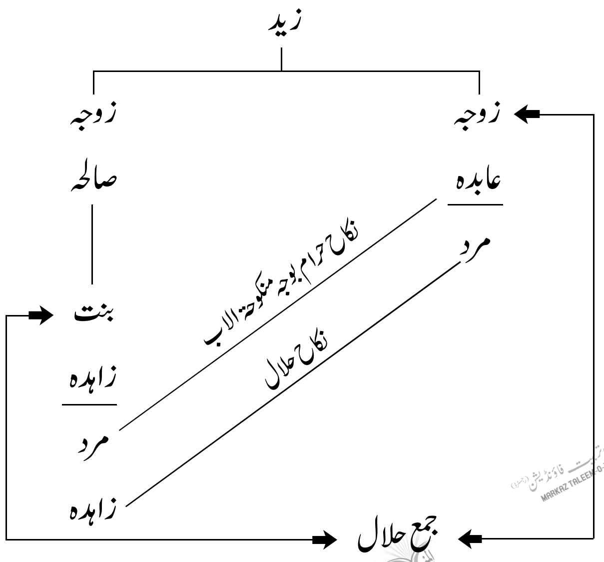

دونوں طرف سے حلت کی مثال

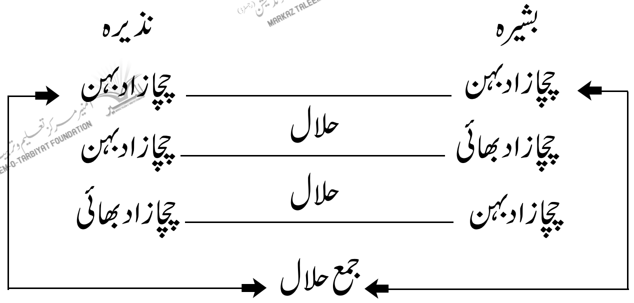

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

نوٹ: دومحرموں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے، خواہ اس طور پر جمع کرے کہ ایک ہی وقت

میں ان دونوں سے نکاح کرے یا اس طور پر کہ پہلے سے نکاح میں ہے، اب دوسری

سے نکاح کر لے۔

- اگر ایک کو طلاق دے چکا تھا، اس کے بعد دوسری سے نکاح کیا تو اگر اس مطلقہ کی عدت نہیں گزری تو یہ بھی جمع سمجھا جائے گا اور ناجائز ہوگا۔
- فرق صرف اس قدر ہے کہ اگر دونوں کے ساتھ یک دم نکاح کیا ہے تو دونوں کا نکاح باطل ہو جائے گا۔ اگر ایک کے ساتھ پہلے کیا ہے اور اس کے بعد دوسرے کے ساتھ تو اگر اس کو یہ یاد نہ رہے کہ کس کے ساتھ پہلے نکاح ہوا تھا اور کس کے ساتھ بعد میں تو بھی دونوں کا نکاح باطل ہو جائے گا اور اگر یہ یاد رہے کہ فلاں کے ساتھ پہلے ہوا تھا اور فلاں کے ساتھ بعد میں تو پہلے والی کا نکاح صحیح رہے گا اور بعد والی کا نکاح باطل ہو جائے گا۔ ہاں! اگر دوسرے کے ساتھ خاص استراحت کر لی ہے تو جب تک اس دوسری کی عدت نہ گزرے پہلی کے ساتھ خاص استراحت جائز نہیں، گو نکاح اس کا بدستور باقی ہے۔((161

2 محرموں کو جمع کرنے کے حلال وحرام رشتے جدول میں

مرد کے لیے حلال وحرام رشتے

● حلال رشتے (نامحرم)
● حرام رشتے (محرم)

بیوی+اس کے اصول	بیوی+اس کے فروع	بیوی+اس کے اصل قریب کی صلبی اولاد	بیوی+اس کے اصل قریب کی غیر صلبی اولاد	بیوی+اس کے اصل بعید کی صلبی اولاد	بیوی+اس کے اصل بعید کی غیر صلبی اولاد
● بیوی اور اسکی ماں اس کی دادی اس کی پردادی اس کی نانی اس کی پرنانی آخیر تک (خواہ حقیقی ہوں یا رضاعی ہوں) کو جمع کرنا حرام ہیں	● بیوی اور اس کی بیٹی اس کی پوتی اس کی پڑپوتی اس کی نواسی اس کی پڑنواسی آخیر تک کو جمع کرنا حرام ہیں	● بیوی اور اس کی بہن (بہن خواہ حقیقی ہو یا رضاعی ہو) کو جمع کرنا حرام ہے	● بیوی اور اس کی بھانجی اس کی بھتیجی اور ان کی اولاد آخیر تک (بھانجی/بھتیجی خواہ حقیقی ہو یا رضاعی ہو) کو جمع کرنا حرام ہے	● بیوی اور اس کی پھوپھی اس کی خالہ (پھوپھی/خالہ خواہ حقیقی ہوں یا رضاعی ہوں) کو جمع کرنا حرام ہے	
بیوی اور اس کے سوتیلے اصول کو جمع کرنا حلال ہے مثلاً بیوی اور اس کی سوتیلی ماں/دادی/نانی الخ	نوٹ: بیوی کی فروع اگر مذکر ہوں تو ان کی بیویوں (ربیب کی بیوی) کو جمع کرنا حلال ہے، مثلاً بیوی کے بیٹے/پوتے/نواسے کی بیوی الخ (جیسے بہو اور ساس)	بیوی اور اس کی سوتیلی بہن کو جمع کرنا حلال ہے، مثلاً دو سوتیلی بہنیں نوٹ: بیوی کے اصل قریب کی اولاد اگر مذکر ہو تو ان کی بیویوں کو بھی جمع کرنا حلال ہے، مثلاً بیوی کی بھابھی	بیوی اور اس کی سوتیلی بھانجی/بھتیجی کو جمع کرنا حلال ہے نوٹ: بیوی کے اصل قریب کی غیر صلبی اولاد اگر مذکر ہو تو ان کی بیویوں کو جمع کرنا حلال ہے، مثلاً بیوی کے بھانجے/بھتیجے کی بیوی	بیوی اور اس کی سوتیلی پھوپھی/خالہ کو جمع کرنا حلال ہے نوٹ: بیوی کے اصل بعید کی صلبی اولاد اگر مذکر ہو تو ان کی بیویوں کو بھی جمع کرنا حلال ہے، مثلاً بیوی کی چچی/ممانی	بیوی اور اس کے چچا کی بیٹی/پوتی/نواسی الخ بیوی اور اس کی پھوپھی کی بیٹی/پوتی/نواسی الخ بیوی اور اس کے ماموں کی بیٹی/پوتی/نواسی الخ بیوی اور اس کی خالہ کی بیٹی/پوتی/نواسی الخ کو جمع کرنا حلال ہیں نوٹ: بیوی کے اصل بعید کی غیر صلبی اولاد اگر مذکر ہو تو ان کی بیویوں کو بھی جمع کرنا حلال ہے مثلاً بیوی کے چچا کے بیٹے/پوتے/نواسے کی بیوی بیوی کی پھوپھی کے بیٹے/پوتے/نواسے کی بیوی بیوی کے ماموں کے بیٹے/پوتے/نواسے کی بیوی بیوی کی خالہ کے بیٹے/پوتے/نواسے کی بیوی آخیر تک

حوالہ جات

المنیر مرکز تعلیم وتربیت فاؤنڈیشن
MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

حوالہ جات

محرمات مؤبدة بالقرابة (یعنی وہ چار نسبی رشتے جو ہمیشہ کے لیے حرام ہیں)

(1) اصول کے قواعد:

● حقیقی اصول:

(1): (وفی علم الفقه، للعلامة عبدالشکور اللکنوی: 717/6، دار الاشاعت، کراچی) اپنے اصول سے مراد اپنے ماں باپ، اپنے دادا پردادا وغیرہ، دادی پردادی وغیرہ، نانی پرنانی وغیرہ ہے۔

● : (وفی الموسوعة الکویتیة، المحرمات، فقرة: 4، 210/36) الأصل من النساء وإن علا، والمراد به: الأم، وأم الأم، وإن علت، وأم الأب، وأم الجد، وإن علت ؛ لقوله تعالیٰ: {حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَٰتُكُمْ}

● : (وفی الهندیة: 273/1، مکتبہ رشیدیہ) القِسمُ الأَوَّلُ المُحَرَّمَاتُ بِالنَّسَبِ: وَهُنَّ الأُمَّهَاتُ

● : (وفی الدر مختار: 28/3، مکتبہ: ایچ ایم سعید) فصل فی المحرمات: حرم علی المتزوج ذکرا کان أو أنثیٰ نکاح أصله وفروعه، علا أو نزل۔

● : (وفی المحمودیة: 299/11) محرمات کی تفصیل: سوال: مرد کے لیے کون کون سی عورتیں حرام ہیں، اسی طرح عورت کے لیے کون کون سے مرد حرام ہیں؟ مفصل تحریر فرمائیں۔

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: اصول: ماں نانی دادی وغیرہ، فروع: بیٹی پوتی نواسی وغیرہ، اصل قریب کی فروع: بہن بھانجی بھتیجی وغیرہ، اصل بعید کی صلبی اولاد: خالہ پھوپھی، رضاعی ماں اور اس کی اولاد، رضاعی بہن اور اس کی اولاد، رضاعی ماں کے اصول: نانی، دادی وغیرہ، بیوی کی ماں، نانی، دادی، مدخولہ بیوی کی بیٹی، پوتی، نواسی۔ باپ، دادا کی بیوی مزنیہ کی ماں، بیٹی وغیرہ یعنی اصول وفروع بیٹے، پوتے۔ نواسے کی بیوی، مشرکہ کافرہ۔

یہ عورتیں تو ہمیشہ کے لیے حرام ہیں اور کچھ عورتیں ایسی بھی ہیں، جو خاص محدود حالت میں حرام ہیں، وہ حالات نہ رہیں تو ان کی حرمت نہ رہے گی، جیسے: بیوی کی خالہ، پھوپھی، بہن اس وقت تک حرام ہیں، جب تک بیوی نکاح میں ہے، اگر وہ مرجائے یا اس کو طلاق ہوجائے اور عدت گزرجائے تو ان کی حرمت

نہیں رہے گی اور اگر کسی کے نکاح میں چار بیویاں ہوں تو پانچویں سے نکاح حرام نہ ہوگا۔

مردوں کے جن رشتوں سے عورتوں کے نکاح درست نہیں، اگر ان رشتوں کو مردوں کی طرف منسوب کیا جائے تو عورتوں کا نکاح ان مردوں سے بھی درست نہیں ہوگا، مثلاً کسی عورت کا نکاح اپنے اصول: باپ دادا نانا وغیرہ اور فروع: بیٹے پوتے نواسے وغیرہ سے درست نہیں ہوگا۔

● سوتیلے اصول:

(2): (سورۃ النسآء: **23**) قال اللّٰہ تعالی ولا تنکحوا ما نکح أباؤکم من النسآء إلا ما قد سلف ۔۔۔۔الخ

● : (و فی علم الفقہ، للعلامۃ عبدالشکور اللکنوی: **717/6**، دار الاشاعت، کراچی) اپنے اصول کے مدخولات و منکوحات، مراد وہ عورتیں ہیں، جن سے اپنے باپ، دادا، نانا، پرنانا وغیرہ نے خاص استراحت کی ہو گو بطور زنا کے یا ان سے نکاح صحیح ہو چکا ہو گو نوبت خاص استراحت کی اور ان چیزوں کی نہ آئی ہو، جو قائم مقام خاص استراحت کے ہیں۔

● : (و فی الموسوعۃ الکویتیۃ: المحرمات، فقرۃ: **9**، **213/36**) زوجۃ الأصل: وھو الأب، و إن علا، سواء أکان من العصبات کأبی الأب، أم من ذوی الأرحام کأبی الأم، وبمجرد عقد الأب علیھا عقداً صحیحاً تصبح محرمۃ علی فرعہ، وإن لم یدخل بھا؛ لقولہ تعالیٰ: {وَلَا تَنْكِحُواْ مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُم مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ} ولا یدخل فی التحریم أصول ھذا المرأۃ، ولا فروعھا۔

وکما تدل الأیۃ علی حرمۃ زوجۃ الأب، تدل علی حرمۃ زوجۃ الجد وإن علا؛ لأن لفظ الأب یطلق علی الجد وإ□ن علا، ولأن زواج من تزوج بھن الأباء یتنافی مع المروءۃ، وترفضہ مکارم الأخلاق وتأباہ الطباع السلیمۃ۔

● : (و فی بدائع الصنائع: **423/3**) أما منکوحۃ الأب فتحرم بالنص وھو قولہ تعالی: ولا تنکحوا ما نکح أباؤکم۔۔۔۔)

والنکاح یذکر ویراد بہ العقد سواء کان الأب دخل بھا أو لا؛ لأن إسم النکاح یقع علی العقد۔

● : (و فی: **274/1**) (والرابعۃ) نساء الأباء والأجداد من جھۃ الأب والأم إن علو، فھؤلاء محرمات علی التاکید نکاحاً و وطأً۔

● : (و فی المحمودیہ: **315/11**) سوتیلی والدہ سے نکاح: سوال: زید اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کرنا

چاہتا ہے، جائز ہے یا نہیں؟

جواب: الجواب حامدا ومصليا: جس عورت سے زید کے والد نے نکاح کیا، وہ اس کی سوتیلی والدہ ہے، اس سے زید کا نکاح کسی طرح جائز نہیں، بالکل حرام ہے۔

(3) : (و في علم الفقه، للعلامة عبدالشكور اللكنوى: 6 / 9 1 7، دار الاشاعت، كراچى): مدخولات کے فروع سے مراد ان عورتوں کی اولاد ہے، جن سے خاص استراحت کی نوبت آچکی ہو، خواہ بذریعہ نکاح یا بطور زنا کے، جس عورت سے نکاح صحیح ہو چکا ہو، اس سے اگر خلوت صحیح ہو جائے تو وہ بھی مدخولات میں شامل ہو جائے گی، جس عورت کے ساتھ نکاح صحیح ہو چکا ہے، مگر خلوت صحیح نہیں ہوئی، اس عورت کی اولاد حرام نہیں ہے اور جس عورت کے ساتھ نکاح فاسد ہوا ہو اور نوبت خاص استراحت کی یا ان چیزوں کی نہ آئی ہو، جو قائم مقام خاص استراحت کے ہیں تو اس عورت کی اولاد حرام نہ ہوگی۔

● : (و في الموسوعة الكويتية، المحرمات، فقرة: 11، 215/36): فروع الزوجة، وهن بناتها، وبنات بناتها، وبنات أبنائها وإن نزلن، لأنهن من بناتها بشرط الدخول بالزوجة، وإذا لم يدخل فلا تحرم عليه فروعها بمجرد العقد، فلو طلقها أو ماتت عنه قبل الدخول بها، فله أن يتزوج بنتها، وهذا معنى قول الفقهاء: الدخول بالأمهات يحرم البنات۔

● : (و في الشامية: 30/3): وحرم بالمصاهرة بنت زوجة الموطوءة واحترز بالموطوءة عن غيرها فلا تحرم بنتها بمجرد العقد۔

● : (و في الهندية: 274/1): (والثانية) بنات الزوجة و بنات أولادها وإن سفلن بشرط الدخول بالأم۔

● : (و في بهشتي زيور، حصه: 276/4) کسی کا باپ مر گیا اور ماں نے دوسرا نکاح کیا، لیکن ماں ابھی اس کے پاس رہنے نہ پائی تھی کہ مر گئی، یا اس نے طلاق دے دی، تو اس سوتیلے باپ سے نکاح درست ہے، ہاں! اگر ماں اس کے پاس رہ چکی ہو تو اس سے نکاح درست نہیں۔

(4) (و في علم الفقه، للعلامة عبدالشكور اللكنوى: 717/6، دار الاشاعت كراچى) دیکھیں حوالہ: 2۔

● : (و في الموسوعة الكويتية، المحرمات، فقرة: 9، 213/36) دیکھیں حوالہ: 2۔

● : (و في الدر المختار كتاب النكاح، فصل في المحرمات: 28/3، 31، سعيد) حرم أصله وفرعه وزوجة أصله وفرعه مطلقا ولو بعيدا۔

● : (و في الهندية: 274/1) دیکھیں حوالہ: 2

● :(وفی المحمودیة: 232/6) سوتیلی نانی سے نکاح پڑھانے والے کی امامت: سوال: ایک شخص نے اپنی ماں کی ماں سے یعنی سوتیلی نانی سے نکاح کرلیا ہے آیا یہ نکاح کیسا ہوا ہے اور سوتیلی نانی محرمات میں سے ہے یا نہیں؟

جواب: الجواب حامدا ومصلیا: سوتیلی نانی سے کیا مراد ہے، اگر یہ مراد ہے کہ حقیقی ماں کی سوتیلی ماں یعنی حقیقی نانا کی بیوی، پھر تو اس سے نکاح ناجائز ہے۔

حرم أصله وفرعه وزوجة أصله وفرعه مطلقا ولو بعیدا۔ (درمختار: کتاب النکاح، فصل فی المحرمات: 28/3، 31، سعید)

اور اگر یہ مراد ہے کہ سوتیلی ماں کی حقیقی ماں یعنی کسی عورت سے اس کی باپ نے دوسرا نکاح کرلیا، اس عورت کی حقیقی ماں یا سوتیلی ماں سے اس نے نکاح کرلیا ہے تو یہ نکاح جائز ہے:

قال خیر الرملی: ولا تحرم بنت زوج الأم ولا أمه ولأم زوجة الأب ولا بنتها ولا أم زوجة الابن ولا بنتها ولا زوجة الربیب ولا زوجة الراب۔ (در مختار، کتاب النکاح فصل فی المحرمات: 31/3، سعید)

(5): (وفی الموسوعة الکویتیة، المحرمات، فقرة: 9، 213/36)؛ لقوله تعالیٰ: {وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ} ولا یدخل فی التحریم أصول هذه المرأة (زوجة الأصل)، ولا فروعها۔

● :(وفی المحمودیة: 232/6) دیکھیں حوالہ: 4

● زنا کے اصول:

(6) : (وفی علم الفقه، للعلامة عبدالشکور اللکنوی: 717/6، دارالاشاعت، کراچی) زنا سے بھی یہ رشتہ (اصول) حرام ہیں، زنا کے ماں، باپ اور ان کے ماں باپ وغیرہ اخیر سلسلہ تک حرام ہیں۔

● :(وفی الموسوعة الکویتیة، المحرمات، فقرة: 5، 210/36) ویحرم علی الإنسان أن یتزوج بنته من الزنا بصریح الآیة: {حرمت علیکم أمهتکم وبناتکم} لأنها بنته حقیقة، ولغة، ومخلوقة من مائه، ولهذا حرم ابن الزنا علی أمه، وهذا هو رأی الحنفیة وهو المذهب عند المالکیة، والحنابلة، لما روی أن رجلا قال: یا رسول اللهؐ: إنی زنیت بامرأة فی الجاهلیة أفأنکح إبنتها؟ قال: لا أری ذلک، ولا یصلح أن تنکح إمرأة تطلع من إبنتها علی ما تطلع علیه منها۔ فلبست من الزنا جزء من الزانی، فهی بنته وإن لم ترثه، ولم تجب نفقتها علیه۔

وذهب الشافعية وإبن الماجشون من المالكية إلى عدم حرمتها عليه، لأن البنوة التي تبنى عليها الأحكام هي البنوة الشرعية، وهي منتفية هنا، لقوله ﷺ: الولد للفراش وللعاهر الحجر۔ وبه قال الليث وأبو ثور، وقد روى عن جماعة من الصحابة والتابعين۔

والمزنى بها ليست بفراش، ولذلک لا يحل له أن يختلى بها ولا ولاية له عليها، ولا نفقة لها عليه ولا توارث۔

● : (وفي الدر المختار مع الرد: 29/3، سعيد) حرم على المتزوج أصله وفرعه۔۔۔۔ ولو من زنا۔۔۔أي لا فرق في أصله۔۔۔أن يكون من الزنا أو لا۔

● رضاعی اصول:

(7) : (وفي علم الفقه، للعلامة عبدالشکور اللکنوی: 723/6، دار الاشاعت، کراچی) یعنی دودھ پلانے والی خود بھی اور اس کا شوہر بھی جس کا دودھ ہے، وہ بھی اور ان دونوں کے اصول بھی۔۔۔۔۔ حرام ہے۔

● : (وفي رد المحتار: 213/3) يحرم من الرضاعة ما يحرم من النسب۔ فيحرم منه أي بسبب ما يحرم من النسب۔

● : (وفي الهندية: 277/1) كل من تحرم بالقرابة والصهرية تحرم بالرضاع على ما عرف في كتاب الرضاع كذا في محيط السرخسي۔

● : (وفي الموسوعة الكويتية: المحرمات، فقرة: 13، 216-217/36): أصول الشخص من الرضاع أي أمه رضاعا وأمها وإن علت، وأم أبيه رضاعا وأمها وإن علت، فإذا رضع طفل من إمرأة صارت أمه من الرضاع وصار زوجها الذي كان السبب في در لبنها أبا من الرضاع۔

● : (وفي المحمودية: 299/11) دیکھیں حوالہ: 1

(2) فروع کے قواعد:

● حقیقی فروع:

(8): (وفي علم الفقه، للعلامة عبدالشکور اللکنوی: 717/6، دار الاشاعت، کراچی) اپنے فروع سے مراد اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد اخیر سلسلہ تک۔

● : (وفي الموسوعة الكويتية، المحرمات، فقرة: 5، 210/36) الفرع من النساء وإن نزل، والمراد به: البنت وما تناسل منها، وبنت الابن وإن نزل، وما تناسل منها، لقوله تعالى: {حُرِّمَتْ

عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ}

- :(وفی الدر المختار: 28/3، مکتبہ: ایچ ایم سعید) دیکھیں حوالہ:1
- : (و في الهندية: 273/1، مکتبہ رشیدیہ) القِسمُ الأَوَّل المُحَرَّمَاتُ بِالنَّسَبِ: وَهُنَّ الا ◻ء ◻مَّهَاتُ والبنات ـــــ وأم البنات فبنته الصلبية و بنات إبنه و بنته وإن سفلن۔
- :(وفی المحمودیة 299/11) دیکھیں حوالہ:1

●سوتیلے فروع:

(9): (وفی الموسوعة الكويتية، المحرمات، فقرة: 12، 216/36) أما أصول زوجة الفرع، وفروعها، فغير محرمات على الأصل، فله أن يتزوج بأم زوجة فرعه أو بابنتها۔

- : (و فی الشامية: 31/3) وأما بنت زوجة أبيه أو إبنه فحلال۔ وكذا بنت إبنها۔ بحر۔
- :(وفی الشامية: 31/3) ولا أم زوجة الابن ولا بنتها (أی ولا بنت زوجة الابن)

●زنا کے فروع:

(10): (وفی علم الفقه، للعلامة عبد الشكور اللكنوی، 717/6، دار الاشاعت، کراچی) اور زنا کی اولاد اور اولاد کی اولاد اخیر سلسلہ تک بدستور حرام رہیں گی۔

- :۔(وفی الموسوعة الكويتية، المحرمات، فقرة: 5، 210/36) دیکھیں حوالہ:6
- :(وفی الدر المختار مع الرد: 29/3، سعید) دیکھیں حوالہ:6

●رضاعی فروع:

(11): (وفی الموسوعة الكويتية: فقره: 13، 216-217/32) ـــــــب: فروعه من الرضاع أی بنته رضاعا و بنتها وإن نزلت و بنت إبنها رضاعا و بنتها وإن نزلت فإذا رضعت بنت من إمرأة صارت إبنة رضاعا من هذه المرأة ولزوجها الذی کان السبب فی در لبنها۔

- :(وفی الرد المحتار: 213/3) دیکھیں حوالہ:7
- :(وفی الهندية: 277/1) دیکھیں حوالہ:7
- :(وفی المحمودية: 299/11) دیکھیں حوالہ:1

●لعان کے فروع:

(12): (و فی علم الفقه، للعلامة عبد الشكور اللكنوی: 717/6، دار الاشاعت، کراچی)

لعان کی اولاد بھی اپنی اولاد کے حکم میں ہے۔

● : (وفی الشامیة:29/3) بنت الملاعنة لها حکم البنت۔

● : (وفی الموسوعة الکویتیة، لعان، فقرة:30، 264/35) ولا یکون الولد أجنبیا من الملاعن فی الأحکام الآتیة۔۔۔۔۔۔المحرمیة: فلو کان للملاعن بنت من امرأة أخری، وأراد۔۔۔۔۔۔۔۔

(3.1) اصل قریب کی صلبی اولاد کے قواعد:

● حقیقی بہن بھائی:

(13): (وفی علم الفقه، للعلامة عبدالشکور اللکنوی:718/6، دار الاشاعت، کراچی) ماں باپ کے فروع سے مراد بھائی، بہن اوران کی اولاد اخیر سلسلہ تک۔

● :۔ (وفی الموسوعة الکویتیة، لعان، فقرة:6، 211/36) فروع الأبوین أو أحدهما، وإن نزلن، وهن الأخوات، سواء أکنّ شقیقات، أم لأب، أم لأم۔

● : (وفی الهندیة: 273/1، مکتبه رشیدیه) القِسمُ الأَوَّلُ المُحَرَّمَاتُ بِالنَّسَبِ۔۔۔۔۔۔ والأخوات۔۔۔۔۔۔وأما الأخوات فالأخت لأب وأم والأخت لأب والأخت لأم۔

● : (وفی مجمع الأنهر: نکاح، محرمات:323/1۔ دار احیاء التراث، بیروت) وتحرم أخته لأب وأم أو لأحدهما۔

● : (وفی المحمودیة:309/11) :اخیافی بہن سے نکاح۔ سوال: زید کا انتقال ہوگیا اور اس نے ایک لڑکا اور بیوی کو چھوڑا، بعدازاں اس کی بیوی نے عمر کے ساتھ نکاح کرلیا اور عمر سے لڑکی ہوئی، اس صورت میں زید کے لڑکے کا نکاح عمر کی لڑکی کے ساتھ کرنا صحیح ہوگا یا نہیں؟

جواب: الجواب حامدا ومصلیا: صورت مسئولہ میں زید کے لڑکے اور عمر کی لڑکی کی ماں ایک ہے، پس یہ دونوں بہن بھائی ہوئے ،لہٰذا ان کا آپس میں نکاح درست نہیں۔

● : (وفی المحمودیة:309/11) : باپ شریک بہن کے ساتھ نکاح۔ سوال: بکر کی پہلی بیوی سے ایک لڑکا ہوا تھا اور بکر کی بیوی کا انتقال ہوگیا، چنانچہ بکر نے دوسرا نکاح کرلیا، دوسری بیوی سے لڑکی ہوئی، کیا ان دونوں کا نکاح درست ہوجائے گا یا نہیں؟

جواب: الجواب حامدا ومصلیا: ان دونوں کا باپ ایک ہے لہٰذا ان کا نکاح بھی ناجائز ہے۔

● : (وفی المحمودیة: 309/11) : باپ اور ماں شریک بہن سے نکاح کی حرمت۔ سوال: قرآن

شریف میں جو رشتے نکاح یا پردہ کے متعلق ہیں وہ صرف سگے ہیں یا دور کے بھی ہیں۔

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: قرآن شریف میں بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی سے نکاح حرام ہے، اس میں بہن کی تینوں قسمیں مراد ہیں، ایک عینی: یعنی ماں اور باپ دونوں میں شریک ہو، جس کو سگی بہن کہتے ہیں۔ دوسری علاتی: یعنی یعنی باپ ایک ہو اور ماں دو ہوں۔ تیسری اخیافی: یعنی ماں ایک ہو، باپ الگ الگ، ایسی تینوں قسموں کی بہن سے نکاح حرام ہے۔ ایسے ہی بھائی کی لڑکی اور بہن کی لڑکی سے بھی نکاح حرام ہے، باقی دور کے رشتہ کی اگر بہن ہو، مثلاً: پھوپھی کی لڑکی یا خالہ کی لڑکی یا ماموں کی لڑکی یا چچا کی لڑکی تو اس سے نکاح حرام نہیں ہے۔

● : (وفی المحمودیة: 348/11): **تبدیلی جنس سے پہلے اور بعد کی اولاد میں مناکحت۔** سوال: ایک عورت تھی، وہ مرد بن گئی، عورت ہونے کے زمانہ میں اس کے ایک لڑکا تھا، اب مرد بننے کے بعد اس کے چند بچے پیدا ہوئے، ان میں ایک لڑکی بھی ہے، کیا عورت ہونے کے زمانہ میں جو لڑکا پیدا ہوا تھا، اس کی شادی اس لڑکی سے جائز ہوگی، جو مرد ہونے کے بعد پیدا ہوئی ہے، نیز پہلے والے لڑکے اور بعد والی لڑکی کے درمیان بھائی چارہ کی کون سی نسبت ہوگی، وہ سگے بھائی بہن ہوں گے یا اخیافی وعلاتی؟ یہ واقعہ ابھی اٹلی میں وقوع پذیر ہو چکا ہے۔

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: ایک ہی ذات سے جو لڑکا لڑکی پیدا ہوئے، اگرچہ ہر ایک کی پیدائش پر اس کی صفت جداگانہ تھی، پھر بھی ایک ذات سے مولود ہونے کی بنا پر ان کے درمیان ازدواج کا تعلق درست نہیں، جس طرح عینی بہن سے نکاح حرام ہے، اسی طرح علاتی اور اخیافی بہن سے بھی حرام ہے۔ ہر ایک کی تولید کے وقت جو مولود منہ کی صفت تھی، اسی کے اعتبار سے رشتہ قائم کیا جائے گا۔

● سوتیلے بہن بھائی:

(14): (وفی الهندية: 277/1، مکتبہ رشیدیہ): **لا بأس بأن يتزوج الرجل المرأة ويتزوج إبنه إبنتها أو أمها۔**

● : (وفی الدر المختار: 31/3 سعيد) وأما بنت زوجة أبيه (المتزوج) أو إبنه فحلال۔

● : (وفی الشامية: 243/3) ولا تحرم بنت زوج الأم ----ولا تحرم بنت زوجة الأب ۔

● : (وفی الفتاوی العثمانی: 244/2) **سوتیلے والد کی سابقہ بیوی کی بیٹی سے نکاح جائز ہے۔** سوال: ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی، جس وقت طلاق دی تھی، اس وقت اس عورت کی لڑکی پیدا ہوئی جو بعد میں اپنی ماں کے ساتھ رہتی تھی اور اس شخص نے ایک اور عورت سے نکاح کیا، جس عورت سے نکاح کیا

تھا، اس کا ایک لڑکا سابق شوہر سے تھا، اب وہ لڑکی اور یہ لڑکا دونوں جوان ہو گئے ہیں، کیا ان کا آپس میں نکاح درست ہے؟

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: صورت مسئولہ میں دونوں کا نکاح ہو سکتا ہے۔

● : (و فی الفتاوی دار العلوم دیوبند: 243/7) **سوتیلی ماں کی اس لڑکی سے نکاح درست ہے، جو دوسرے شوہر سے ہے۔** سوال: زید کا باپ مر گیا، اس کی سوتیلی ماں ہندہ نے دوسرا نکاح کر لیا، اب ہندہ کے لڑکی پیدا ہوئی، اس کی لڑکی سے زید نے نکاح کر لیا، یہ نکاح درست ہے یا نہیں؟

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: زید کا نکاح ہندہ کی لڑکی جو دوسرے شوہر سے پیدا ہوئی ہے، شرعاً صحیح ہے، کیونکہ یہ محرمات میں اور قاعدہ حرمت میں داخل نہیں ہے، بلکہ وأحل لکم ماوراء ذلکم میں داخل ہے، کیونکہ ہندہ کی یہ دختر نہ زید کی اخیافی بہن ہے، نہ علاتی یعنی نہ ماں شریک بہن ہے، نہ باپ شریک بہن ہے اور حقیقی بہن نہ ہونا اظہر ہے، بلکہ یہ لڑکی زید سے محض اجنبیہ ہے، لہذا حلت میں کچھ شبہ نہیں ہے۔

● : (و فی کفایت المفتی: 39/5، دار الاشاعت، کراچی) **سوتیلی ماں کے شوہر کی لڑکی سے نکاح درست ہے۔** سوال: زید نے اپنی عورت کو طلاق دی اور اس عورت نے عمر سے نکاح کر لیا اور عمر نے اس سے وطی بھی کی، بعد ازاں عمر نے اس کو طلاق دی یعنی خلع لیا اور پھر اس عورت نے زید زوج اول سے شادی کر لی بعد عدت گزرنے کے۔ اب زید کے لڑکے کی شادی جو کہ اس عورت سے ہو، عمر کی لڑکی سے جو دوسری عورت سے ہو، ہو سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: زید کے لڑکے کی شادی عمر کی لڑکی سے ہو سکتی ہے۔

●زنا کے بہن بھائی:

(15) : (و فی الأحوال الشخصية : 98/1)فیجوز لإبن الزانی أن یتزوج (أم مزنیة أبیه)وبنتها (بنت المزنیة)۔

● : (و فی البحر، نکاح، محرمات: 179/3، رشیدیه) **ویحل لأصول الزانی وفروعه أصول المزنی بها وفروعها۔**

● : (و فی مجمع الأنهر، باب المحرمات: 326/1) **ولا تحرم أصولها و فروعها علی إبن الواطیء و أبیه، کمافی المحیط السرخسی۔**

● : (و فی المحمودیة: 277/11) **زانی زانیہ کی اولاد کا آپس میں نکاح۔** سوال: ایک مرد نے ایک عورت سے زنا کیا، پھر مرد کا نکاح کسی اور عورت سے اور عورت کا نکاح کسی دوسرے مرد ہو جائے، پھر ان

دونوں سے اولاد ہوتو ان (اولاد) کا نکاح آپس میں درست ہے یا نہیں؟

جواب: **الجواب حامدا و مصلیا:** ایک مرد ایک عورت سے غلط طریقہ پر صحبت کرے، مگر اس مرد کی شادی کسی اور عورت سے ہوئی، جس سے لڑکا پیدا ہوا ہو، عورت کی شادی کسی اور مرد سے ہوئی اس سے لڑکی پیدا ہوئی تو اس لڑکے اور لڑکی کا آپس میں نکاح درست ہے۔

● : **(و فی المحمودیة: 276/11) زانی اور مزنیہ کی اولاد کا آپس میں نکاح۔** سوال: مسمی عبداللہ شیخ بیان کرتے ہیں کہ میں نے مسماۃ فضلی سے زنا کیا، جب کہ دونوں ہی شادی شدہ تھے، عرصہ کے بعد مسماۃ فضلی کے اپنے خاوند کی موجودگی میں لڑکی پیدا ہوئی اور میرے لڑکا پیدا ہوا، ان دونوں کا ہم نے آپس میں نکاح کر دیا، دریافت طلب یہ ہے کہ یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں؟

جواب: **الجواب حامدا و مصلیا:** عبداللہ اور فضلی کی معصیت کی وجہ سے ان دونوں کے لڑکے لڑکی کا نکاح آپس میں ناجائز نہیں ہے بلکہ جائز ہے، حتی کہ اگر عبداللہ شیخ اور فضلی آپس میں نکاح کر لیں جب کہ فضلی نہ کسی کے نکاح میں ہو نہ عدت میں، تب بھی دونوں کی مذکورہ اولاد کا نکاح صحیح ہوگا۔ **لا بأس بأن یتزوج الرجل المرأة ویتزوج إبنه إبنتها أو أمها،** (فتاوی ھندیة: 6/2)

● : **(و فی کفایت المفتی: 43/5، دار الاشاعت، کراچی) زانی مزنیہ کی اولاد کا باہم نکاح۔** سوال: زید ایک عورت منکوحۃ الغیر سے مدت دراز تک زنا کرتا رہا ہے، اب مزنیہ کی لڑکی کو زانی اپنے لڑکے کے نکاح میں لے سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: **الجواب حامدا و مصلیا:** مزنیہ کی لڑکی سے زانی کا نکاح جائز نہیں اور زانی کے لڑکے کا نکاح بھی جائز نہیں، ہاں! اگر لڑکا مزنیہ کے بطن سے نہ ہو اور دوسری بیوی کے بطن سے ہو اور لڑکی مزنیہ کے شوہر سے تو جائز ہے۔

● : **(و فی خیر الفتاوی: 393/4) زانی اور مزنیہ کی اولاد کے باہم نکاح کا حکم۔** سوال: زید نے عمرو کی منکوحہ ہندہ کے ساتھ زنا کیا، جبکہ عمرو حالت حیات میں ہے، اسی حالت نکاح میں ہندہ کی بچی پیدا ہوئی، ہندہ کی اس لڑکی کے ساتھ زید کے لڑکے کا نکاح ہوا اور بچے بھی پیدا ہوئے تو نکاح درست ہے یا نہیں؟

مودودی نے یہ جواب دیا کہ فقہاء حنفیہ کے فتویٰ کے مطابق زانی جس سے زنا کرتا ہے، اس عورت کے اصول وفروع زانی پر حرام ہوجاتے ہیں، جہاں تک زانی کی اولاد کا تعلق ہے، اس میں اختلاف ہے کہ اس کے اور مزنیہ کے اصول وفروع میں بھی حرمت مصاہرۃ کا تعلق ہوتی ہے یا نہ؟ کتاب احناف میں مندرجہ بعض اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ حرمت مصاہرۃ کا تعلق صرف زانی سے ہے، لیکن ہمارے نزدیک یہ صحیح نہیں، اس کے بالمقابل انہی کتابوں میں دوسرے اقوال موجود ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حرمت مصاہرۃ

زانی کے اصول وفروع میں بھی متعدی ہوتی ہیں، مثال کے طور پر مبسوط: 208/4 پر امام سرخسیؒ نکاح کے علاوہ وطی مس بالشہوۃ اور نظر الی الفرج کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وحرمة المصاهرة بهذه الأسباب تتعدى إلى آبائه وإن علو أو أبنائه وإن سفلوا من قبل الرجال والنساء.

ان اسباب سے حرمۃ مصاہرہ زانی کے آباء اور اس کی اولاد کی طرف منتقل ہوتی ہے، خواہ مرد ہوں یا عورتیں۔

صاحب درمختار، فصل فی المحرمات میں فرماتے ہیں:

حرم على المتزوج ذكرا كان أو أنثى نكاح أصله وفرعه إن علا أو نزل وبنت أخيه وأخته وبنتها ولو من الزنا.

نکاح کرنے والا مرد ہو یا عورت اس کا اپنے اصول وفروع سے نکاح حرام ہے اوپر نیچے تک اپنی بھتیجی اور بہن اور بھانجی سے مرد کا نکاح حرام ہے، خواہ یہ زنا کے نطفہ ہی سے پیدا ہوئے ہوں۔

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ زانی نے جس عورت سے زنا کیا ہے، اس عورت کی اولاد بھی زانی کی اولاد پر حرام ہوگی اور اس میں وہی حرمت ہے، جو بہن بھائی میں ہے۔

اس کی شرح میں علامہ شامی فرماتے ہیں: **أما التحريم على آباء الزاني وأولاده فلاعتبار الجزئية.**

(شامی:

301/2)

مذکورہ بالا تحریم جو زانی کے آباء واولاد پر وارد ہوتی ہے، وہ اس وجہ سے ہے کہ اولاد والدین کا جزو ہوتی ہے، تجنیس کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ

زنى بامراة، فولدت، فارضعت بهذا اللبن صبية لا يجوز لهذا الزاني تزوجها ولا لأصوله وفروعه.

ایک مرد نے عورت سے زنا کیا، پھر عورت کے ہاں ولادت ہوئی، اس عورت نے اس دودھ سے کسی بچی کو دودھ پلایا تو اس مرد کے لیے اس بچی سے نکاح جائز نہیں ہے اور نہ زانی کے اصول وفروع کے لیے اس بچی سے نکاح جائز ہے، ہمارے نزدیک یہی اقوال صحیح تر اور قابل ترجیح ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ زانی کے علاوہ زانی کی اولاد اور مزنیۃ اور اس کی اولاد کے مابین بھی حرمت مصاہرۃ قائم ہو جاتی ہے۔

جواب: **الجواب حامدا ومصليا:** صورت مسئولہ میں زید کے لڑکے کا نکاح ہندہ کی لڑکی سے جائز ہے، کیونکہ مزنیہ کے فروع کے ساتھ اولاد زانی کا نکاح حلال ہے، ہاں خود مزنیہ کے ساتھ اصول زانی یا اس کے فروع کا نکاح درست نہیں۔

قال فی البحر: أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع حرمة المرأة علی أصول الزانی وفروعه نسبا ورضاعا وحرمة أصولها وفروعها علی الزانی نسبا ورضاعا کما فی الوطئی الحلال ویحل لأصول الزانی وفروعه أصل المزنی بها وفروعها (شامی: 384/2)

2: امام سرخسی نے ملک یمین، نکاح اور زنا میں حرمت مصاہرہ کو مساوی قرار دیا کہ تینوں صورتوں میں حرمات اربع لازم آئیں گے۔امام سرخسی فرماتے ہیں:

إذا وطئی الرجل إمرأة بملک یمین أو نکاح أو فجور یحرم علیه أمها و إبنتها و تحرم هی علی آبائه و أبنائه۔ (204/4)

اور نکاح میں بلاشبہ منکوحۃ الاب کی سابقہ لڑکی سے واطی کی اولاد کا نکاح جائز ہے، ایک شخص اپنی سوتیلی والدہ کی سابقہ لڑکی سے نکاح کرنا چاہے تو حرام نہیں ہے، جیسا کہ حوالہ جات ذیل سے معلوم ہوتا ہے تو مزنیہ کی اولاد سے اولاد زانی کا نکاح کیونکر حرام ہوسکتا ہے۔ حوالہ جات

وأما بنت زوجة أبیه أو إبنه، فحلال۔ قال الرملی: ولا تحرم بنت زوج الأم ولا أمه۔ (شامی: 383/2)

عالمگیریہ میں ہے: لا بأس بأن یتزوج الرجل المرأة ویتزوج إبنه ابنتها أو أمها۔ کذا فی البحر (6/2)

مبسوط سرخسی میں ہے: وکذلک لا بأس بأن یتزوج المرأة ویتزوج إبنه أمها أو بنتها، فإن محمد بن الحنفیة تزوج إمرأة وزوج إبنتها إبنه، وهذا لأن بنکاح الأم تحرم الأم هی علی إبنه فأما إبنتها أو أمها تحرم علیه لا علی إبنه، فلهذا جاز لإبنه أن یتزوج أمها أو إبنتها والله سبحانه أعلم، (211-212/4)

مسئلہ اور تعلیل سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ واطی پر موطوءۃ کے اصول وفروع حرام ہیں، مگر واطی کی اولاد پر حرام نہیں، بصورت نکاح وملک یمین بالاجماع حرمت مصاہرہ ثابت ہے اور بصورت زنا اس کا ثبوت مختلف فیہ ہے۔

احناف کے نزدیک سفاح مثل النکاح ہے اور امام شافعیؒ اس کے منکر ہیں، پس جب اجماعی صورت میں فروع مزنیہ اولاد زانی پر حرام نہیں۔ کمامر۔ تو مختلف فیہ صورت میں یہ فروع اولاد زانی پر کیسے حرام ہوں گے اور خاندان نبوت میں قرن ثانی میں ایسا نکاح ہوا ہے، محمد بن الحنفیہ صاحبزادہ علیؓ نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کی سابقہ لڑکی سے اپنے سابقہ لڑکے کا نکاح کر دیا۔ کمامر۔ قرن صحابہ وتابعین میں حلت نکاح کا جو مسئلہ خاندان نبوت میں موجود ہے، اس کی تردید کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، استفتاء کے ہمراہ لاہور کا فتویٰ پیش کیا گیا ہے، جس میں ایسے نکاح کو ناجائز کہا ہے اور فقہاء کی تین عبارتوں سے استدلال کیا گیا ہے، ذیل

میں بقدرِ ضرورت اس کی تردید کی جاتی ہے۔ فاضل مجتہد لکھتے ہیں کہ حرمت مصاہرہ زانی کے اصول وفروع میں بھی متعدی ہوتی ہی۔(مبسوط 208/4) میں ہے: **وحرمة المصاهرة بهذه الأسباب تتعدى إلى آبائه وإن علوا وإبنآئه وإن سفلوا من قبل الرجال والنسآء۔**

تردید: فاضل مجتہد کو اس عبارت کے سمجھنے میں غلطی لگ گئی ہے، امام سرخسی وہی بات فرمارہے ہیں، جو تمام فقہاء کرام نے لکھی ہے، حرمت مصاہرہ سے مراد حرمات اربعہ ہیں یعنی مزنیہ زانی کے اصول وفروع کے لیے حرام ہوگئی اور مزنیہ کے اصول وفروع زانی کے لیے حرام ہوگئے اور منکوحہ موطوءَ واطی کے اصول وفروع پر حرام ہے، یہ مقصد نہیں کہ موطوءَ کے فروع واطی کے فروع پر حرام ہوگئے، امام سرخسیؒ کا اگر یہی مطلب ہوتا تو اس باب کے آخر میں سوتیلی والدہ کی لڑکی سے نکاح کو کیسے جائز قرار دیتے، امام سرخسیؒ کے یہ جملے اصل مسئلہ کی تشریح میں واقع ہوئے ہیں، اصل مسئلہ وہی ہے جو بحوالہ مبسوط پہلے ہم نقل کرآئے ہیں، **إذا وطئی الرجل إمرأة بملک یمین** جس میں صرف حرمات اربعہ کی تصریح ہے۔

2: فاضل مجتہد نے دوسرے نمبر پر اخت من الزنا کے ساتھ درمختار سے نکاح کا عدم جواز ثابت کیا ہے اور اس طرح سے مسئلہ زیر بحث میں حرمت کے قائل ہوئے ہیں، یہ استدلال بھی غلط ہے، کیونکہ صورت مسئولہ کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اس لیے کہ درمختار کا یہ جزئیہ ہر مزنیہ کی ہر اولاد کے بارے میں نہیں، بلکہ خاص مزنیہ کے ایک خاص بچے کے متعلق ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی نے غیر منکوحہ باکرہ عورت سے زنا کیا اور اس کو اپنے گھر میں محفوظ رکھا کسی دوسرے مرد کو اس کے قریب نہیں آنے دیا، اس مزنیہ سے جو بچی پیدا ہوگی، زانی کے لیے بمنزلہ بیٹی کے سمجھی جائے گی، اس کا نکاح شاید زانی کی اولاد سے جائز نہ ہوگا، کیونکہ بنت من الزنا صرف اس صورت میں متصور ہوگی۔ ولو من الزنا پر شامی نقل کرتے ہیں:

> **أی بأن یزنی الزانی ببکر ویمسکها حتی تلد بنتا، بحر عن الفتح، قال الحانوتی: ولا یتصور کونها بنته من الزنا إلا بذلک إذ لا یعلم کون الولد إلا به۔ أی لأنه لو لم یمسکها یحتمل أن غیره زنی بها، لعدم الفراش النافی لذلک الاحتمال۔** (شامی، بیروت: 277/2)

امام سرخسیؒ نے بھی یہی خاص صورت نقل کی ہے، پس اس سے ظاہر ہے، دوسرے کی منکوحہ سے زنا کرنے کی صورت میں جو اولاد پہلے سے موجود ہے یا بعد الزنا پیدا ہوئی ہے، وہ زانی کے لیے بنت من الزنا قرار نہیں دی جاسکتی، بلکہ یہ ناکح کی جائز اولاد متصور ہوگی "الولد للفراش وللعاهر الحجر" (الحدیث) خصوصاً وہ اولاد جو قبل الزنا موجود ہے، وہ یقیناً ناکح کی ہے اور زانی کی قطعاً نہیں، پس اولاد زانی کے لیے ان کی حرمت کا سوال قطعاً پیدا نہیں ہوتا۔

3: تجنیس کا جزئیہ لبن من الزنا کے بارے میں ہے، اس سے حرمت رضاعت ثابت ہے یا نہ؟ واضح رہے کہ اس میں اختلاف ہے، شامی نے کتاب الرضاع میں اس کے بارے میں دو روایتیں نقل کی ہیں اور علامہ ابن الہمام فرماتے ہیں: عدم ثبوت اوجہ ہے، علامہ شامی نے بھی اس کو اختیار کیا ہے، پس تجنیس کا جزئیہ غیر اوجہ پر مبنی ہے، ثانیاً یہ ہے کہ لبن من الزنا کا تحقق اس خاص شکل میں ہوگا، جبکہ زانی باکرہ سے زنا کر کے گھر میں محفوظ رکھے اور بچہ پیدا ہو، کما مر۔ اور صورت مسئولہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، کیونکہ یہاں منکوحہ سے زنا ہوا ہے، جس کا فراش صحیح قائم وموجود ہے، پس زیر بحث صورت میں لبن من الزنا کا تحقق متصور نہیں، ثالثاً یہ کہ زیر بحث صورت حرمۃ مصاہرۃ کی ہے اور جزئیہ تجنیس حرمت رضاعت کے بارے میں ہے اور دونوں کے احکامات الگ الگ ہیں، حرمت رضاعت رضیع کے لیے بھی ثابت ہوتی ہے اور اولاد رضیع کے لیے بھی ثابت ہوتی ہے، رضیع کی اولاد کا نکاح مرضعہ کی اولاد سے یا اولاد الاولاد سے جائز نہیں اور اولاد زوج کا نکاح منکوحہ کی سابقہ اولاد سے جائز ہے، پس ایک حرمت کو دوسری پر قیاس کرنا ممنوع ہے۔

الغرض حرمت مصاہرہ حرمات اربعہ میں منحصر ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں زانی کے لڑکے کا نکاح مزنیہ کی لڑکی کے ساتھ درست ہوا ہے، اس میں کوئی شبہ نہیں، ہرگز تردد نہ کیا جائے۔

● : (و فی امداد الحکام: **246/2**) **زانی کی اولاد کا نکاح فروع مزنیہ سے جائز ہے۔** سوال: ایک شخص ایک عورت سے بحالت باکرہ وعروسی زن بدفعلی کرتا رہا ہے، دونوں کا نکاح غیر مرد غیر عورت سے ہو گیا ہے اور ان کی اولاد پیدا ہوئی، کچھ عرصہ بعد عورت مذکورہ کا خاوند فوت ہو گیا، اسی عورت نے اسی مرد مذکور جس کے ساتھ زنا کرتی رہی ہے، نکاح کر بیٹھی، آیا! اب مرد کی اولاد سے اور اس عورت کی اولاد میں نکاح درست ہوسکتا ہے۔

جواب: الجواب حامدا ومصلیا: اس مرد کی اولاد کا نکاح اس عورت کی اولاد سے جائز ہے۔ **فی الشامی عن البحر ویحل لأصول الزانی و فروعه أصول المزنی بها و فروعها الخ۔ و قال الشامی مثله: ما قدمناه قریباً عن القهستانی عن النظم وغیره وقوله: یحل أی کما یحل ذلک بالوطی الحلال۔** (458/2)

● : (و فی امداد الفتاوی: **260/2**) **حکم نکاح فرزند خود با دختر مزنیہ خود کہ زوج آں مزنیہ زندہ است وشبہ است کہ دختر از نطفہ زانی باشد یا از شوہر مزنیہ۔** سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے بکر کی موجودگی میں بکر کی زوجہ سے ناجائز تعلق پیدا کیا، بکر کی زوجہ کے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، یہاں پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ دختر معلوم نہیں، زید کے نطفہ سے یا بکر کے نطفہ کس کے نطفہ سے پیدا ہوئی ہے اور زید کی اصلی بیوی سے زید کے نطفہ سے ایک لڑکا ہوا ہے، اب اس لڑکی اور لڑکے میں نکاح جائز

ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: فتویٰ سے جائز ہے، مگر خلاف احتیاط ہے۔

(16) : (و فی امداد الحکام : 244/2) ولد زانی کا مزنیہ کی بیٹی سے نکاح کی ایک صورت۔

سوال: زنی بعد از مطلقہ شدن وعدت گزاردن کوچہ گردشد تعلق نا جائز با چند کسان می داشت از یں تعلق اورا دختری زائید بعد از زائیدانش بہ یکی از تعلق داران پیشین نکاح کرد اکنون ناکح می خواہد کہ نکاح پسر بالغ خود بھمین مولودہ بالغہ کہ در ایام بدکاری زائیدہ است کند شرعا می توان شد یا نہ۔ درمختار صفحہ (284) حرم على المتزوج ذكرا كان أو أنثى نكاح أصله وفرعه علا أو نزل وبنت أخيه وأخته وبنتها ولو من زنا (رد المحتار) أي بأن يزني الزاني ببكر ويمسكها حتى تلد بنتا، بحر عن الفتح، قال الحانوتي: ولا يتصور كونها إبنة من الزنا إلا بذلك إذ لا يعلم كون الولد منه إلا به إي لأنه لو لم يمسكها يحتمل أن غيره زنى بها لعدم الفراش النافي لذلك الأحتمال۔ از یں عبارت جواز مفہوم می شود چرا کہ درصورت مسئولہ بکارۃ وامساک منتفی است (رد المحتار: 287) قال في البحر: أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع حرمة المرأة على أصول الزاني وفروعه نسبا ورضاعا وحرمة أصولها وفرعها على الزاني نسبا ورضاعا كما في الوطي الحلال ويحل لاصول الزاني وفروعه أصول المزني بها وفروعها۔ از اینجا ہم جواز فہمیدہ می شود آنچہ حکم شرع است از وآ گاہ فرمائیند؟

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: درصورت مسئولہ مذکورہ نکاح پسر بالغ ناکح با مولودہ منکوحہ اوکہ در ایام بدکاری زایدہ جائز نیست کہ خلاف احتیاط است۔ قال الشامي: بعد العبارة المذكورة في السوال (تنبيه) ذكر في البحر أنه دخل بنت الملاعنة أيضا فلها حكم البنت هنا لأنه بسبيل من أن يكذب نفسه ويدعيها، فيثبت نسبها منه كما في الفتح، قال: وقدمنا في باب المصرف عن المعراج أن ولد أم الولد الذي نفاه لا يجوز دفع الزكاة إليه ومقتضاه ثبوت البنتية فيما يبنى على الاحتياط، فلا يجوز لولده أن يتزوجها، لأنها أخته احتياطا ويتوقف على نقل۔ (254/2)

قلت: والاحتياط في باب الفروج لازم، فما قاله في الفتح والمعراج لا تخالفه القواعد، ومقتضاه ما قاله في البحر من ثبوت البنتية فيما مبناه على الاحتياط، فيلزم الاخذ به احتياطا۔

(تنقیـــد) قال الشيخ: قياسه على بنت الملاعنة قياس مع الفارق۔

قلت: ولم أقس المسئلة على حكم بنت الملاعنة وولد أم الولد الذي نفاه بل بنيت الجواب على قول البحر بعده ومقتضاه ثبوت البنتية فيما يبنى على الاحتياط (معناه في أمور مبناها على

الاحتیاط کباب الفروج حیث فرع علیہ بقولہ:فلا یجوز لولدہ أن یتزوجھا لأنھا أختہ احتیاطا وھذا القول بعمومہ یوجب ثبوت البنتیة فی الصورة المسئولة احتیاطا وأما قولہ ویتوقف علی نقل۔فالجواب عنہ إن ھذا الحکم الکلی بھذا اللفظ وإن لم نرہ منقولا ولکن احتیاط الأئمة فی باب الفروج تفیدہ کیف لا وظاھر الروایة أن الوطأ فی الدبر لا یوجب حرمة المصاھرة وکذلک لو أفضاھا لعدم تیقن کونہ فی الفرج ما لم تحبل منہ ذکرہ فی الدر (461/2) ولکن فی حاشیة الأشباہ للحموی أقول ذکر شمس الإسلام أنہ یفتی بالحرمة احتیاطا أخذا بقول بعض المشائخ، انتھی۔وھو لطیف حسن إذ لا یکون الوطی فی الدبر أدنیٰ حالاً من مسّہ وھو تثبت بہ الحرمة فلأن تثبت بہ أولی إذ فیہ مس وزیادة (ص:۳۵۷) وأما فی الإفضاء فقد ذکر فی الفتح عن أبی یوسف قال: أکرہ لہ الأم والبنت، وقال محمد رحمہ اللہ التنزہ أحب إلی۔ (126/3) وفی کل ذلک دلیل علی غایة الاحتیاط فی ھذا الباب ولا یخفی أن بنت المزنیة التی لم یمسکھا الزانی عن غیرہ وإن لم یتیقن بکونھا مخلوقة من مائہ ولکن فیھا شبھة ذلک حتما، فثبت مزنیة الرجل فی صورة السوال أخت ولدی احتیاطا۔

خلاصہ: کلام ایں است کہ بمقتضائے کلام آں مشائخ کہ وہد امساک مزنیۃ افزودواند بدون امساک ثبوت بنیت دخترش اززانی بعید است، ومقتضائے تنبیہ شامی آنست کہ بدون امساک ھم ثبوت بنیت بعید نیست، بلکہ بنابر احتیاط ایں احتمال ھم قریب است ودر باب احتیاط احتمالات قریبۃ معتبر واحتمالات بعیدہ غیر معتبر است، پس کسیکہ بدوں امساک ھم ثبوت بنیت را بعید شمارد فتوی بعدم جواز خواہد داد ورجان احقر کاتب حروف بہمیں جانب ست واما رجان خاطر حضرت حکیم الامۃ دام مجدہم بسوء جواز نکاح پسر زانی بایں دختر زانیۃ است بمقتضائے عبارۃ مذکورۃ سوال گو بنابر تنزہ واحتیاط ازیں نکاح احتراز ایشاں ھم اولی ست فقط

●: (وفی خیر الفتاوی: **393/4**) دیکھیں حوالہ:15

(17): (وفی علم الفقہ للعلامۃ عبدالشکور اللکنوی: **717/6**، دارالاشاعت، کراچی) ہاں تیسری اور چوتھی قسم میں سے صرف ماں (مزنیہ) کے فروع اخیر سلسلہ تک اور ماں (مزنیہ) کے اصول کے فروع ایک بطن تک بدستور حرام رہیں گے اور باپ کے فروع اور باپ کے اصول کے فروع حرام نہیں ہیں۔ پس اخیافی بھائی بہن اور ماموں خالہ تو حرام ہوں گی اور علاتی بھائی بہن اور چچا پھوپھی حرام نہ ہوں گے۔

نوٹ: زنا سے رشتہ پیدا ہونے کی یہ صورت ہے کہ کوئی شخص کسی عورت سے زنا کرے اور اس زنا سے اس کی اولاد پیدا ہو تو وہ زنا کرنے والا اس کا باپ ہو جائے گا اور زنا کرنے والے کا بھائی اس کا چچا اور اس کی بہن اس کی پھوپھی ہو جائے گی، اسی طرح ان کی طرف سے بھی سب لوگ رشتہ دار ہو جائیں گے۔ (حاشیہ علم الفقہ :718)

● : (و فی حاشیہ علم الفقہ، للعلامۃ عبد الشکور اللکنوی:718/6، دار الاشاعت، کراچی)
اس مسئلہ میں فقہاء کی عبارتیں بہت مختلف ہیں۔ایک ہی کتاب میں مختلف اقوال ہیں۔صاحب بحر محرمات کے بیان میں لکھتے ہیں کہ زانی کا چچا ماموں اس کی زنا کی اولاد سے نکاح نہیں کرسکتا۔پھر رضاع کے بیان میں لکھتے ہیں کہ کرسکتا ہے۔اسی طرح صاحب فتح القدیر نے محرمات کے بیان میں تو لکھا ہے کہ زنا کی اولاد زانی کے چچا اور ماموں پر حرام ہے اور رضاع کے بیان میں صاحب تجنیس سے نقل کیا ہے کہ حرام نہیں ہی۔
منحۃ الخالق سے یہ پتہ چل گیا کہ زنا کے چچا، ماموں کا محرمات میں شمار کرنا صاحب بحر اور صاحب فتح القدیر کی ذاتی رائے ہے، اصل مذہب یہی ہے کہ ان کا شمار محرمات میں نہیں ہے، لہٰذا ہم نے زنا کے باپ کے فروع اور زنا کے باپ کے (اصول) کے فروع کو محرمات سے خارج کر دیا۔

● : (و فی منحۃ الخالق، حاشیہ: بحر الرائق:92/3، سعید) و کذا أختہ من الزنا و بنت أخیہ و بنت أختہ أقول: ماذکرہ ھنا یخالف لما ذکرہ فی الرضاع من أن البنت من الزنا لا تحرم علی عم الزانی و خالہ، لأنہ لم یثبت نسبھا من الزانی حتی یظھر فیھا حکم القرابۃ و تحریمھا علی آباء الزانی و أجدادہ (فصل فی المحرمات) حرم تزوج أمہ و بنتہ و إن بعدتا عند القائلین بہ لإعتبار الجزئیۃ و البعضیۃ و لا جزئیۃ بینھما و بین العم و الخال۔

● : (و فی أحسن الفتاوی:77/5) زنا سے متولدہ لڑکی زانی کے بھائی کے لیے حلال ہے۔سوال: صبیہ متولدہ من الزنا زانی کے بھائی پر حلال ہے یا حرام؟ فتح، بحر اور شرح التنویر کے باب محرمات میں اس کی حرمت مذکور ہے اور خود کتب مذکورہ کی کتاب الرضاع میں حلال لکھا ہے، جس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ یہ بنت زانی کا جزو ہے، اس کے بھائی یا چچا کا جزو نہیں، اس پر یہ شبہ ہے کہ زانی کے بھائی کا اگرچہ حقیقی جزو نہیں، تاہم شبہ الجزو تو ہے، چنانچہ ثابت النسب بنت بھی اسی وجہ سے اپنے عم پر حرام ہے، غرضیکہ ثابت النسب و غیر ثابت النسب میں وجہ فرق کیا ہے؟

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: فصل محرمات میں بھی دونوں قول مذکور ہیں، منحۃ الخالق میں علامہ شامیؒ کی تحریر سے حلت کو ترجیح معلوم ہوتی ہے، و نصہ و الظاھر أن ما نقلہ المؤلف عن الفتح ھنا مبنی علیٰ ما قررہ من حرمۃ البنت من الزنا بصریح النص، فتدخل فی قولہ تعالیٰ: و بناتکم و بنات الأخ و بنات الأخت، فتحرم علی العم و علی الخال بصریح النص و ھو استنباط حسن و لکن إن کان منقولاً ،فھو مقبول و إلافیتبع المنقول فی التجنیس۔ (البحر الرائق: 3 / 2 9)
وجہ الفرق یہ معلوم ہوتی ہے کہ بنت ثابت النسب اب کا حقیقتاً جزو ہے اور چچا کی جزئیت کا شبہ ہے، اس لیے حرام ہوئی اور غیر ثابت النسب، چونکہ ماء محترم سے پیدا نہیں ہوئی، اس لیے شریعت نے حقیقت جزء کا تو

اعتبار کیا کہ زانی پر حرام ہے، مگر شبہ جزئیت کا اعتبار نہ کیا، لہٰذا اس کے بھائی کے لیے حلال ہے، نیز یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ نطفۂ زنا کا شریعت نے اعتبار نہیں کیا، اسی لیے یہ بنت ثابت النسب اور وارث نہیں ہے، مگر مع ہٰذا حقیقتاً زانی کا جزو ہے، اگرچہ شرعا غیر معتبر ہے، پس اس میں شبہ جزئیت پیدا ہوگیا، جو حرمت کے لیے کافی ہے، لہٰذا زانی پر حرام ہوئی اور زانی اور اس کے بھائی کے درمیان شبہ جزئیت ہے تو زانی کی بنت اور بھائی کے درمیان شبہ شبہ الجزئیۃ ہوا جو معتبر نہیں لہٰذا بھائی کے لیے حلال ہے۔

قول حرمت اس صورت میں ہے کہ زنا سے ولادت تک زانی نے مزنیہ کو اپنے قبضہ میں رکھا ہو، ورنہ اس لڑکی کا اس زانی کے نطفہ سے تولد متیقن نہیں، لہٰذا یہ زانی کے بھائی کے لیے بالاتفاق حلال ہے۔

● رضاعی بہن بھائی:

(18) : (وفی علم الفقہ، للعلامة عبدالشکور اللکنوی: 722/6، دار الاشاعت، کراچی) اور ان ماں باپ کی اولاد اس بچہ کے رضاعی بھائی بہن ہیں، اولاد خواہ نسبی ہو یا رضاعی۔

● : (وفی الأحوال الشخصية، ماد: 255، 99/1) کل من تحرم بالقرابة والمصاهرة تحرم بالرضاع إلا ما إستثنى من ذلک فی باب الرضاع۔

● : (وفی المشکوٰة: باب المحرمات، الفصل الأول) یحرم من الرضاعة، مایحرم من الولادة۔

● : (وفی الشامية: 213/3) فیحرم منه أی بسببه مایحرم من النسب۔

● : (وفی الموسوعة الکویتية، محرمات، فقرة: 13، 217/36) ج: فروع أبويه من الرضاع أی أخواته رضاعا وبناتهن وبنات إخوته رضاعا وبناتهن وإن نزلن فإذا رضع طفل من إمرأة صارت بناتها أخوات له وحرمن عليه سواء البنت التی رضعت معه أو البنت التی رضعت قبله أو بعده۔

● : (وفی المحمودية: 321/11) رضاعی بہن سے نکاح کا حکم۔ سوال: مسماۃ ساجدہ اور مسماۃ صابی دونوں ایک مکان میں رہتی تھیں، ساجدہ کے یہاں عبدالرشید اور صابی کے یہاں محمد شریف پیدا ہوئے، دونوں لڑکوں کی ولدیت علیحدہ علیحدہ ہے، عبدالرشید نے صابی کا دودھ پیا ہے اور محمد شریف نے ساجدہ کا دودھ پیا ہے، اس وقت یہ دونوں جوان ہیں اور دونوں کی بالترتیب چھوٹی بہنیں بھی جوان ہیں، تو عبدالرشید کا نکاح محمد شریف کی بہن سے اور محمد شریف کا نکاح عبدالرشید کی بہن سے ہوسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: مسمی عبدالرشید کا نکاح مسماۃ صابی کی کسی لڑکی سے جائز نہیں اور محمد شریف کا نکاح مسماۃ ساجدہ کی کسی لڑکی سے جائز نہیں، ہرگز ایسا ارادہ نہ کریں۔

● : (وفی المحمودیة:322/11) ایضاً۔سوال:جس عورت نے عوام میں زید کو دودھ پلانے کا اقرار کیا اور کرتی رہی اور اب وہ اپنی لڑکی کا نکاح زید کو دینے پر آمادہ ہوگئی، اس کے اقرار عند العوام سے حرمت رضاعت ثابت ہوگی یا نہیں؟ بلکہ زید کا باپ بھی اس کا مقر ہے کہ میرے لڑکے نے اس کا دودھ پیا ہے۔

جواب:الجواب حامدا ومصلیا: جب لڑکی کی والدہ اور لڑکے کے والد صاحب کا اقرار ہے تو ان کو اپنی اولاد کا اس طرح کا نکاح کرنا حرام ہے۔

(3.2) اصل قریب کی غیر صلبی اولاد کے قواعد:

● حقیقی بھانجے، بھتیجے:

(19) : (وفی علم الفقه، للعلامة عبدالشکور اللکنوی:718/6، دارالاشاعت، کراچی) دیکھیں حوالہ:13

● : (وفی الموسوعة الکویتیة، لعان، فقرة:6، 211/36) وفروع الإخوة والأخوات، فیحرم علی الرجل أخواته جمیعا وأولاد أخواته وإخوته وفروعهم، مهما تکن الدرجة۔

● : (وفی الهندیة: 273/1، مکتبه رشیدیه) القِسمُ الأَوَّلُ المُحَرَّمَاتُ بِالنَّسَبِ۔۔۔۔۔۔وأما الاخوات۔۔۔وکذا بنات الأخ والأخت وإن سفلن۔

● : (وفی الشامیة: 28/3) فتحرم بنات الإخوة والأخوات وبنات أولاد الإخوة والأخوات وإن نزلن۔

● : (وفی المحمودیة: 300/11) بھانجی اور بھتیجی سے نکاح۔سوال: سگی بھانجی اور سگی بھتیجی کے ساتھ اسلام کی نظر میں شادی جائز ہے یا نہیں؟

جواب:الجواب حامدا ومصلیا: سگی بھانجی (بہن کی لڑکی) اور سگی بھتیجی (بھائی کی لڑکی) سے نکاح کرنا حرام ہے، اس کی حرمت قرآن کے چوتھے پارے کے اخیر میں مذکور ہے۔

● : (وفی المحمودیة: 301/11) بھانجہ کی لڑکی سے نکاح حرام ہونے کی وجہ۔سوال: بھانجے کی لڑکی سے نکاح کس وجہ سے حرام ہے اور اس کا ثبوت کہاں ہے؟

جواب: الجواب حامدا ومصلیا: حرمت قرابت کی بناء پر ممنوع ہے۔"فتحرم بنات الإخوة والأخوات، وبنات أولاد الإخوة والأخوات وإن نزلن۔(شامی:28/3، سعید)

● : (وفی المحمودیة: 301/11) ایضاً۔سوال: اللہ تعالی نے قرآن مجید میں چودہ عورتوں کی تخصیص

فرمائی ہے اور ماسوا ان چودہ عورتوں کے جن جن عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے، ان سب کی تشریح حدیث میں صراحۃً بیان فرمائی ہے، اب (أحل لكم ماوراء ذٰلكم) سے چودہ عورتوں کے سوا اجتنبی عورتیں ہیں ،سب سے نکاح کرنا جائز معلوم ہوتا ہے۔قرآن مجید میں "بنات الأخ و بنات الأخت" کی حرمت آئی ہے یعنی بھانجی سے نکاح کرنے کی حرمت آئی ہے، بھانجی کی لڑکی سے نکاح کرنے کی حرمت کہاں سے ثابت ہوتی ہے؟ اگر بھانجی کی لڑکی سے نکاح کرنا حرام ہے تو عم، عمہ، خالہ کی لڑکی سے نکاح کرنا حرام ہونا چاہیے، چونکہ معطوف اور معطوف علیہ کا ایک حکم ہوتا ہے اور فقہاء کے قول میں اختلاف واقع ہوا ہے۔بعض فقہاء نے "وإن سفلن" کی قید لگائی ہے جیسا کہ صاحب درمختار اور بعض فقہاء نے "وإن سفلن" کی قید نہیں لگائی ہے ، بلکہ سکوت کیا، جیسا کہ صاحب ہدایہ؟

جواب: الجواب حامدا ومصليا: "وتحرم عليه بنات الأخ بالنص، وهو قوله تعالىٰ: (وبنات الأخ وبنات الأخت) وإن سفلن بالإجماع" (بدائع: 410/3) اس سے معلوم ہوا کہ بھانجی کی لڑکی سے نکاح حرام ہے اور یہ حرمت اجماع سے ثابت ہے۔

"ويحرم بنت أخته لأب وأم، أو لأحدهما لقوله تعالىٰ: (وأخواتكم)۔وفيها لقوله تعالىٰ :(وبنات الأخت)۔ وابنة أختيه لأب وأم أو لأحدهما لقوله تعالىٰ (وبنات الأخ) وإن سفلن، لعموم المجاز أو دلالة النص أو الإجماع"۔ (مجمع الأنهر: 323/1)۔ اس سے معلوم ہوا کہ بھانجی کی لڑکی کی حرمت عموم مجاز سے بھی نکلتی ہے اور "دلالة النص" سے بھی ثابت ہوتی ہے۔

رہا بعض فقہاء کا سکوت تو اس سے جواز ثابت نہیں ہوتا۔"لأن الناطق مقدم علی الساکت' اور اس کو اختلاف نہیں کہتے، اگر بعض جواز لکھتے اور بعض حرمت تب اختلاف ہوتا۔ رہا عم، عمہ، خالہ کی لڑکی کو بھانجی کی لڑکی پر قیاس کر کے حرمت کا تقاضہ کرنا، سو یہ قیاس مع الفارق ہے، کیونکہ نص میں: ''بنات الأخ وبنات الأخت'' مذکور ہیں اور ''بنت'' کا اطلاق جس طرح سے لڑکی پر آتا ہے، لڑکی کی لڑکی پر بھی آتا ہے اور ''عمہ'' کا اطلاق پھوپھی پر آتا ہے، مگر پھوپھی کی لڑکی پر نہیں آتا، نیز اس کے متعلق کوئی اجماع منعقد نہیں ہوا۔

● : (وفي بيان القرآن: 338/1، ادارہ تالیفات اشرفیہ۔سورۃ النساء: 23) اور بھتیجیاں (اس میں تینوں قسم کے بھائیوں کی اولاد بواسطہ و بلاواسطہ سب آگئیں) اور بھانجیاں (اس میں تینوں قسم کی بہنوں کی اولاد بواسطہ بلاواسطہ سب آگئیں)

● : (وفي فتاوى عثماني: 244/2) سوتیلی بہن کی پوتی سے نکاح کا حکم۔سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ میرے والد نے میری سوتیلی بہن کی شادی اپنے چچازاد بھائی سے کی اور اس چچا

زاد بھائی کا اس عورت سے ایک لڑکا پیدا ہوا تھا، اب اس لڑکے کی ایک لڑکی ہے، جو کہ میری اس سوتیلی بہن کی پوتی لگتی ہے، اب سوال یہ ہے کہ میرا نکاح اس لڑکی کے ساتھ جو میری سوتیلی بہن کی پوتی ہے جائز ہے یا نہیں؟

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: آپ کے لیے اپنی سوتیلی بہن (یعنی باپ شریک) کی پوتی سے نکاح کرنا حلال نہیں ہے۔ وفی الهندية (5/2) فی بیان المحرمات النسبية: وکذا بنات الأخ والأخت... وإن سفلن۔

● : (وفی کفایت المفتی: 40/5۔ دار الاشاعت) **بھانجے اور بھتیجے کی اولاد سے نکاح۔** سوال: أما بعد هل یجوز النکاح بأولاد إبن الأخت والأخ وإن سفلوا افتحرروا بسند الکتاب مع العبارة سریعا ولا تؤخروا الأن فیها یختلف الناس إختلافا کثیرا فنحن منتظرون إلی جوابکم۔ (ترجمہ: کیا نکاح جائز ہی؟ بہن یا بھائی کی اولاد یا اولاد کی اولاد کے ساتھ)

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: لا یجوز النکاح بأولاد إبن الأخت والأخ وإن سفلوا لما فی الهندية فی ذکر المحرمات وبنات الأخت والأخ وإن سفلن والحکم لا یختلف فی بنت بنت الأخت و بنت إبن الأخت وفی بنت بنت الأخ وبنت إبن الأخ۔ لإن المراد حرمة فروع الأخ والأخت بالغا ما بلغ۔ وإذا أراد زید أن ینکح بنت إبن أخیه کان ناکحا لفرع أخیه و فروع الأخ حرام وکذا إذا أراد أن ینکح بنت إبن أخته کان نکحا لفرع أخته وفروع الأخت حرام۔ (ترجمہ: بہن اور بھائی کی اولاد یا اولاد کی اولاد کے ساتھ نکاح جائز نہیں۔ عالمگیری میں محرمات کے ذیل میں بنات الاخت والاخ اور نیچے تک سب اولاد کو ذکر کیا ہے، لہٰذا اس حکم میں بھانجی اور بھانجی کی اولاد، بھانجا اور بھانجے کی اولاد، بھتیجی اور اس کی اولاد، بھتیجا اور اس کی اولاد سب شامل ہیں، چونکہ فروع کی حرمت غیر محدود وغیرہ منتہی ہے۔ اور جب کہ کوئی شخص اپنے بھتیجے کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہے تو وہ اپنے بھائی کی فرع سے ناکح ہوگا اور فروع الاخ حرام ہیں اور اسی طرح بھانجے کی لڑکی سے نکاح کا ارادہ کرنے والا بہن کی فرع سے ناکح ہوگا اور فروع الاخت حرام ہیں۔

● سوتیلے بھانجے بھتیجے:

(20) : (و فی تفسیر ابن کثیر / سورة النساء، آیت: 24) حرمت علیکم أمهاتکم ------- وأحل لکم ماوراء ذلکم أی ما عدا من ذکرن من المحارم هن لکم حلال، قاله عطاء وغیره۔

● : (وفی الشامية: 31/3) وأما بنت زوجة أبيه أو إبنه فحلال۔ (جب سوتیلے بہن بھائی حلال ہے تو ان

کی اولاد بطریقہ اولیٰ حلال ہوگی، مؤلف)

● : (وفی الهندیة: 277/1) لا بأس۔۔۔۔۔وتزوج إبنه إبنتها أو أمها۔

● : (وفی المحمودیة: 279/11) بھائی کی بیوی کی بیٹی سے نکاح۔ سوال: بڑے بھائی نے جس عورت سے نکاح کیا ہے اس کی ایک لڑکی پہلے شوہر سے ہے، کیا اس لڑکی سے چھوٹے بھائی کا نکاح درست ہے یا نہیں؟ یہ عورت بغیر طلاق کے ہے۔

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: اس عورت کی اس لڑکی کا نکاح اس لڑکے سے جائز ہے، جس کے بڑے بھائی کے گھر میں وہ عورت ہے۔ اس عورت کے شوہر نے اگر طلاق نہیں دی ہے تو بڑے بھائی کا اس عورت کو اپنے گھر میں رکھنا اور تعلق زوجیت قائم کرنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔

● زنا کے بھانجے بھتیجے:

(21): (دیکھیں حوالہ: 17)

● : (وفی فتاوی فریدیه: 463/4) زانی کے بھائی کا مزنیہ کی بیٹی سے نکاح جائز ہے؟ سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے ایک عورت جو شادی شدہ ہے سے زنا کیا، اب اس مزنیہ کی بیٹی زانی کے بھائی کے لیے جائز ہے یا نہیں؟ اور اس مسئلہ میں اختلاف مذاہب ہیں یا نہیں، پوری تفصیلات سے آگاہی پر بندہ شکر گزار رہے گا۔

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: جس طرح زانی کے بھائی کے لیے زانی کی بیوی کی بیٹی جو دوسرے شوہر سے ہو جائز ہے، اسی طرح مزنیہ کی بیٹی بھی جائز ہے۔ لأن حکم الحلال والحرام واحد من الحدیث ویحل لأصول الزانی وفروعه أصول المزنی بها وفروعها، (ردالمحتار: 384/2) قلت: فالجواز للإخوة یکون بأولی، وهو الموفق۔

● : (وفی المحمودیة: 275/11) بھائی کی مزنیہ کی لڑکی سے نکاح؟ سوال: 1۔ زید کے ناجائز (زنا) کے تعلقات ماموں کی بیوی سے ہیں تو زید کے چھوٹے بھائی کا نکاح ماموں کی بیوی کی لڑکی سے جائز ہے یا حرام؟ ماموں بھی زندہ ہیں۔ 2۔ اگر زید کے ماموں کی بیوی خود تسلیم کرے کہ یہ میری لڑکی میرے شوہر کے نطفہ سے ہے تو نکاح حرام ہے یا حلال؟ 3۔ اس فیصلہ کے بعد بھی زید اپنی ممانی سے برابر زنا کر رہا ہے۔ 4۔ اگر لڑکی نے اپنی ماں کو اس برے فعل میں مبتلا دیکھ لیا ہو تو پھر بھی اس کا نکاح جائز ہے یا حرام؟

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: 1۔ زید کی ان نالائق حرکتوں اور معصیتوں کی وجہ سے جو اس نے ماموں کی بیوی سے کی ہیں، اس کے چھوٹے بھائی کا نکاح ماموں کی لڑکی سے ناجائز نہیں ہوگا۔ 2۔

یہ نکاح جائز ہے۔ 3۔ اس نکاح پر اس سے بھی اثر نہیں پڑے گا۔ 4۔ اس سے بھی یہ نکاح حرام نہیں ہوگا۔

● : (وفی الشامیة: 303/2) فی البحر و أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع حرمة المرأة علی أصول الزانی وفروعه نسبا ورضاعا وحرمة أصولها وفروعها علی الزانی نسبا ورضاعًا کما فی الوطء الحلال ویحل لأصول الزانی وفروعه أصول المزنی بها وفروعها۔

(22) : (و فی علم الفقه، للعلامة عبدالشکور اللکنوی: 717/6، دار الاشاعت، کراچی) دیکھیں حوالہ: 17

(23) : (دیکھیں حوالہ: 15)

(24) : (دیکھیں حوالہ: 16)

● رضاعی بھانجے بھتیجے:

(25) : (و فی کنز الدقائق علی هامش البحر الرائق: 226/3، کتاب الرضاع) زوج مرضعة لبنها منه أب للرضیع و إبنه أخ و بنته أخت و أخوه عم و أخته عمة۔

● : (و فی إعلاء السنن: 122/11) قال الموفق فی "المغنی" فی تفسیر لبن الفحل: "معناه أن المرأة إذا أرضعت طفلا بلبن ثاب من وطئ رجل حرم الطفل علی رجل و أقاربه، کما یحرم ولده من النسب، لأن اللبن من الرجل کما هو من المرأة فیصیر الطفل ولد الرجل و الرجل أباه، وأولاد الرجل إخوته، سواء کانوا من تلک المرأة أو من غیرها۔

● : (و فی الشامیة: 213/3) فیحرم منه أی بسببه ما یحرم من النسب۔

● : (و فی الهندیة: 277/1) کل من تحرم بالقرابة و الصهریة تحرم بالرضاع۔

● : (و فی فتاوی دار العلوم دیوبند: 354/7) عینی بھائی کی رضاعی لڑکی کی لڑکی سے نکاح۔ سوال: ایک مرد جاہل و عامی قاسم علی نامی نے حسب مذہب حنفیہ ایک مولوی عبدالرزاق سے اس مسئلہ کے بارے میں فتویٰ طلب کیا، میرے عینی بھائی کی دختر دختر رضاعی کو میں نکاح میں لاسکوں گا یا نہیں، مولوی صاحب مذکور نے ساٹھ ستر روپے لے کر بداہتہ فتویٰ دے دیا کہ تم کو بلا وسواس حلال ہے، وہ بلا تامل و تاخیر عورت مذکورہ کو نکاح میں لایا، مولوی محمد لقمان نے اس نکاح کے جواز کی تردید اور حرمت میں مدلل و مفصل فتویٰ لکھا، اس صورت میں کیا حکم ہے اور یہ نکاح جائز ہے یا حرام؟

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: فتویٰ مولوی عبدالرزاق کا درباره جواز نکاح دختر دختر رضاعی برادر عینی محض باطل اور لغو ہے۔ بنات الاخ و بنات الأخت جیسا کہ نسبی حرام ہیں، رضاعی بھی حرام ہیں۔

لقوله عليه الصلوٰة و السلام يحرم من الرضاع مايحرم من النسب۔ اور اس کو حنفیہ اور شافعیہ سب نے تسلیم کیا اور صاحب خازن جو شافعی المذہب ہیں، وہ بھتیجی رضاعی کی حرمت کو تسلیم فرماتے ہیں اور جبکہ بھتیجی رضاعی حرام ہے تو بھتیجی کی دختر بھی حرام ہے، چنانچہ تفسیر خازن میں بعد نقل حدیث مذکور بنت حمزہ ؓ کی حرمت کی حدیث نقل فرمائی۔ أنها لا تحل لي يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب و أنها إبنة أخي من الرضاعة فكل من حرمت بسبب النسب حرم نظيرها بسبب الرضاعة۔ اس سے معلوم ہوا کہ شافعیہ کے نزدیک بھی بھتیجی رضاعی اور بھتیجی رضاعی کی دختر سے جس کو دختر دختر رضاعی برادر عینی سے تعبیر کیا ہے، نکاح حرام ہے، پس معلوم ہوا کہ فتویٰ مولوی عبد الرزاق کا محض باطل ہے اور فتویٰ مولوی محمد لقمان صاحب کا صحیح اور موافق کتاب وسنت کے ہے اور حنفیہ کو تقلید اور اتباع اپنے امام کا لازم ہے اور صورت مذکورہ میں کسی کا مذہب خلاف بھی ہو اس پر عمل کرنا درست نہیں ہے۔

● : (وفي الحقانيه:395/4) رضاعی بھتیجی سے نکاح حرام ہے۔ سوال: رشیدہ نے خالد کی بیوی کا دودھ مدت رضاعت میں پیا ہے، کیا خالد کے بھائی بکر کا نکاح رشیدہ سے جائز ہے یا نہیں؟

جواب: الجواب حامدا و مصليا: صورت مذکورہ میں رشیدہ خالد کے بھائی (بکر) کی رضاعی بھتیجی ہے تو جیسے نسبی (حقیقی) بھتیجی سے نکاح جائز نہیں، اسی طرح رضاعی بھتیجی سے بھی رضاعی چچا کا نکاح ناجائز اور حرام ہے۔ عن ابن عباس رضي الله عنه قال قيل للنبي صلى الله عليه وسلم: ألا تزوج إبنة حمزة، قال إنها إبنة أخي من الرضاعة۔ (الصحيح البخاري: 764/2، كتاب النكاح، باب يحرم من الرضاعة مايحرم من النسب)

● : (وفي المحمودية:342/11) رضاعی بھانجی سے نکاح۔ سوال: میرے ایک ملنے والے ہیں جن کے متعلق مندرجہ ذیل معلومات کرنا چاہتا ہوں، یہاں پر ایک نکاح ہوا ہے اور بعد نکاح یہ معلوم ہوا کہ لڑکی نے شوہر کی حقیقی بہن کا دودھ بچپن میں ایک دو ماہ تک پیا، کیونکہ پیدائش کے بعد لڑکی کی والدہ بیمار ہونے کے سبب اس کو دودھ نہ پلا سکی اور اس کو شوہر کی بہن کا دودھ پلایا گیا، تو شریعت کے مطابق یہ نکاح ہو گیا ہے یا نہیں، اگر نکاح نہیں ہوا تو شرعاً کیا کرنا چاہیے؟

جواب: الجواب حامدا و مصليا: رضاعی بھانجی سے نکاح حرام ہے۔ اگر غلطی سے ایسا کر دیا گیا تو فوراً ان دونوں میں جدائی کرادی جائے اور شوہر کہہ دے کہ میں نے تعلق زوجیت ختم کر دیا اور طلاق دے دی، اس کے بعد عدت تین حیض گزار کر لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کر دیا جائے، اگر دونوں میں خلوت نہیں ہوئی تو طلاق کے بعد عدت لازم نہ ہوگی۔

(26) : (وفي الشامية:217/3) ولا حل بين الرضيعه وولد مرضعتها۔

● : (وفی الھندیة: 343/1) یحرم علی الرضیع أبواہ من الرضاع ۔۔۔ فالکل إخوۃ الرضیع وأخواته وأولادھم أولاد إخوته وأخواته۔

● : (وفی کفایت المفتی: 168/5) دادی کا دودھ پینے والے کا پھوپھی اور چچا کی اولاد سے نکاح حرام ہے۔ سوال: ایک لڑکا ہے جس نے اپنی دادی کا دودھ پیا ہے اور اس کی پھوپھی کی لڑکی ہے، مگر وہ پھوپھی اس سے بڑی ہے اور چچا کی بھی لڑکی ہے، وہ بھی اس سے بڑا ہے تو وہ ان کی لڑکیوں سے شادی کرسکتا ہے یا نہیں، جس پھوپھی کے ساتھ اس نے دودھ پیا ہے اس سے اس کا چچا اور پھوپھی بڑے ہیں، ان کی لڑکیوں سے شادی کرسکتا ہے؟

جواب: الجواب حامدا ومصلیا: جس لڑکے نے اپنی دادی کا دودھ پیا ہے، وہ اپنی کسی پھوپھی اور کسی چچا کی لڑکیوں سے شادی نہیں کرسکتا، کیونکہ تمام پھوپھیاں اور تمام چچا اس کے بھائی بہن ہوگئے۔

● : (وفی المحمودیة: 340/11) رضاعی بھائی کی لڑکی سے نکاح۔ سوال: زید نے اپنی حقیقی نانی کا دودھ دوسال کی عمر کے اندر پیا تو کیا اس کے حقیقی ماموں کی بیٹی سے نکاح صحیح ودرست ہے؟ اور اگر نکاح ہوگیا اور اولاد بھی ہوگئی، تو کیا اب اس کو اپنی زوجہ سے جدائی اور مفارقت کرنی چاہیے یا نہیں؟ اور اس اولاد کی نسبت کیا حکم ہے، حلالی ہے یا حرامی؟

جواب: الجواب حامدا ومصلیا: صورت مسئولہ میں زید اور اس کا ماموں رضاعی بھائی ہوگئے اور ماموں کی بیٹی زید کی رضاعی بھتیجی ہوئی، لہٰذا ان دونوں کا نکاح آپس میں ناجائز ہے اگر نکاح ہوچکا ہے تو مفارقت ومتارکت لازم ہے: ولا حل بین الرضیعة وولد مرضعتھا، وولد ولدھا؛ لأنه ولد الأخ ۔اھ۔ در مختار۔ یہ نکاح فاسد ہے اور فاسد میں امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نسب ثابت ہوجاتا ہے: قال العلامة المرغینانی رحمة اللہ تعالیٰ: ودخل تحت النکاح الفاسد النکاح بغیر شھود ونکاح المحارم مع العلم بعدم الحل عند الإمام، خلافا لھما ۔ النسب کما یثبت بالنکاح الصحیح یثبت بالنکاح الفاسد۔

● : (وفی المحمودیة: 341/11) رضاعی بھائی کی اولاد سے نکاح۔ سوال: محمد رمضان کی والدہ مسماۃ غلام فاطمہ کا دودھ شاہ محمد نے بھی پیا اور اس وقت شاہ محمد کی عمر چھ ماہ کی تھی کہ والدہ شاہ محمد فوت ہوگئی اور شاہ محمد کی حقیقی بہن غلام فاطمہ والدہ محمد رمضان ہے، جس کا شاہ محمد نے دودھ پیا ہے، اب محمد رمضان چاہتا ہے کہ شاہ محمد اپنی دختر کا نکاح اور عقد میرے ساتھ کردے۔ کیا شرعاً محمد رمضان کا نکاح شاہ محمد کی بنت سے ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اور جس وقت شاہ محمد، غلام فاطمہ والدہ محمد رمضان کا دودھ پیتا ہے، اس وقت محمد رمضان غلام فاطمہ کو پیدا اور تولید نہیں ہوا تھا بلکہ بعد آٹھ سال کے محمد رمضان تولد ہوتا ہے، لہٰذا محمد رمضان کا اور شاہ محمد کا

اکٹھے دودھ پینا نہیں ہوا، بلکہ پس وپیش ہے، کیا کوئی صورت شرعاً ایسی نکل سکتی ہے کہ محمد رمضان کا نکاح شاہ محمد کی دختر سے درست ہو؟ دوسرے کیا شرع محمدی میں ہمشیرہ حقیقی کا دودھ پینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: محمد رمضان اور شاہ محمد نے اگرچہ ایک وقت میں غلام فاطمہ کا دودھ نہیں پیا ہے، بلکہ پس وپیش پیا ہے، لیکن شریعت کی رو سے دونوں رضاعی بھائی بہن بن گئے، جو حکم بیک وقت دودھ پینے پر مرتب ہوتا ہے، وہی پس وپیش پینے پر مرتب ہوتا ہے، رضاعی بھائی کی اولاد سے نکاح حرام ہے، لہذا یہ نکاح صحیح نہ ہوگا۔ "ولا حل بين الرضيعة وولد مرضعتها: أى التى أرضعتها، وولد ولدها، لأنه ولد الأخ، الخ۔" درمختار۔ "وشمل أيضاً بالولادة قبل إرضاعها للرضيعة، أوبعده ولو بسنين، الخ"۔ (شامی: 631/2) "ولا حل بين رضيع ثدى، وإن اختلف زمانهما، ولا بين رضيع وولد مرضعة، وإن سفل، الخ"۔ مجمع الأنهر: 277/1) بوقت ضرورت بہن کا دودھ پینا شرعاً درست ہے۔

● : (وفى المحمودية: 343/11) رضاعی بھتیجی کا حکم۔ سوال: میرے خسر کو میری والدہ نے بچپن میں دودھ پلایا تھا، لہذا میرے خسر میرے رضاعی بھائی ہوئے اور جس لڑکی سے میرا عقد ہوا وہ میری بھتیجی ہوئی، دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس لڑکی کے ساتھ میرا نکاح درست ہے یا نہیں؟ اگر درست نہیں ہے تو اب کیا کیا جائے؟

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: ایام رضاعت میں جب دودھ حلق کے اندر اتر جائے تو رضاعت ثابت ہوجاتی ہے، دودھ کم ہو یا زاید، ایک دفعہ ہو یا زاید، سب کا یہی حکم ہے۔ اگر یہ ثابت ہو کہ ایام رضاعت میں آپ کے خسر کو آپ کی والدہ نے دودھ پلایا ہے تو آپ کے خسر آپ کی والدہ کے رضاعی بیٹے اور آپ کے رضاعی بھائی ہوگئے اور جس لڑکی سے آپ کی شادی ہوئی وہ آپ کی رضاعی بھتیجی ہوئی اور رضاعی بھتیجی سے نکاح حرام ہے۔ "يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب" لیکن قابل غور یہ امر ہے کہ جس وقت آپ کی شادی ہوئی، کیا اس وقت رضاعت کا علم نہیں تھا، یا مسئلہ کا علم نہیں تھا؟ اگر لاعلمی میں ایسا ہوا تو فوراً متارکت لازم ہے، آپ اس سے تعلق زوجیت ختم کردیں، اگر جان بوجھ کر ایسا کیا تو سخت گناہ کیا۔

● : (وفى المحمودية: 347/11) رضاعی چچا سے نکاح۔ سوال: زید کی اہلیہ کا ایک لڑکا خالد ہوا، خالد کے ہوتے ہی زید کی اہلیہ مرگئی تو زید کی بڑی لڑکی سلمٰی نے اپنا دودھ پلاکر اپنے بھائی خالد کی پرورش کی، اب خالد کے پاس ایک لڑکی شادی کے لائق موجود ہے تو خالد اپنی بڑی بہن سلمٰی کے سب سے چھوٹے لڑکے کے ساتھ اس کا عقد کرسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: اس صورت میں سلمٰی کے لڑکے کا نکاح خالد کی لڑکی سے جائز

نہیں، اس لیے کہ جب خالد نے سلمیٰ کا دودھ پی لیا تو سلمیٰ اس کی رضاعی ماں ہوگئی اور سلمیٰ کا لڑکا خالد کا رضاعی بھائی ہوکر خالد کی لڑکی کا رضاعی چچا ہوا۔

(4) اصل بعید کی صلبی اولاد کے قواعد:

● حقیقی چچا پھوپھی ماموں خالہ:

(27): (وفی علم الفقه، للعلامة عبدالشکور اللکنوی:**717/6**، دار الاشاعت، کراچی) اپنی ماں باپ کے اصول کے فروع سے مراد چچا پھوپھی ماموں خالہ، مگر ان کی حرمت صرف ایک بطن تک رہتی ہے، اسی وجہ سے چچا پھوپھی ماموں خالہ کی اولاد سے نکاح جائز ہے، ماں باپ کے چچا ماموں پھوپھی خالہ اسی چوتھی قسم میں داخل ہیں، کیونکہ وہ بھی اپنے ماں باپ کی اصول کے فروع ہیں، ان سے بھی نکاح حرام ہے۔

● : (وفی الموسوعة الکویتیة، محرمات النکاح، فقرہ:7، **212/36**) فروع الأجداد والجدات إذا إنفصلن بدرجة واحدة، وهن العمات والخالات سواء أكن شقيقات أم لأب، أم لأم۔

● :۔(وفی الشامیة: **29/3**) وحرم على المتزوج۔۔۔۔۔۔ عمته وخالته، فهذه سبعة مذكورة في آية حرمت عليكم أمهاتكم الخ۔۔۔

● :۔(وفی الهندية: **273/1**) والعمات والخالات۔۔۔۔۔۔ وأما العمات فثلاث عمة لأب وأم، وعمة لأب، وعمة لأم، وكذا عمات أبيه۔۔۔۔۔۔ وأما الخالات فخالته لأب وأم وخالته لأب وخالته لأم۔

● : (وفی المحمودیة: **299/11**) دیکھیں حوالہ:1

● سوتیلے چچا پھوپھی ماموں خالہ:

(28): (وفی أحسن الفتاوی: **74/5**) دادا کی بیوی کی لڑکی حلال ہے۔ سوال: زید نے شادی کی، اس سے ایک لڑکا عمر پیدا ہوا، پھر زید نے پہلی بیوی کے فوت ہونے پر دوسری عورت سے شادی کی اور اس کے بعد زید فوت ہوگیا اور اس کی دوسری بیوی نے دوسرا عقد کرلیا بکر سے، اس بکر سے اس عورت کے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی تو زید کی پہلی بیوی سے پیدا شدہ لڑکے (عمر) کا لڑکا زید کی دوسری بیوی کی اس لڑکی سے جو بکر سے پیدا ہوئی نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: الجواب حامداً و مصلیاً: عمر کے لڑکے کا نکاح اس کے دادا (زید) کی دوسری بیوی کی لڑکی (جو بکر سے پیدا ہوئی ہے) سے جائز ہے، قال العلامة الحصكفي رحمه الله: وزوجة أصله وفرعه مطلقاً ولو

بعیداً دخل بها أو لا وأما بنت زوجة أبیه أو إبنه فحلال (الدر المختار: 31/3) قلت: لما حلت بنت زوجة الأب فبنت زوجة الجد بالأولی۔

● :(وفی الشامیة: 31/3) دیکھیں حوالہ: 20

●زنا کے چچا پھوپھی ماموں خالہ:

(29): (دیکھیں حوالہ: 17)

●رضاعی چچا پھوپھی ماموں خالہ:

(30) : (و فی علم الفقه، للعلامة عبدالشکور اللکنوی: 273/6، دار الاشاعت، کراچی) رضاعی چچا بہن، رضاعی پھوپھی غرض تمام رشتے یہاں بھی نسب کی طرح قائم ہوجائیں گے۔

● :(وفی الشامیة: 213/3) دیکھیں حوالہ: 25

● :(وفی الهندیة: 277/1) دیکھیں حوالہ: 25

● :(وفی الموسوعة الکویتیة، محرمات النکاح، فقرة: 13، 217/36) د: فروع جدیه إذا انفصلن بدرجة واحدة أی عماته وخالاته رضاعا، وهؤلاء یحرمن نسبا ،فکذلک یحرمن رضاعا۔ وأما بنات عماته وأعمامه رضاعا وبنات خالاته وأخواله رضاعا فلا یحرمن علیه۔

● : (وفی أحسن الفتاوی: 87/5) رضاعی خالہ حرام ہے۔ سوال: محمد رحیم کی دو بیٹیاں ہیں، ایک بیٹی کا لڑکا دوسری کی لڑکی ہے، یہ آپس میں رشتہ کرنا چاہتی ہیں، حالانکہ لڑکی نے اپنی نانی کا دودھ پیا ہے، جبکہ اس کی عمر اس وقت صرف دو دن تھی شرعا یہ رشتہ جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: یہ لڑکی اس لڑکے کی رضاعی خالہ ہے، اس لیے ان کا آپس میں نکاح نہیں ہوسکتا۔

● : (وفی أحسن الفتاوی: 86/5) رضاعی بھانجی حرام ہے۔ سوال: عائشہ نے لڑکی علیمہ کو دودھ پلایا ،اب اس کا اپنے بھائی کے ساتھ نکاح کروانا چاہتی ہے، شرعا کیا حکم ہے؟

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: عائشہ کا بھائی علیمہ کا رضاعی ماموں ہے، اس لیے علیمہ اس پر حرام ہے۔

● : (وفی فتاوی عثمانی: 247/2) رضاعی پھوپھی سے نکاح جائز نہیں۔ سوال: زید کی ماں محمودہ کا دودھ خالد نے پیا، پھر تقریباً 16 سال بعد خالد کی بیوی کا دودھ ظفر نے پیا، اب ظفر کا نکاح زید کی حقیقی بہن صاعقہ سے ہوسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: صورت مسئولہ میں صاعقہ ظفر کے رضاعی باپ کی رضاعی بہن

ہوئی، اس لیے ان دونوں کا آپس میں نکاح نہیں ہوسکتا، کیونکہ وہ رضاعی رشتے سے ظفر کی پھوپھی ہے۔

● : (وفی خیر الفتاوی: 502/4) **رضاعی پھوپھی سے نکاح کا حکم**۔ سوال: زید نے مسماۃ جمیلہ کا دودھ پیا ہے، اب وہ جمیلہ کے شوہر مسمی بکر کی حقیقی بہن مریم سے نکاح کرنا چاہتا ہے، کیا زید کا نکاح مریم سے درست ہے؟

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: زید کا نکاح اپنے رضاعی باپ بکر کی بہن سے درست نہیں۔

● : (وفی المحمودیة: 347/11) **رضاعی چچا سے نکاح**۔ سوال: زید کی اہلیہ کا ایک لڑکا خالد ہوا، خالد کے ہوتے ہی زید کی اہلیہ مرگئی تو زید کی بڑی لڑکی سلمیٰ نے اپنا دودھ پلا کر اپنے بھائی خالد کی پرورش کی، اب خالد کے پاس ایک لڑکی شادی کے لائق موجود ہے تو خالد اپنی بڑی بہن سلمیٰ کے سب سے چھوٹے لڑکے کے ساتھ اس کا عقد کرسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: اس صورت میں سلمیٰ کے لڑکے کا نکاح خالد کی لڑکی سے جائز نہیں، اس لیے کہ جب خالد نے سلمیٰ کا دودھ پی لیا تو سلمیٰ اس کی رضاعی ماں ہوگئی اور سلمیٰ کا لڑکا خالد کا رضاعی بھائی ہوکر خالد کی لڑکی کا رضاعی چچا ہوا۔

● : (وفی الفتاوی فریدیة: 155/5) **رضاعی پھوپھی سے نکاح درست نہیں**۔ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے کے بارے میں کہ عمر کی ایک بیوی ہے، اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، وہ بیاہی گئی اور عمر کی بیوی مرگئی، پھر عمر نے دوسری شادی کی، اس عورت سے زید پیدا ہوا، تو یہ پہلی بیوی کی لڑکی زید کی بہن بن گئی، پھر اس بہن نے زید کو دودھ پلایا، جب زید نے بھی شادی کی اس کا لڑکا بکر پیدا ہوا اور اس بہن کی لڑکی پیدا ہوئی، تو کیا بکر کے لیے یہ لڑکی جائز ہے یا نہیں؟

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: چونکہ رضاعت میں مقدم اور مؤخر کا حکم یکساں ہوتا ہے۔ کما فی الخلاصة: (244/1) ولو أرضعت إمرأة صبيا يحرم عليه من يقدم من أولادها و من تأخر، لہٰذا یہ لڑکی اس لڑکے (بکر) کے لیے رضاعی عمہ ہے اور محرمہ ہے جیسا کہ حدیث میں ہے يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب۔ وفی الرد (282/2) وحرم الكل مما هو تحريمه نسبا و مصاهرة و رضاعا۔

(31): (وفی علم الفقه للعلامة عبدالشکور اللکنوی: 717/6، دار الاشاعت، کراچی) ماں باپ کے چچا، ماموں پھوپھی، خالہ اسی چوتھی قسم میں داخل ہیں، کیونکہ وہ بھی اپنے ماں باپ کی اصول کے فروع ہیں، ان سے بھی نکاح حرام ہے، مگر ان کی اولاد سے جو اپنے ماں باپ کی چچا زاد یا ماموں زاد بھائی بہن ہوں، نکاح جائز ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اس چوتھی قسم کی حرمت صرف ایک بطن تک رہتی ہے، ایک بطن کے بعد حرمت جاتی رہتی ہے۔ ماں کی سگی پھوپھی کی پھوپھی اور باپ کی سگی خالہ کی خالہ بھی اس چوتھی قسم میں

داخل ہے۔اس چوتھی قسم میں بہت سی صورتیں پیدا ہوسکتی ہیں۔

● : (و فی حاشیہ علم الفقہ، للعلامۃ عبدالشکور اللکنوی:717/6، دار الاشاعت، کراچی)
اس مقام پر صاحب درمختار نے لکھ دیا ہے کہ ماں کی سگی پھوپھی اور باپ کی خالہ کی خالہ سے نکاح جائز ہے، مگر یہ صحیح نہیں ہے، صاحب درمختار کو اس مقام پر ایک عبارت سے دھوکا ہوگیا۔(شامی)

● : (و فی الشامیة:30/3) قال: فی النهر: وأما عمة العمة وخالة الخالة، فإن كانت العمة القربى لأمه لا تحرم وإلا حرمت وإن كانت الخالة القربىٰ لإبيه لا تحرم وإلا حرمت؛ لأن أبا العمة حينئذ يكون زوج أم أبيه فعمتها أخت زوج الجدة ثم الأب وأخت زوج الأم لا تحرم، فأخت زوج الجدة بالأولى، وأم الخالة القربى تكون إمرأة الجد أبى الأم فأختها أخت إمرأة أبى الأم وأخت إمرأة الجد لا تحرم والمراد من قوله: لأمه أن تكون العمة أخت أبيه لأم احترازا عما إذا كانت أخت أبيه لأب أو لأب وأم فإن عمة هذه العمة لا تحل؛ لأنها تكون أخت الجد أبى الأب والمراد من قوله: وإن كانت الخالة القربىٰ لأبيه أن تكون أخت أمه لأبيها احترازعما إذا كانت أختها لأمها أو شقيقة فإن خالة هذه الخالة تكون أخت جدته أم أمه فلا تحل۔ وكان الشارح فهم من قول النهر لأمه وقوله لأبيه، أن الضمير فيهما راجع إلى مريد النكاح كما هو المتبادر منه، فقال ماقال، وليس كذلك لما علمته، فكان عليه أن يقول: وأما عمة العمة لأم وخالة الخالة لأب ويمكن تصحيح كلامه بان تقيد العمة القربىٰ بكونها أخت الجد لأمه والخالة القربىٰ بكونها أخت الجدة لأبيها كما أوضحه المحشى وأما على إطلاقه غير صحيح۔

● : (وفى الهندية: 273/1) وأما عمة العمة فإنه ينظر إن كانت العمة القربى عمة لأب وأم أو لأب فعمة العمة حرام وإن كانت القربى عمة لأم فعمة العمة لاتحرم وأما الخالات فخالته لأب أم وخالته لأب وخالته لأم وخالات آبائه وأمهاته وأما خالة الخالة فإن كانت الخالة القربى خالة لأب وأم أو لام فخالتها تحرم عليه وإن كانت القربى خالة لاأب فخالتها لاتحرم عليه هكذا محيط السرخسى۔

● : (وفى الموسوعة الكويتية، المحرمات، فقرة: 7، 212/36) فروع الأجداد والجدات اذاانفصلن بدرجة واحدة، وهن العمات، والخالت، سواء أكنّ شقيقات أم لأب، أم لأم، وكذالک عمات الأصل، وان علا، لقوله تعالى فى آية المحرمات: (وعماتكم وخلٰتكم)، وتحريم العمات والخالات ثابت بالنص، وأماأخت الجد وان علت فتحريمها ثابت

امابالنص، لأن لفظ العمة يشمل أخت الأب، وأخت اجد وان علت، وامابالاجماع اذاكان لفظ العمة مقصوراعلى أخت الأب، وكذاتحريم الخالة ثابت بالنص، ومثل أخت لأم أخت الجدة وان علت، وتحريمهاثابت امابلنص لأن لفظ الخالة يشمل أخت الأم وأخت الجدة وان علت، وامابالاجماع اذاكان لفظ الخالة مقصوراعلى أخت الأم۔

❑ اصل بعید کی غیر صلبی اولاد:

(32): (وفی علم الفقه: 717/6، دار الاشاعت، کراچی) اپنی ماں باپ کے اصول کے فروع سے مراد چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ مگران کی حرمت صرف ایک بطن تک رہتی ہے، اسی وجہ سے چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ کی اولاد سے نکاح جائز ہے، ماں، باپ کے چچا، ماموں، پھوپھی، خالہ اسی چوتھی قسم میں داخل ہیں، کیونکہ وہ بھی اپنے ماں، باپ کے اصول کے فروع ہیں، ان سے بھی نکاح حرام ہے، مگران کی اولاد سے جو اپنے ماں باپ کی چچازاد یا ماموں زاد بھائی بہن ہو نکاح جائز ہے، حاصل یہ ہے کہ چوتھی قسم کی حرمت صرف ایک بطن تک رہتی ہے، ایک بطن کے بعد حرمت جاتی رہتی ہے۔

● : (وفی الموسوعة الكويتية ، المحرمات، فقرة: 7، 212/36) أما بنات الأعمام والأخوال، وبنات العمات والخالات، وفروعهن ، فيجوز التزوج بهن، لعدم ذكرهن فى المحرمات، لقوله تعالى: (وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ) ولقوله تعالى: (يَٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّآ أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَٰجَكَ الَّٰتِيٓ ءَاتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّآ أَفَآءَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّٰتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خَٰلَٰتِكَ الَّٰتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ)۔ وماأحله الله للرسول ﷺ يحل لأمته مالم يقم دليل على أن الحل خاص بالرسول ﷺ، ولا يوجد دليل على الخصوص، فشمل الحكم المؤمنين جميعا۔

● : (وفى الشاميه: 28/3) وتحل بنات العمات والأعمام والخالات والأخوال۔

● : (وفی الفتاوی دار العلوم دیوبند: 252/7) لڑکی کی شادی بیوی کے بھائی کے لڑکے سے درست ہے یا نہیں؟ سوال: زید اپنی لڑکی کی شادی اپنی بیوی کے بھائی کے لڑکے کے ساتھ کرنا چاہتا ہے، جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: الجواب حامدا ومصليا: درست هے اور جائز هے، اس میں کچھ حرج نهیں۔ لقوله تعالىٰ: (وأحل لكم ماوراءذٰلكم) الآية۔

● : (وفی فتاوی رحیمیه: 213/7) پھوپھی زاد بہن کی لڑکی اور خالہ زاد بھائی کی لڑکی سے نکاح؟

سوال: ہمارے یہاں دو نکاح ہونے والے ہیں، حقیقی بھائی بہن میں سے بھائی کے لڑکے کا نکاح بہن کی لڑکی کی لڑکی (یعنی نواسی) سے طے ہوا ہے اور دوسرا نکاح دو حقیقی بہن میں سے ایک بہن کے لڑکے کا نکاح دوسری بہن کے لڑکے کی لڑکی (یعنی پوتی) سے ہونے والا ہے، آیا مذکورہ دونوں نکاح درست ہیں؟

جواب: **الجواب حامدا و مصلیا:** جب پھوپھی زاد بہن کے ساتھ نکاح جائز ہے تو اس کی لڑکی سے بھی جائز ہونا چاہیے، اسی طرح جب خالہ زاد بہن سے نکاح ہوسکتا ہے تو اس کے بھائی کی لڑکی یعنی خالہ زاد بھائی کی لڑکی سے بھی جائز ہونا چاہیے، حاصل کلام یہ ہے کہ دونوں نکاح جائز ہیں۔ **و خص تعالیٰ العمات والخالات بالتحريم دون أولادهن لا خلاف فی جواز نكاح بنت العمة و بنت الخالة۔ (أحكام القرآن للجصاص: 123/1، باب مايحرم من النسآء تحت قوله: و خالتكم الخ)**

● : **(وفی المحمودية: 267/11) والد کی ماموں زاد بہن سے نکاح؟** سوال: حقیقی بہن کے بڑے پوتے سے اپنی حقیقی لڑکی کا نکاح کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: **الجواب حامدا و مصلیا:** حقیقی بہن کے پوتے سے اپنی حقیقی لڑکی کا نکاح کرنا شرعاً درست ہے، یہ ان رشتوں میں سے نہیں جن کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے۔

● : **(وفی المحمودية: 287/11) تین لڑکیوں کی شادیاں تین لڑکوں کے ساتھ؟** سوال: زید کی شادی ہندہ سے ہوئی تھی اور اس سے ایک لڑکا بدر پیدا ہوا، اس کے بعد ہندہ کی وفات ہوگئی، پھر زید کی دوسری شادی سلطانہ سے ہوئی جو اپنے ساتھ اپنے پہلے شوہر قمر کا ایک لڑکا جعفر کو زید کے یہاں لے آئی ہے، سلطانہ حیات ہے، سلطانہ کے سگے چچا کی بیٹی رضیہ ہے اور رضیہ کی شادی فرقان سے ہوئی تھی، رضیہ کے بطن سے تین لڑکیاں ہیں، جن کا نام نرگس، ریحانہ، نجمہ ہے، ان تینوں لڑکیوں کا نکاح زید، بدر، جعفر سے جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ سلطانہ حیات ہو۔ زید سلطانہ کی موجودگی میں یہ نکاح کرنا چاہتا ہے اور زید کا لڑکا بدر ہے، جعفر سلطانہ کے بطن سے ہے، زید کی رضیہ چچیری سالی بھی لگتی ہے، قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب سے نوازیں۔

جواب: **الجواب حامدا و مصلیا:** رضیہ زوجۂ فرقان کی تین لڑکیاں ہیں، نرگس، ریحانہ، نجمہ، ان میں سے ایک کی شادی رضیہ کی چچا زاد بہن سلطانہ کے شوہر زید سے ہوجائے اور ایک کی شادی زید کے لڑکے بدر سے ہو جائے اور ایک کی شادی زید کی زوجہ سلطانہ کے لڑکے جعفر بن قمر سے ہوجائے تو شرعاً درست ہے، ان میں کوئی حرمت کا شبہ نہیں۔ لقوله تعالیٰ: **(وأحل لكم ماوراء ذٰلكم) الآية۔**

● : **(وفی المحمودية: 299/11)** دیکھیں حوالہ: 1

محرمات مؤبدۃ بالمصاہرۃ (یعنی وہ چار سسرالی رشتے جو ہمیشہ کے لیے حرام ہیں)

1. حرمت مصاہرۃ کی تعریف:

(33) : (و فی الموسوعة الكويتية، مصاهرة، فقرة: 1، 367/37) وقال الحصكفي، فی تعريف الصهر، والصهر كل ذی رحم محرم من عرسه كأبائها و أعمامها و أخوالها و أخواتها و غيرهم۔

2. حرمت مصاہرۃ کا ثبوت:

(34): (و فی علم الفقه: 719/6، دار الاشاعت، کراچی) کسی عورت کے خاص حصہ کے اندرونی جانب کا دیکھنا یا اس کے بدن کو چھونا خواہ جس عضو کو چھوئے یا عورت کی تقبیل کرنا خواہ کسی مقام میں کرے، منہ میں یا اور کہیں یا عورت کو لپٹا لینا قائم مقام خاص استراحت کے ہے یعنی ان امور سے سسرالی رشتہ قائم ہو جائے گا۔

● : (و فی الموسوعة الكويتية، المحرمات، فقرة: 10، 213/36) وقد اتفق الفقهاء على أن أصول الزوجة تحرم متى دخل الزوج بزوجته، ولكنهم اختلفوا فيما اذا عقد الزوج على زوجته ولم يدخل بها، بأن طلقها أو مات عنها قبل الدخول بها۔ فذهب جمهور الصحابة و الفهاء، ومنهم عمر، و ابن عباس ، و ابن مسعود، عمران ابن حصين رضی الله عنهم الی أن العقد على الزوجة كاف فی تحريم أصولها، لماروی أن النبی ﷺ قال: (أيما رجل تزوج امرأة فطلّقها قبل أن يدخل بها، أو ماتت عنده، فلايحل له أن يتزوج أمها) ، وهذا معنی قول الفقهاء: العقد على لبنات يحرم الأمهات، وقال الفقهاء : ان النّص الدال على التحريم ، وهو قوله تعالى: وَأُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ، مطلق غير مقيد بشرط الدخول لم يرد فيه شرط و لا استثناء، وأن الدخول فی قوله تعالى: "من نِّسَآئِكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُم بِهِنَّ" راجع الیٰ : "وَرَبائِبُكُمُ" لا الی المعطوف عليه ، وهو: "وأُمَّهٰتُ نِسَآئِكُم" فيبقى النص على حرمة أمهات النساء، سواء دخل بها أو لم يدخل، وما دام النص جاء مطلقا فيجب بقاؤه على اطلاقه مالم يرد دليل يقيده، وروی عن عبدالله بن عباس رضی الله عنهما أنه قال فی قوله تعالى: "وَأُمَّهٰتُ نِسَآئِكُم": أبهمو ما أبهمه الله، أی أطلقوا

ما أطلق الله ، کما روی عن عمران بن حصین رضیا لله عنه انه قال: الآیة مبهمة، لاتفرق بین الدخوال وعدمه۔ وذهب علی وزید بن ثابت رضیالله عنهما فی احدی روایتین عنه وغیرهما الی أن أصول الزوجة لاتحرم بمجرد العقد علیهما، وانماتحرم بالدخول بها مستدلین بأن اللّٰہ حرأَم أمهات النساء، ثم عطف الربائب علیهن، ثم اتی بشرط الدخول، ولذا ینصرف شرط الدخول الی أمهات النسء، والی الربائب، فلایثبت التحریم الابالدخول۔ ویری الحنفیة أنّ من زنی بامرأةٍ أو لمسها، أو قبلها بشهوةٍ أو نظر الی فرجها بشهوةٍ حرم علیه أُصولها، وفروعها، لقوله ﷺ : من نظر الی فرجِ امرأةٍ لم تَحِل له أُمها ولا بنتها۔ وتحرم المرأة علی أُصوله وفروعه: لأن حرمة المصاهرة تثبت عندهم بالزنا و مقدّماته، ولاتحرّم أُصولها ولافروعها علی ابن الزّانی وأبیه۔

3. دواعی جماع کی شرائط:

(35): (وفی علم الفقه: **720/6**، دارالاشاعت، کراچی) مگر یہ امور قائم مقام خاص استراحت کے اسی وقت ہوں گے جب یہ پانچ شرطیں موجود ہوں۔

1: یہ امور نفسانی کیفیت کے جوش میں صادر ہوئے ہوں، خواہ یہ جوش مرد و عورت دونوں میں ہو یا صرف ایک میں۔ جس وقت یہ امور صادر ہوئے ہوں اس وقت جوش موجود ہو۔

2: مرد عورت دونوں میں نفسانی کیفیت کا جوش پیدا ہو چکا ہو یعنی بالغ ہوں یا قریب بلوغ کے ہوں۔

3: ان امور کے بعد مرد کو انزال نہ ہو جائے۔

4: مرد نے عورت کے یا عورت نے مرد کے خاص حصے کو دیکھا ہو تو خاص کر، اسی مقام کو دیکھا ہو، نہ اس کی شبیہ۔

5: مرد نے عورت کے یا عورت نے مرد کے بدن کو چھوا ہو یا اس کو لپٹایا ہو تو کوئی کپڑا وغیرہ درمیان میں حائل نہ ہو، جو ایک کو دوسرے کے جسم کی حرارت محسوس ہونے سے مانع ہو۔

● : (وفی التنویر مع الدر: 32,33/3) وأصل ماسته وناظرة إلی ذکره والمنظور إلی فرجها) المدور (الداخل) ولونظره من زجاج أوماء هی فیه (وفروعهن) مطلقا، والعبرة للشهوةعندالمس والنظرلابعدهماوحدهافیهماتحرک آلته أوزیادته (به یفتی) وفی إمرأة ونحو شیخ کبیر تحرک قبله أوزیادته وفی الجوهرة: لایشترط فی النظر للفرج تحریک آلته

(بہ یفتی) هذا إذا لم ینزل فلو أنزل مع مس أو نظر فلا حرمة بہ یفتی۔

● : (وفی الموسوعة الکویتیة، المحرمات، فقرة: 10، 214/36) وتعتبر الشهوة عندهم عند المس والنظر حتی لو وجدا بغیر شهوة ثم اشتهی بعد الترک لا تتعلق به الحرمة۔ وحد الشهوة فی الرجل أن تنتشر آلته أو تزداد انتشارا إن کانت منتشرة۔

وجاء فی الفتاوی الهندیة نقلا عن التبیین: وجود الشهوة من أحدهما یکفی عند المس أو النظر وشرطه أن لا ینزل حتی لو أنزل عند المس أو النظر لم تثبت به حرمة المصاهرة قال الصدر الشهید: وعلیه الفتوی۔

4. محرمات بالمصاہرۃ:

(1) اصول الزوجۃ:

● بیوی کی حقیقی اصول:

(36) : (وفی قاموس الفقہ، لمولانا خالد سیف اللہ رحمانی: 229/5) سسرالی نسبت سے حرام رشتے۔ حرمت مؤبدہ کا دوسرا سبب مصاہرت یعنی سسرالی رشتہ سے ہونے والی حرمت ہے اس رشتہ سے حرمت کی تفصیل اس طرح ہے: 1۔ بیوی کی فروع یعنی اس کی بیٹیاں اور ان کا اولادی سلسلہ، بشرطیکہ بیوی سے دخول کر چکا ہو۔ 2۔ بیوی کی ماں نانی دادی اور ان کا مادری سلسلہ اگر بیوی سے دخول نہ ہوا ہو، پھر بھی یہ خواتین حرام ہو جائیں گی۔ 3۔ وہ خواتین جن سے باپ یا اس کے اوپر کے پدری سلسلہ میں کسے نے وطی کی ہو، چاہے یہ حرام طریقے پر ہو۔ 4۔ وہ عورتیں جن سے اولاد یا سلسلہ اولاد میں سے کسی نے وطی کی ہو، گو بصورت حرام ہو۔ 5۔ اپنے اصول یعنی باپ دادا وغیرہ کی بیویاں اور اپنے فروع یعنی بیٹے پوتے وغیرہ کی بیویاں محض عقد نکاح ہی کی وجہ سے ہو جائے گی، گو وطی کی نوبت نہ آئی ہو۔

● : (وفی الهندیة: 274/1) القسم الثانی المحرمات بالصهریة وهی أربع فرق (ألأولی) أمهات الزوجات وجداتهن من قبل الأب والأم وإن علون۔

● : (وفی الدر المختار: 30/3) وحرم المصاهرة... أم زوجته وجداتها مطلقاً۔

(37) : (وفی الأحوال الشخصیة: 87/1) تحرم علیه: أم زوجته بمجرد العقد الصحیح علیها۔

● : (وفی الدر مع الرد: 30/3) حرم المصاهرة (بنت زوجته الموطوءة وأم زوجته) وجداتها مطلقا بمجرد العقد الصحيح۔ (قوله الصحيح) احتراز عن النكاح الفاسد فإنه لا يوجب بمجرده حرمة المصاهرة بل بالوطء أو ما يقوم مقامه من المس بشهوة والنظر بشهوة لأن الإضافة لا تثبت بالعقد الصحيح۔

● : (وفی أحسن الفتاوی: 92/5) *نکاح فاسد موجب حرمت مصاہرت نہیں۔* سوال: کسی نے اپنی مزنیہ کی لڑکی سے نکاح کرلیا اور رخصتی سے قبل ہی اسے طلاق دے دی، اب اگر یہ شخص اس مزنیہ سے نکاح کرنا چاہے تو کیا حکم ہے؟

جواب: الجواب حامدا و مصليا: مزنیہ کی لڑکی سے جو نکاح ہوا، وہ فاسد ہے اور نکاح فاسد سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی، اس لیے اس کی ماں حرام نہیں ہوئی، اس کے ساتھ نکاح کرسکتا ہے، البتہ اس لڑکی کو شہوت سے ہاتھ لگا تا تو اس کی ماں حرام ہوجاتی۔ قال العلامة الحصكفی رحمه الله: وحرم بالمصاهرة بنت زوجته الموطوءة وأم زوجته وجداتها مطلقا بمجرد العقد الصحيح وإن لم توطأ الزوجة، وفی الشامية: قوله: الصحيح: احتراز عن النكاح الفاسد فإنه لا يوجب بمجرده حرمة المصاهرة بل بالوطء أو ما يقوم مقامه من المس بشهوة والنظر بشهوة، لإن الإضافة لا تثبت بالعقد الصحيح، بحر۔ (ردالمحتار: 30/3)

● : (وفی الهندية: 274/1) وتثبت حرمت المصاهرة بنكاح الصحيح دون الفاسد۔

(38) : (وفی بهشتی زيور: حصه چهارم: 275) داماد کے ساتھ بھی نکاح درست نہیں ہے چاہے لڑکی کی رخصتی ہوچکی ہو اور دونوں میاں بیوی ایک ساتھ رہے ہوں یا ابھی رخصتی نہ ہوئی ہو، ہر طرح نکاح حرام ہے۔

● : (وفی الدر المختار: 30/3) وحرم المصاهرة... وأم زوجته وجداتها مطلقا بمجرد العقد الصحيح وإن لم توطأ الزوجة۔

● : (وفی الموسوعة الكويتية: محرمات، فقره: 10، 213/36) أصل الزوجة وهی أمها وأم أمها وأم أبيها وإن علت لقوله تعالى: وأمهات نسائكم ـــــ الآية۔ وقد اتفق الفقهاء على أن أصول الزوجة تحرم متى دخل الزوج بزوجته ولكنهم اختلفوا فيما إذا عقد الزوج على زوجته ولم يدخل بها بأن طلقها أو مات عنها قبل الدخول بها۔

فذهب جمهور الصحابة والفقهاء ومنهم عمر وابن عباس وابن مسعود وعمران بن حصين رضی الله عنهم إلى أن العقد على الزوجة كاف فی تحريم أصولها لما روى أن النبی صلى الله عليه وسلم قال: أيما رجل تزوج إمرأة فطلقها قبل أن يدخل بها أو ماتت عنده فلا يحل له أن يتزوج أمها

وھذا معنی قول الفقھاء: العقد علی البنات یحرم الأمھات۔

وقال الفقھاء: إن النص الدال علی التحریم وھو قولہ تعالی: وأمھات نسائکم مطلق غیر مقید بشرط الدخول لم یرد فیہ شرط ولا استثناء، وأن الدخول فی قولہ تعالی: "من نسائکم اللاتی دخلتم بھن" راجع إلی: "وربائبکم" لا إلی المعطوف علیہ وھو: وأمھات نسائکم فیبقی النص علی حرمۃ أمھات النساء سواء دخل بھا أو لم یدخل وما دام النص جاء مطلقا فیجب بقاؤہ علی إطلاقہ ما لم یرد دلیل یقیدہ۔ وروی عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنھما أنہ قال فی قولہ تعالی: وأمھات نسائکم: أبھموا ما أبھمہ اللہ أی أطلقوا ما أطلق اللہ کما روی عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ أنہ قال: الآیۃ مبھمۃ لا تفرق بین الدخول وعدمہ۔

● بیوی کے سوتیلے اصول:

(39): (وفی الھندیۃ: **277/1**) ویجوز بین امرأتہ وبنت زوجھا فان المرأۃ لو فرضت ذکرا حلت لہ تلک البنت بخلاف العکس۔

●: (وفی الشامیۃ: **39/3**) فجاز الجمع بین إمرأۃ وبنت زوجھا أو إمرأۃ إبنھا أو أمۃ سیدتھا؛ لأنہ لو فرضت المرأۃ أو إمرأۃ إبن أو السیدۃ ذکرا لم یحرم، بخلاف عکسہ۔

●: (وفی المحمودیۃ: **269/11**) سوتیلی ساس سے زنا پھر نکاح۔ سوال: ایک شخص نے اپنی سوتیلی ساس سے زنا کیا، جس سے حمل بھی ہوگیا اور اس حمل کی حالت میں اس سے نکاح کرلیا، آیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ نیز سوتیلی ساس سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ایسے شخص کے متعلق جس نے اپنی سوتیلی ساس سے زنا کیا ہو، پھر حمل کی حالت میں اس سے نکاح کرلیا ہو، قرآن مجید احادیث صحیحہ اور فقہ اسلامیہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: الجواب حامدا ومصلیا: زنا کرنا قطعا حرام ہے، اگر شرعی طریق پر زنا کا ثبوت ہو جائے تو حکومت اسلامیہ میں زانی اور زانیہ پر حد زنا جاری کرنا لازم ہے، اپنی سوتیلی ساس یعنی بیوی کی سوتیلی ماں سے نکاح کرنا شرعا درست ہے، خواہ بیوی زندہ ہو خواہ مرچکی ہو۔ "بخلاف الجمع بین إمرأۃ وبنت زوجھا فإنہ یجوز، اھ"۔ مجمع الانھر۔ ایسی حاملہ سے بھی نکاح درست ہے اگر وہ حمل اس نکاح کرنے والے کا ہے (زنا سے) تب تو اس کو صحبت بھی جائز ہے اور گر کسی اور کا ہے تو وضع حمل سے پہلے صحبت وغیرہ نا جائز ہے اور نکاح جائز ہے۔ "وصح نکاح حبلی من زنا عند الطرفین، وعلیہ الفتوی لدخولھا تحت النص وفئی إشعار بأنہ لو نکح الزانی فانہ جائز بالإجماع خلافا لأبی یوسف رحمہ اللہ تعالی قیاسا علی الحبلی من غیرہ۔ ولا توطیء الحبلی من الزنا: أی یحرم الوطی وکذا دواعیہ ولا

تجب النفقة حتى تضع الحمل إتفاقا اھ مجمع الانهر۔

● : (وفي خير الفتاوى: 268/4) سوتیلی ساس سے نکاح درست ہے۔ سوال: ہندہ زید کی بیوی کی سوتیلی والدہ ہے نیز پہلے خاوند کی وفات کے بعد دوسری جگہ نکاح بھی کرچکی ہے، اب زید ہندہ کو بھگا کرلے گیا ہے اور نکاح کرنا چاہتا ہے کیا زید اس سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟ جبکہ زید کی بیوی بھی زندہ ہے؟

جواب: الجواب حامدا ومصليا: صورت مسئولہ میں زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ درست نہیں ، کیونکہ اس ھندہ کا دوسرے شخص سے پہلے بھی نکاح ہے اور نکاح پر نکاح حرام ہے اگر یہ مانع نہ ہوتا تو ویسے سوتیلی ساس سے نکاح درست ہے۔ ويجوز بين امراة وبنت زوجها، فان المرأة لو فرضت ذكرا حلت له تلك البنت بخلاف العكس۔ اھ (عالمگیری: 277/1)

● : (وفي فتاوىٰ الحقانيه: 332/4) سوتیلی ساس سے نکاح کرنا۔ سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ سوتیلی ساس سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: الجواب حامدا ومصليا: دو رشتہ دار عورتوں کا ایک شخص کے نکاح میں جمع ہونا تب حرام ہے جب دونوں میں سے ہر ایک مرد فرض کر کے دوسری اس کے لیے حرام ہے، چونکہ صورت مسئولہ میں صرف ایک جانب سے حرمت ہے دوسری جانب سے نہیں اس لیے سوتیلی ساس سے نکاح جائز ہے اگر چہ اس کی سوتیلی بیٹی اس کے نکاح میں پہلے سے موجود ہو۔ قال العلامة الحصكفي: فجاز الجمع بين إمرأة وبنت زوجها ------ لأنه ول فرضت المرأة ذكرا لم يحرم بخلاف عكسه۔ (الدر المختار على صدر ردالمحتار 39/3 كتاب النكاح فصل فى المحرمات)

● : (وفي فتاوىٰ رحيميه: 195/8) بیوی کی سوتیلی ماں سے نکاح درست ہے یا نہیں۔ سوال: ایک آدمی کی بیوی مرگئی اب وہ اپنی بیوی کی سوتیلی ماں (بیوی کے باپ کی عورت) سے نکاح کرے تو کیا حکم ہے؟

جواب: الجواب حامدا ومصليا: ہاں اس عورت (بیوی کی غیر حقیقی یعنی سوتیلی ماں) سے نکاح درست ہے۔

● : (وفي فتاوىٰ دار العلوم ديوبند، 233/7، مكتبه حقانيه) سوتیلی ساس سے نکاح جائز ہے یا نہیں نیز بیوی اور اس کی سوتیلی ماں کو جمع کرنا کیسا ہے؟۔ سوال: سوتیلی ساس جو کہ لاولد ہو اور بیوہ ہو اس سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟ اور زوجہ اور اس کی سوتیلی ماں یعنی باپ کی منکوحہ کو نکاح میں جمع کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: الجواب حامدا ومصليا: سوتیلی ساس سے نکاح جائز ہے اس میں حرمت کی کوئی وجہ نہیں لقوله تعالى: و أحل لكم ما وراء ذلكم اور جواز نکاح کے ساتھ دونوں کے درمیان جمع جائز ہے

یعنی پہلی بیوی کی موجودگی میں اس کے ساتھ اس کی سوتیلی ماں کو بھی رکھ سکتا ہے۔کتب فقہ میں تصریح ہے کہ عورت اور اس کے شوہر کی لڑکی دونوں ایک وقت میں ایک شخص کے نکاح میں جمع ہو سکتی ہیں۔درمختار میں ہے فجاز الجمع بين إمرأة وبنت زوجها الخ۔

● : (وفی علم الفقه: 722/6، دار الاشاعت، کراچی) ان کے علاوہ اور جس قدر سسرالی رشتے دار ہوں، ان میں سے جس کے ساتھ چاہے نکاح کر سکتا ہے، مرد اپنی بیوی کی بہن، پھوپھی، خالہ اور سوتیلی ماں کے ساتھ۔۔۔۔۔۔نکاح کر سکتا ہے۔

● مزنیہ کے اصول:

(40): (وفی الأحوال الشخصية: ماده: 24، 97/1) يحرم على الرجل أن يتزوج أصل مزنيةو فرعها۔

● : (وفی علم الفقه: 719/6، دار الاشاعت، کراچی) **مدخولات اور منکوحات کے اصول** سے مراد ان عورتوں کے اصول یعنی ان کے باپ، دادا، دادی وغیرہ، ماں، نانا، نانی وغیرہ ہیں، جن سے خاص استراحت کی نوبت آچکی ہو، گو بطور زنا کے یا ان سے نکاح ہو چکا ہو۔

● : (وفی الدر مع الرد: 32/3) وحرم أيضا بالصهرية أصل مزنيته أراد بالزنی الوطء الحرام، (وفی الشامية) قال فی البحر: أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع، حرمة المرأة على أصول الزانی وفروعه نسباً ورضاعاً وحرمة أصولها وفروعها على الزانی نسباً ورضاعاً۔

● : (وفی الهندية: 274/1) فمن زنی بامرأة حرمت عليه أمها وان علت۔

● بیوی کے رضاعی اصول:

(41): (وفی الموسوعة الكويتية: محرمات، فقره: 14، 217/36) ذهب جمهور الفقهاء إلى أنه يحرم من الرضاع ما يحرم من المصاهرة لما ثبت أن الرضاع ينشیء صلة امومة وبنوة بين المرضع والرضيع وقد إتفق الفقهاء على أن أصول الزوجة تحرم متى دخل الزوج بزوجته ولكنهم إختلفوا فيما إذا عقد الزوج على زوجته ولم يدخل بها بأن طلقها أو مات عنها قبل الدخول بها۔

فذهب جمهور الصحابة والفقهاء ومنهم عمر وإبن عباس وإبن مسعود وعمران بن حصين رضی الله عنهم إلى أن العقد على الزوجة كاف فی تحريم أصولها لما روی أن النبی صلى الله عليه

وسلم قال: أيما رجل تزوج إمرأة فطلقها قبل أن يدخل بها أو ماتت عنده فلا يحل له أن يتزوج أمها وهذا معنى قول الفقهاء: العقد على البنات يحرم الأمهات۔

وقال الفقهاء: إن النص الدال على التحريم وهو قوله تعالى: وأمهات نسائكم مطلق غير مقيد بشرط الدخول لم يرد فيه شرط ولا استثناء، وأن الدخول في قوله تعالى: من نسائكم اللاتي دخلتم بهن راجع إلى: وربائبكم لا إلى المعطوف عليه وهو: وأمهات نسائكم فيبقى النص على حرمة أمهات النساء سواء دخل بها أو لم يدخل وما دام النص جاء مطلقا فيجب بقاؤه على إطلاقه ما لم يرد دليل يقيده وروى عن عبد الله بن عباس رضي الله عنهما أنه قال في قوله تعالى: وأمهات نسائكم: أبهموا ما أبهمه الله أي أطلقوا ما أطلق الله كما روى عن عمران بن حصين رضي الله عنه أنه قال: الآية مبهمة لا تفرق بين الدخول وعدمه۔ فتكون التي أرضعت كالتي ولدت كل منهما أم فأم الزوجة رضاعا كأمها نسبا وبنتها رضاعا كبنتها نسبا وكذلك يكون زوج المرضع أبا للرضيع والرضيع فرع له فزوجة الأب الرضاعي كزوجة الأب النسبي وزوجة الإبن الرضاعي كزوجة الإبن النسبي ولهذا يحرم بالرضاع مايحرم بالمصاهرة وهن: أ الأم الرضاعية للزوجة وأمها وإن علت سواء دخل بالزوجة أو لم يدخل بها۔

● : (وفي الشامية: 28/3) أسباب التحريم أنواع قرابة مصاهرة ورضاع... قوله رضاع فيحرم به مايحرم من النسب۔

● : (وفي الهندية: 277/1) كل من تحرم من القرابة والصهرية تحرم بالرضاع۔

● : (وفي خير الفتاوى: 480/4) بیوی کی رضاعی ماں سے نکاح کرلیا جائے تو دونوں حرام ہوگئیں، دونوں کو چھوڑ نا ضروری ہے۔ سوال: مسماۃ پیراں مائی میری سرپرستی میں ہے میری ماموں زاد بہن بھی ہے، اب وہ جوان ہے متوفی والد مسمات مذکورہ نے اپنے پیچھے دو بیوگان کو چھوڑا ہے، متوفی نے مذکورہ کا نکاح بوقت نابالغی باز محمد سے پڑھ دیا، نکاح کے رجسٹر میں اس لڑکی کا انگوٹھا رضامندی کا ابھی تک نہیں لگا ہے، مسمی باز محمد نے اس لڑکی کی رضاعی ماں سے شادی کر لی ہے، مذکورہ اپنی ماں کا دودھ بھی پی چکی ہے تو مذکورۃ لڑکی مسمی باز محمد کے نکاح میں رہی ہے یا نہیں؟

جواب: الجواب حامدا ومصليا: صورت مسئولہ میں پیراں جو کہ اپنی سوتیلی ماں کی رضاعی بیٹی ہے کا نکاح چونکہ اس کے باپ نے حالت نابالغی میں کر دیا تھا، اس لیے نکاح صحیح ہوا اور دوسرا نکاح جو کہ باز محمد نے اس کی سوتیلی ماں جو کہ اس لڑکی مذکور کی رضاعی ماں بھی ہے سے کیا، صحیح نہیں ہوگا، کیونکہ رضاعی ماں اور رضاعی لڑکی کو ایک نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں۔ (والدليل عليه قول الهندية: 4/2) ولأصل أن كل

إمرأتين لو صورنا إحداهما من أى جانب ذكرا لم يجز النكاح بينهما برضاع أو نسب۔

اورجن دوکوجمع کرنا جائزنہیں ان میں سے جس سے بعد میں نکاح کیا ہو،اسی سے نکاح فاسد ہوتا ہے،

"والدليل عليه وأن تزوجهما فى عقدتين، فنكاح الاخيرة فاسدة"

نوٹ: بازمحمد پر لازم ہے کہ دوسری بیوی کوعلیحدہ کردے اوراس عورت پرعدت لازم ہے اورنسب اسی خاوند سے ثابت ہوگا اورعورت کے لیے مہرمقررہ اورمہرمثل میں سے جواقل ہووہ دینا پڑے گا، بشرطیکہ بازمحمد دوسری عورت سے دخول کرچکا ہو۔ والدليل عليه قول العالمگرية وإن فارقها بعد الدخول فلها المهر ويجب الأقل من المسمى ومن المهر المثل وعليها العدة ويثبت النسب۔

(نوٹ) صورت مسئولہ میں پہلی بیوی بھی حرام ہوگئی،حرمت مصاہرۃ ثابت ہونے کی وجہ سے، کیونکہ جب اس نے اس کی رضاعی ماں سے جماع کرلیا تواب اس کی پہلی بیوی حرام ہوگئی،لہٰذا جس طرح دوسری بیوی کو چھوڑنا لازم ہے،پہلی کوبھی چھوڑنا لازم ہے،حرمت مصاہرۃ کے لیے فسخ بالطلاق کی ضرورت ہوتی ہے اسی لیے خاوندکومجبورکیا جائے گا کہ وہ طلاق دے ورنہ عدالت سے فسخ کرالیا جائے۔

● : (وفى الاحوال الشخصية: مادة: 25، 104/1) يحرم بالرضاع كل من حرم بالنسب والمصاهرة وهن أمه وبنته وأخته وبنات أخوته وأخواته وعمته وخالته أم إمرأته وبنتها وإمرأة أبيه ومرأة إبنه كل ذلك يحرم من الرضاع كما يحرم من النسب والمصاهرة لقوله تعالى :{وأمهتكم التى أرضعنكم وأخوتكم من الرضعة}۔ وهذه الآية وإن لم ينص فيها الا على الأم والأخوات من الرضاعة ولكن ثبتت حرمة الباقى بقوله عليه الصلاة والسلام: ((يحرم من الرضاع مايحرم من النسب))۔ فلو أرضعت إمرأة صبيا، حرم عليه زوجة زوج المرضعة الذى نزل لبنها منه، لأنها إمرأة أبيه من الرضاعة ويحرم على زوج المرضعة إمرأة هذا الصبى، لأنها إمرأة إبنه من الرضاعة، وحرم على هذا الصبى أيضا بنات المرضعة وبناتهن، لأنهن أخواته وبنات أخواته، وهكذا الباقى۔

● : (وفى الموسوعة الكويتية: المحرمات، فقرة: 13، 216-217/36) دیکھیں حوالہ: 7

(2) فروع الزوجۃ:

● بیوی کی حقیقی فروع:

(42) : (وفى الموسوعة الكويتية: المحرمات، فقرة: 11، 215/36) فروع الزوجة وهن

بناتها و بنات بناتها بنات أبنائها أو ن نزلن۔ لأنهن من بناتها بشرط الدخول بالزوجة۔

● : (وفی الدر المختار: 30/3) وحرم المصاهرة بنت زوجته الموطوءة۔

● : (وفی الهندية: 274/1) ألقسم الثانی المحرمات بالصهرية وهی أربع فرق... (الثانية) بنات الزوجة وبنات أولادها وإن سفلن۔

(43): (وفی الأحوال الشخصية: 87/1) يحرم علی الرجل أن يتزوج: بنت زوجته التی دخل بها وهو مشتهی وهی مشتهاة سواء كان فی نكاح صحيح أو فاسد۔

(44): (وفی الموسوعة الكويتية: المحرمات، فقرة: 11، 215/36) دیکھیں حوالہ: 42

● : (وفی الهندية: 274/1) ألقسم الثانی المحرمات بالصهرية وهی أربع فرق... (الثانية) بنات الزوجة وبنات أولادها وإن سفلن بالشرط الدخول بالأم۔

● : (وفی الدر المختار: 30/3) وحرم المصاهرة بنت زوجته الموطوءة۔ (الموطوءۃ کی قید احترازی ہے، مؤلف)

(45): (وفی علم الفقه: 718/6، دار الاشاعت، کراچی) جس عورت سے نکاح صحیح ہو چکا ہو، اس سے اگر خلوت صحیح ہوجائے تو وہ بھی مدخولات میں شامل ہوجائے گی، (بعض فقہاء کی کتابوں میں اس مسئلہ کو اختلافی لکھا ہے، حالانکہ یہ صحیح ہے کہ خلوت صحیحہ میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، اختلاف خلوت فاسدہ میں ہے۔ حاشیہ) جس عورت کے ساتھ نکاح صحیح ہو چکا ہے، مگر خلوت صحیحہ نہیں ہوئی، اس عورت کی اولاد حرام نہیں ہے

۔

● : (وفی الشامية: 30/3) (قوله بنت زوجة الموطوءة) أی سواء كانت فی حجره أی كنفه و نفقته أو لا، ذكر الحجر فی الآية خرج مخرج العادة أو ذكر للتشنيع عليهم كما فی البحر۔ وإحترز بالموطوءة عن غيرها، فلا تحرم بنتها بمجرد العقد۔ و فی ح عن الهندية أن الخلوة بالزوجة لا تقوم مقام الوطء فی تحريم بنتها۔ قلت: لكن فی التجنيس عن إجناس الناطفی قال فی نوادر ابی يوسف إذا خلا بها فی صوم رمضان أو حال إحرامه لم يحل له أن يتزوج ل بنتها۔ و قال محمد يحل فإن الزوج لم يجعل واطئا حتی كان لها نصف المهر۔ و ظاهره أن الخلاف فی الخلوة الفاسدة، أما الصحيحة، فلا خلاف فی أنها تحرم البنت تامل و سياتی تمام الكلام عليه فی باب المهر عند ذكر أحكام الخلوة۔

● : (وفی الحوال الشخصية: مادة: 23، 87/1) يحرم علی الرجل أن يتزوج: بنت زوجته التی دخل بها، وهو مشتهی وهی مشتهاة، سواء كان فی نكاح صحيح أو فاسد فإن دخل بها وهو

غیر مشتھی أو ھی غیر مشتھاۃ أو ماتت قبل الدخول أو طلقھا ولم یکن دخل بھا فلا یحرم علیہ بنتھا۔

(46): (وفی المحمودیۃ: 318/11) منکوحہ فاسدہ کی بیٹی سے نکاح۔ سوال: زید، جمیلہ بیوہ کے گھر سکونت پذیر ہے اور جمیلہ اپنے نفس کا واک اختیار زید کو دے دیتی ہے اور وہ زید مذکور قبول کر لیتا ہے اور جمیلہ مذکورہ کو اپنی بیوی جان کر اس کے ساتھ جماع کرتا رہتا ہے، مگر ایجاب وقبول کے وقت شاہد موجود نہیں ہیں، بعد میں یہ عورت لوگوں کو کہتی ہے کہ میں نے اپنے نفس کا واک زید کو دے دیا ہے، اب یہ نکاح بلا شہود فاسد ہے یا کہ صحیح؟ اگر فاسد ہے تو زید جب جمیلہ کے ساتھ جماع کرتا رہا، ساتھ نکاح فاسد کے تو جمیلہ مذکورہ کی بیٹی جو بکر سے ہے، زید مذکور نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر نکاح کر لیوے تو نکاح بیٹی کا باطل ہوتا ہے یا کہ درست ہے؟

جواب: الجواب حامدا ومصلیا: بلا گواہوں کے نکاح جائز نہیں، لہٰذا یہ نکاح صحیح نہیں ہوا اور اس جماع کی وجہ سے زید اور جمیلہ سخت گناہ گار ہوئے۔ ان دونوں کی علیحدگی اور متارکت واجب ہے، جب زید جمیلہ سے جماع کر چکا ہے تو جمیلہ کی اولاد خواہ کسی سے ہو، زید پر حرام ہے، لہٰذا زید کا نکاح جمیلہ کی بیٹی سے جو بکر سے ہے ہرگز جائز نہیں۔

● : (وفی الشامیۃ: 31/3) إن وطء الأمھات یحرم البنات ونکاح البنات یحرم الأمھات۔

(47): (وفی بدائع الصنائع: 2/293-292) ولا خلوۃ فی النکاح الفاسد لأن الوطیء فیہ حرام فکان المانع الشرعی قائما۔

● : (نوٹ) لیکن علم الفقہ کی عبارت سے یہ معلوم ہوتا کہ نکاح فاسد کی خلوت بھی قائم مقام دخول کے ہے، چنانچہ علم الفقہ میں ہے (علم الفقہ: 719) ''جس عورت کے ساتھ نکاح فاسد ہوا اور نوبت خاص استراحت کی یا ان چیزوں کی نہ آئی ہو جو قائم مقام خاص استراحت کے ہیں تو اس عورت کی اولاد حرام نہ ہوگی۔''

(48): (وفی علم الفقہ: 719/6، دار الاشاعت، کراچی) دوسری شرط یہ ہے کہ عورت ومرد دونوں میں نفسانی کیفیت کا جوش پیدا ہو چکا ہو یعنی بالغ ہوں یا قریب بلوغ کے ہوں، اگر نابالغ مرد کسی بالغ عورت سے یہ باتیں کرے، گو عورت میں اس وقت نفسانی جوش موجود ہو تو یہ امور قائم مقام خاص استراحت کے نہ ہوں گے۔ اسی طرح اگر عورت نابالغ ہو اور مرد بالغ تب بھی یہ امور قائم مقام خاص استراحت کے نہیں ہیں۔

● : (وفی الأحوال الشخصیۃ: مادۃ: 23، 96/1) ویشترط فی التحریم بالدخول: أن یکون ھو

مشتھی وھی مشتھاۃ أیضا بأن کانا بالغین أو مراھقین فإن کان کل منھا غیر مشتھی وقتہ أو مشتھی وھی غیر مشتھاۃ أو بالعکس وحصلت الفرقۃ بینھما، فلا تثبت التحریم ولو بعد الدخول، فإذا تزوج صغیرۃ لا تشتھی، فدخل بھا وطلقھا وانقضت عدتھا فتزوجھا بغیرہ، وأتت منہ ببنت جاز للأول التزوج ببنتھا لعدم الإشتھاء ومثلہ: ما إذا تزوج صغیر إمرأۃ مشتھادۃ ودخل بھا، وإفترقا قبل إشتھاہ وکان لھا بنت جاز لہ التزوج بھا وبنت خمس لا تکون مشتھاۃ إتفاقا وبنت تسع فصاعدا مشتھاۃ إتفاقا وفیھا بین الخمس والتوع إختلاف الروایۃ والمشایخ والأصح أنھا لا تثبت الحرمۃ والذی حققہ إبن عابدین فی الغلام: أنہ یکون مراھقا إذا بلغ سنۃ إثنتی عشرۃ سنۃ ومثل ھذا: ما إذا وقعت الفرقۃ بینھما قبل الدخول بأن ماتت المرأۃ أو طلقھا قبلہ فلا تحرم علیہ بنتھا لا شتراط الدخول فی الآیۃ ولم یوجد۔

● : (وفی الشامیۃ: 30/3) ویشترط وطؤھا فی حال کونھا مشتھاۃ، أما لو دخل بھا صغیرۃ لا تشتھی تطلقھا فاعتدت بالأشھر ثم تزوجت بغیرہ، فجاء ت ببنت حل لواطی ء أمھا قبل الإشتھاء التزوج بھا کما یأتی متنا۔

● : (وفی الھندیۃ: 275/1) فلو جامع صغیرۃ لا تشتھی لا تثبت الحرمۃ... وکذا تشترط الشھوۃ فی الذکر حتی لو جامع ابن أربع سنین زوجۃ أبیہ لا تثبت بہ حرمۃ المصاھرۃ۔

● بیوی کے سوتیلے فروع:

(49) : (و فی فتاوی رحیمیۃ: 195/8) اپنی بیوی کے پہلے شوہر کی لڑکی سے نکاح کرنا کیسا ہے؟

سوال: ایک آدمی اپنی عورت کے پہلے شوہر کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو ان دونوں کو نکاح میں جمع کرنا کیسا ہے۔

جواب: الجواب حامدا ومصلیا: کرسکتا ہے۔ (شرح وقایۃ 5/2، لا بین إمرأۃ و بنت زوجھا محرمات)

● مزنیہ کے فروع:

(50): (وفی الاحوال الشخصیۃ: مادہ: 24، 97/1) یحرم علی الرجل أن یتزوج أصل مزنیۃ و فرعھا۔

● : (وفی الشامیۃ: 32/3) قال فی البحر: أراد بحرمۃ المصاھرۃ الحرمات الأربع... وحرمۃ أصولھا وفروعھا علی الزانی نسباً و رضاعاً۔

● : (وفی الھندیۃ: 274/1) فمن زنیٰ بامرأۃ حرمت علیہ أمھا وان علت وابنتھا وان سفلت۔

● : (وفی علم الفقه: 718/6) مدخولات کے فروع سے مراد ان عورتوں کی اولاد ہے، جن سے خاص استراحت کی نوبت آچکی ہو، خواہ بذریعہ نکاح یا بطور زنا کے۔

● : (وفی الشامیة: 32/3) قوله وحرم أیضاً بالصهریة أصل مزنیته، قال فی البحر: أراد بحرمة المصاهرة... وحرمة أصولها وفروعها علی الزانی نسباً ورضاعاً۔

● بیوی کے رضاعی فروع:

(51): (وفی أحسن الفتاوی: 78/5) ربیبہ رضاعیہ کا حکم۔ سوال: اگر کسی شخص نے عورت ذات لبن کو طلاق دی، اس عورت نے کسی دوسری لڑکی کو دودھ پلایا، پھر اس مرضعہ نے زوج ثانی سے نکاح کیا تو یہ رضیعہ زوج ثانی کے لیے حلال ہوگی؟ قیاس تو حرمت کو چاہتا ہے، کیونکہ لبن اگرچہ زوج ثانی سے نہیں، مگر یہ رضیعہ زوج ثانی کے لیے ربیبہ کے حکم میں ہے، شامیه 422/2 پر درمختار کی یہ عبارت طلق ذات لبن فاعتدت وتزوجت بآخر فحبلت وأرضعت، فحکمه من الأول لأنه منه بالیقین فلا یزول بالشک ویکون ربیبا للثانی۔ بھی اسی پر دال ہے مگر شامیہ میں اسی موقع پر (قوله فتح) کے تحت صورت مسئولہ میں حلت تحریر فرمائی ہے۔ ونصها وأن ما فی الخلاصة من أنها لو رضعت لابلبن الزانی، تحرم علی الزانی مردود؛ لأن المسطور فی الکتب المشهورة، أن الرضیعة بلبن غیر الزوج لاتحرم علی الزوج؛ کما تقدم فی قوله: طلق ذات لبن۔ الخ۔ وکلام الخلاصة یقتضی تحریمها بالاولی۔ الخ۔ نیز شامی نے طلق ذات لبن الخ سے حلت ثابت کی ہے، حالانکہ اسی عبارت سے حرمت ثابت ہوتی ہے، کیونکہ اس عبارت میں زوج ثانی کے لیے ربیب ہونے کی تصریح ہے۔

جواب: الجواب حامداو مصلیا: یہ لڑکی زوج ثانی کی ربیبہ ہے، اس لیے بیوی سے وطی کے بعد اس پر حرام ہوجائے گی۔ قبل الدخول حرام نہیں، ان المسطور فی الکتب المشهورة الخ۔ میں حرمت لبن فحل کی نفی مقصود ہے، ربیبہ ہونے کی وجہ سے بعد الدخول حرمت ثابت ہوجائے گی، قال ابن الهمام رحمه الله تعالی، تحت (قوله: الاأم أخته من الرضاع) له إبن من النسب له أخت من الرضاع بأن إرتضع مع أجنبیة من لم تکن إمرأة أبیه حلت لأبیه لأنها لیست بنته من الرضاع بأن ولا ربیبته (فتح القدیر: 8/3) وفی رضاع الشامیة، تحت (قوله: ولبن بکر) والحرمة لا تتعدی الی زوجها، حتی لو طلقها قبل الدخول له التزوج برضیعتها لأن اللبن لیس منه وقهستانی ط أما لو طلقها بعد الدخول فلیس له التزوج بالرضیعة لأنها صارت من الربائب التی دخل بأمها بحر عن الخانیة۔ (ردالمحتار 443/2) وفی محرمات العلامة الحصکفی علیہ الرحمۃ وحرم بالمصاهرة

بنت زوجته الموطوءة (إلى قوله) وحرم الكل مما مر تحريمه نسبا ومصاهرة رضاعا وفى الشامية يعنى يحرم من الرضاع (إلى قوله) وفروع زوجة۔ (ردالمحتار 303/2)

● : (وفى الشامية: 31/3) قوله نسباً تميز عن النسبت تحريم للضمير المضاف اليه... يعنى يحرم من الرضاع أصوله وفروعه... وفروع زوجته وأصولها۔

● : (وفى الهندية: 277/1) دیکھیں حوالہ: 41

● : (وفى الموسوعة الكويتية: المحرمات، فقرة: 27، 251/22) الرضاع المحرم الطارئ على النكاح يقطعه كما يمنع ابتدائه؛ لأن أدلة التحريم لم تفرق بين رضاع مقارن وبين طارئ عليه ثم قد يقتضى الرضاع الطارئ على النكاح مع القطع حرمة مؤبدة وقد لا يقتضى ذلك۔ فإذا كانت عنده زوجة صغيرة فأرضعتها امرأة تحرم عليه بنتها كأمه من النسب أو الرضاع أو جدته أو بنته أو حفيدته أو زوجة أبيه أو زوجة ابنه أو زوجة أخيه بلبانهم رضاعا محرما انفسخ النكاح وحرمت عليه حرمة مؤبدة، لأنها صارت أخته أو عمته أو خالته أو حفيدته أو بنت ابنه أو ابنة أخيه۔ أما إن كان اللبن من غير الأب والابن والأخ فلا يؤثر؛ لأن غايته أن تكون ربيبة لهم وليست بحرام عليهم ۔ وإن أرضعتها زوجة له أخرى فسد نكاح الكبيرة المرضعة فى الحال وحرمت عليه مؤبدا باتفاق الفقهاء؛ لأنها صارت أم زوجته والأم تحرم بنكاح البنت لقوله تعالى: وأمهات نسائكم ولم يشترط الدخول بها أما الصغيرة فإن أرضعتها بلبن الزوج أو دخل بالمرضعة انفسخ النكاح وحرمت عليه مؤبدا، لأنها صارت بنته بالرضاع أو ربيبة دخل بأمها ۔ أما إن أرضعت بلبن غيره ولم يدخل بالمرضعة فلم تحرم عليه مؤبدا وهذا محل اتفاق بين الفقهاء؛ لأنها ربيبة لم يدخل بأمها ۔ والله يقول: فإن لم تكونوا دخلتم بهن فلا جناح عليكم وانفسخ النكاح عند جمهور الفقهاء؛ لأن اجتماع الأم والبنت فى نكاح ممتنع.

(3) زوجۃ الاصول:

(☆): (وفى علم الفقه: 719/6) اپنے اصول کے مدخولات ومنکوحات سے مراد وہ عورتیں ہیں، جن سے اپنے باپ، دادا، نانا، پرنانا وغیرہ نے خاص استراحت کی ہو۔

● : (وفى الدر مع الرد: 32/3) وحرم المصاهرة... زوجة أصله وفرعه مطلقاً دخل بها أو لا۔ (وفى الشامية) لقوله تعالى: ولا تنكحوا ما نكح أباؤكم۔

● : (وفى الهندية: 274/1) القسم الثانى المحرمات بالصهرية وهى أربع فرقٍ... ألرابعة

نساء الأباء والأجداد من جهة الأب والأم۔

● : (وفی فتاوی دار العلوم دیوبند: 285/7، مکتبہ حقانیہ) دادا کی موطوءہ سے نکاح جائز نہیں، خواہ وہ درمیان میں مرتد ہوگئی ہو۔

سوال: زید نے نوے سال کی عمر میں ایک سترہ سالہ عورت سے نکاح کیا، چند سال نہ گزرے تھے کہ وہ راہی ملک عدم ہوا، عورت مذکورہ شوالہ میں جا کر شدہ ہوگئی اور بت پرستی کرنے لگی، زید کے پوتہ نے کوشش کی اور وہ مسلمان ہوگئی اور سوتیلے پوتہ سے ناجائز تعلق کرلیا، آیا زید پر عورت کا ارتداد کوئی ایسا اثر پیدا کرسکتا ہے جو دادی اور پوتہ کے رشتہ کو منقطع کردے؟

جواب: الجواب حامدا ومصليا: ارتداد کے بعد جب وہ عورت مسلمان ہوگئی تو جو حرمت مصاہرت پہلے تھی وہ قائم ہے، زید کے پوتہ کے اوپر وہ عورت ہمیشہ کے لیے حرام قطعی ہے۔ لقوله تعالىٰ: ولا تنكحوا ما نكح أباؤكم من النساء۔ الآية۔

● حقیقی اصول:

(52): (وفی الموسوعة الكويتية: المحرمات، فقرة: 9، 213/36) زوجة الأصل: وهو الأب، وإن علا، سواء أكان من العصبات كأبی الأب، أم من ذوی الأرحام كأبی الأم، وبمجرد عقد الأب عليها عقداً صحيحاً تصبح محرمة على فرعه، وإن لم يدخل بها، لقوله تعالىٰ: {وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَآؤُكُم مِنَ النِّسَآءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ} ولا يدخل فی التحريم أصول هذا المرأة، ولا فروعها۔

● : (وفی الهندية: 274/1) القسم الثانی: المحرمات بالصهرية... والرابعة نساء الآباء والأجداد من جهة الأب أو الأم فهؤلآء محرمات على التابيد نكاحاً ووطأ... وتثبت حرمة المصاهرة بالنكاح الصحيح دون الفاسد۔

(53): (وفی الموسوعة الكويتية: المحرمات، فقرة: 9، 213/36) دیکھیں حوالہ: 50

● : (وفی الدر مع الرد: 32/3) وحرم المصاهرة... زوجة أصله وفرعه مطلقاً دخل بها أو لا۔
(وفی الشامية) لقوله تعالىٰ: ولا تنكحوا ما نكح أباؤكم۔

● : (وفی علم الفقه: 719/6) اپنے اصول کے مدخولات و منکوحات سے مراد وہ عورتیں ہیں، جن سے اپنے باپ، دادا، نانا، پرنانا وغیرہ نے خاص استراحت کی ہو، گو بطور زنا کے یا ان سے نکاح صحیح ہو چکا ہو۔ گو نوبت خاص استراحت کی اور ان چیزوں کی نہ آئی ہو جو قائم مقام خاص استراحت کے ہیں۔

● : (وفی الشامیۃ: 31/3) وتحرم الزوجۃ الأصل و الفرع بمجرد العقل

● سوتیلے اصول:

(54) : (وفی فتاوی فریدیۃ: 445/4) **سوتیلے باپ کی بیوی اور بیٹی سے نکاح کا مسئلہ۔** سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دو بھائی عبداللہ اور شریف اللہ ہیں، عبداللہ نے ایک عورت شریفہ سے نکاح کیا اور اس کا ایک بیٹا عابد پیدا ہوا، عبداللہ فوت ہوکر شریفہ کو شریف اللہ نے نکاح میں لے لیا، شریفہ بھی فوت ہوکر شریف اللہ نے زینب سے دوسرا نکاح کیا، جس کی عابدہ بیٹی پیدا ہوئی، پھر شریف اللہ بھی فوت ہوا، اب عابد کا نکاح زینب یا عابدہ سے ہوسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: چچا کی بیوی اور چچا کی بیٹی سے نکاح جائز ہے، یہ دونوں محارم میں سے نہیں ہیں، ناکح کی والدہ کا ناکح کے چچا سے نکاح کرنا اس حلت کے لیے ضرر رساں نہیں ہے۔

● : (وفی کفایت المفتی: 35/5) **سوتیلے باپ کی دوسری بیوی سے نکاح کا حکم۔** سوال: زید ہندہ کا لڑکا ہے زید کا باپ مر گیا، ہندہ نے دوسرے سے نکاح کر لیا اور اس کے ایک عورت اور بھی ہے، یعنی ہندہ خاوند ثانی کے پاس ہندہ کے علاوہ ایک عورت اور ہے، ہندہ کا خاوند ثانی بھی فوت ہو گیا، کیا زید اس دوسری بیوی سے یعنی اپنی ماں کی سوکن سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: زید اپنی ماں کی سوکن یعنی سوتیلے باپ کی دوسری بیوی سے نکاح کر سکتا ہے، کیونکہ وہ اس کی محرمات میں داخل نہیں ہے۔

● زنا کے اصول:

(55) : (وفی المحمودیۃ: 357/11) **زانی کے انتقال کے بعد اس کی بیوی سے مزنیہ کی اولاد کا نکاح۔**

سوال: زید نے ہندہ سے زنا کیا تھا، ہندہ عمر کی منکوحہ تھی، پھر زید مر گیا، اس کے مرنے کے بعد ہندہ کے لڑکے نے جو عمر کے نطفہ سے تھا زید مذکور کی بیوی سے نکاح کیا، کیا شرعاً یہ نکاح درست ہے؟

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: اس زنا سے عمر کے لڑکے اور زید کی بیوی میں حرمت کا کوئی تعلق نہیں ہوا، لہٰذا یہ نکاح درست ہے۔

● رضاعی اصول:

(56) : (وفی الحقانیۃ: 403/4) **رضاعی باپ کی منکوحہ سے نکاح کرنا۔** سوال: ایک لڑکے نے کسی شخص کی بیوی کا دودھ مدت رضاعت میں پیا تھا، اب وہ بالغ ہو چکا ہے اور اس شخص کی دوسری بیوی سے نکاح

کرنا چاہتا ہے، کیا یہ لڑکا اس شخص کی دوسری بیوی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: یہ شخص اس لڑکے کا رضاعی باپ ہے تو جس طرح اپنے نسبی باپ کی موطوءۃ سے نکاح کرنا جائز نہیں تو اسی طرح رضاعی باپ کی موطوءۃ سے بھی نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔

قال ابن عابدین: (تحت قوله: ما يحرم من النسب) معناه أن الحرمة بسبب الرضاع معتبرة بحرمة النسب، فشمل زوجة الإبن والأب من الرضاع لأنها حرام بسبب النسب، وكذا بسبب الرضاع وهو قول أكثر أهل العلم، كذا في المبسوط بحر۔ (رد المحتار: 557/2، باب الرضاع)

● : (وفي أحسن الفتاوى: 83/5) رضاعی باپ اور بیٹے کی بیوی حرام ہے۔ سوال: سننے میں آیا ہے کہ آپ نے ابن واب رضاعی کی بیوی کی حلت کا فتوی دیا ہے، حالانکہ شامیہ وغیرہ کتب معتبرۃ میں اس کی حرمت کی تصریح ہے؟

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: خیر المدارس ملتان سے ایسی تحریر موصول ہوئی تھی، اس میں فتح القدیر کتاب الرضاع کی بحث منقول تھی، اس وقت اصل کتاب میرے پاس نہیں تھی، اس لیے تحریر مذکور دیکھ کر میں نے حلت کا فتوی دیا یا بعد میں ایک عزیز کے متوجہ کرنے پر اصل کتاب میں مقام مذکور و دیگر متعلقہ مقامات کے ملاحظہ سے ثابت ہوا کہ ابن ہمام رحمہ اللہ تعالی بھی حرمت ہی کے قائل ہیں اور انہوں نے کتاب الرضاع میں حرمت پر اشکال محض بحثاً ذکر فرمایا ہے، نقل مذہب نہیں۔ فصل محرمات میں بیان مذہب پر ان کی صریح عبارت ہے: ونصه وكما تحرم حليلة الإبن من النسب تحرم حليلة الابن من الرضاع، وذكر الأصلاب في الآية، لإسقاط حليلة المتبنى، وذكر بعضهم فيه خلافا للشافعي رحمه الله تعالى والمنقول عنهم أن ذكر الأصلاب لاحلال، حليلة المتبنى لا، لاحلال حليلة الإبن من الرضاع كمذهبنا، فلا خلاف (فتح القدير 360/2) اور علامہ شامی رحمہ اللہ تعالی یحرم من الرضاع ما يحرم من النسب کے تحت فرماتے ہیں: فشمل زوجة الإبن والأب من الرضاع لأنها حرام بسبب النسب فكذا بسبب الرضاع وهو قول أكثر أهل العلم كذا في المبسوط بحر وقد إستشكل في الفتح الإستدلال على تحريمها بالحديث۔ الخ (رد المحتار: 439/2) حرمت کا فتویٰ تحریر کرنے کے بعد ابن ہمام کا صرف اشکال ذکر کیا ہے یعنی شامی رحمہ اللہ تعالی بھی اس کو ابن ہمام رحمہ اللہ تعالی کا فتویٰ نہیں سمجھتے، صرف اشکال سمجھتے ہیں، اس اشکال کے جواب میں حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: وقد سها فيه الشيخ ومنشؤه أنهم ذكروا الصورة المذكورة في باب المصاهرة، فظن أن الحرمة فيها من قبل الصهر فقط، مع أن النسب أيضا دخيل فيها، كما تدل

علیہ إضافة المرأة ألی الإبن فحرمة زوجة الإبن علی الأب من جهتین لأجل الصهر ولکونها زوجة لأبنه أیضا وکذا حرمة زوجة الأب علی الإبن، لکونها إمراۃ لأبیه أیضا، ففی إضافة المرأة إلی الإبن والأب إشعار بأن النسب ایضا مراعی، فر هاتین الحرمتین، فانحل الأشکال بلا قیل وقال۔ (فیض الباری:385/3) غالباً اسی بناء پر علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ تعالی صھر کو بھی نسب میں داخل فرما رہے ہیں: ونصه أی حرم بسبب الرضاع ما حرم بسبب النسب قرابة وصهرية۔ (البحر الرائق 222/3)

حاصل یہ کہ اب وابن رضاعی کی بیوی بالاتفاق حرام ہے، بلکہ تفسیر قرطبی (116/5) اور تفسیر مظہری (62/2) میں اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ وقال الحافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی: هو قول الجمهور ومن الناس من یحکیه إجماعا۔ (تفسیر ابن کثیر 472/2)

(57): (وفی علم الفقه: 719/6) اپنے اصول کے مدخولات ومنکوحات مراد وہ عورتیں ہیں، جن سے اپنے باپ، دادا، نانا، پرنانا وغیرہ نے خاص استراحت کی ہو گو بطور زنا کے۔

● : (وفی الشامیة: 28/3) وتحرم موطوءات آبائه وأجداده وإن علوا ولو بزنی والمعقودات لهم علیهن بقصد صحیح

(4) زوجۃ الفروع:

(☆): (وفی الموسوعة الکویتیة: محرمات، فقرہ: 12، 216/36) زوجة الفرع: أی زوجة إبنه أو إبن إبنه أو إبن بنته مهما بعدت الدرجة۔

● : (وفی فتاوی رحیمیة: 212/8) نواسہ اور پوتے کی بیوی محرمات سے ہے یا نہیں۔ سوال: نواسہ او رپتے کی بیوی سے پردہ ہے یا نہیں؟ وہ محرمات میں سے ہے یا نہیں؟

جواب: الجواب حامدا ومصلیا: نواسہ اور پوتے کی بیوی سے پردہ نہیں ہے، وہ محرمات میں سے ہے۔ قوله تعالی: حلائل أبنائکم یعنی بیٹے کی بیوی سے نکاح حرام ہے اور بیٹے کے عموم میں پوتا نواسہ بھی داخل ہے، لہذا ان کی بیبیوں سے بھی نکاح جائز نہ ہوگا، روح المعانی میں ہے۔ ثم یراد بالأبناء الفروع، فتحرم حلیلة الإبن السافل علی الجد الإعلی وکذا إبن البنت إن سفل۔ (روح المعانی: 360/4، سورۃ نسآء)

● حقیقی فروع کی بیوی:

(58): (وفی الاحوال الشخصیة: مادہ: 23، 87/1) وتحرم علیه۔۔۔۔۔وزوجة فرعه وإن

سفل و أصله وإن علا ولو لم يدخل بها في النكاح الصحيح۔

● : (وفي الهندية: 274/1) حليلة الابن وابن الابن وابن البنت وان سفلوا دخل الابن أم لا۔

(59): (وفي الموسوعة الكويتية: محرمات، فقرہ: 12، 216/36) زوجة الفرع: أي زوجة إبنه أو إبن إبنه أو إبن بنته مهما بعدت الدرجة سواء دخل الفرع بزوجة أو لم يدخل بها لقوله تعالى: وحلائل أبنائكم الذين من أصلابكم۔

● : (وفي الشامية: 31/3) وتحرم زوجة الأصل والفرع بمجرد العقد دخل بها أو لا۔

● : (دیکھیں حوالہ: 58)

● سوتیلے فروع کی بیوی:

(60) : (وفي الشامية: 31/3) قوله: وأما بنت زوجة أبيه أو ابنه فحلال... ولا زوجة الربيب ولا زوجة الراب۔

● : (وفي خير الفتاوى: 305/4) سوتیلے بیٹے کی بیوی سے نکاح جائز ہے۔ سوال: عبدالحمید کی بیوی فوت ہوگئی تو اس نے ایک بیوہ عورت سے شادی کرلی، اس بیوہ کے ساتھ ایک لڑکا تھا، اس کی بھی شادی کردی گئی، پھر یہ لڑکا بھی فوت ہوگیا، کیا عبدالحمید اس لڑکے کی بیوہ سے شادی کرسکتا ہے؟

جواب: الجواب حامداً ومصلیا: عبدالحمید کا اپنے سوتیلے بیٹے کی بیوہ سے نکاح جائز ھے۔ وحلائل أبنائكم الذين من أصلابكم إلى أن قال وذكر الأصلاب لإسقاط حليلة الإبن المتبنى۔ (فصل، في المحرمات شامیہ: 302/2)

● : (وفي المحمودية: 292/11) زوجہ ربیب سے نکاح۔ سوال: 1۔۔۔۔ زید نے ایک عورت سے نکاح کیا، جس کے ساتھ ایک لڑکا بھی ہے، زید نے اس لڑکے کا بھی نکاح کردیا، اس کے بعد وہ عورت ولڑکا فوت ہوگیا تو زید سوتیلے بیٹے کی بیوی سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

2۔۔۔۔ اگر اس لڑکے کی والدہ زندہ اور زید کے نکاح میں ہو، جب بھی زید اپنے اس سوتیلے لڑکے کی بیوی سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: الجواب حامدا ومصلیا: 1۔۔۔۔ اگر کوئی اور مانع شرعی موجود نهیں تو کر سکتا ھے لقوله تعالى: (وأحل لكم ما وراء ذلكم) سوتیلا بیٹا شرعی بیٹا نهیں، که اس کی بیوی سے نکاح ناجائز هو۔

2۔۔۔۔ اس صورت میں بھی یہ نکاح جمع جائز ھے، اس لڑکے کی والدہ اور اس کی بیوی

میں کوئی اور مانع نکاح رشتہ داری نہ ہو۔ "فجاز الجمع بین إمرأۃ وبنت زوجھا أو إمرأۃ إبنھا ،الخ"۔ (درمختار: 188/1)

● : (وفی أحسن الفتاوی: 92/5) زوجہ ربیب حلال ہے۔ سوال: زید کے ربیب نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی یا وہ مر گیا تو اس کی بیوی سے زید نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: الجواب حامدا ومصلیا: ربیب کی بیوی حلال ہے اس سے نکاح کر سکتا ہے۔ قال فی الشامیۃ: معزیا إلی الخیر الرملی تحت (قولہ: وأما بنت زوجۃ إبیہ أو إبنہ فحلال) ولا تحرم زوجۃ الربیب ولا زوجۃ الراب۔ (ردالمحتار: 303/2)

● : (وفی امداد الفتاوی: 258/2) سوال: زید اپنے ربیب کی مطلقہ سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: الجواب حامدا ومصلیا: کر سکتا ہے بلکہ اپنی بیوی کے ساتھ جمع بھی کر سکتا ہے، کیونکہ زید کی بیوی اور اس کے ربیب کی بیوی میں ایسا کوئی علاقہ نہیں کہ جس کو مرد فرض کریں دوسرے سے نکاح حرام ہو۔

● متبنیٰ کی بیوی:

(61) : (وفی الموسوعۃ الکویتیۃ: محرمات، فقرہ: 12، 216/36) وقیدت الآیۃ أن یکون الأبناء من الأصلاب لإخراج الأبناء بالتبنی۔

● : (وفی الشامیۃ: 31/3) وذکر الأصلاب لإسقاط حلیلۃ الإبن المتبنی لا، لا حلال حلیلۃ الإبن رضاعا، فإنھا تحرم کالنسب۔

● : (وفی الھندیۃ: 274/1) ولا تحرم حلیلۃ الابن المتبنّی علی الأب المتبنی۔

● زنا کے فروع کی بیوی:

(62) : (وفی الدر مع الرد: 29/3) وزوجۃ أصلہ وفرعہ مطلقا فی رد المحتار، قولہ: ولو من زنا أی بأن یزنی الزانی ببکر ویمسکھا حتیٰ تلد بنتا بحر عن الفتح قال الحانوتی لا یتصور کونھا إبنتہ من الزنا إلا بذٰلک إذ لا یعلم کون الولد منہ إلا بہ اھ أی لأنہ لو لم یمسکھا یحتمل أن غیرہ زنی بھا بعدم الفراش النافی لذلک الإحتمال اھ قولہ: وزوجۃ أصلہ وفرعہ إلی قولہ: وذکر الأصلاب (أی فی الأیۃ) لإسقاط حلیلۃ الإبن المتبنی لا لا حلال حلیلۃ الإبن رضاعاً، فإنھا تحرم، کالنسب بحر وغیرہ اھ، وکذا حلیلہ الإبن من زنا کما مر فی بنت أخیہ وأختہ وبنتھا۔

● : (وفی کفایت المفتی: 182/5) زانی اپنے ناجائز لڑکے کی بیوی سے طلاق کے بعد نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

سوال: : 1 مسمی شیر محمد کا مسماۃ روشن ایک عورت سے بلا نکاح ناجائز تعلق تھا، اس حالت میں اس کے بطن سے باقر نامی لڑکا پیدا ہوا، بعد ازاں شیر محمد مذکور کا ایک دوسری عورت مسماۃ نشان کے ساتھ بلا نکاح ناجائز تعلق ہوا، پھر باقر کا دوسری عورت مسماۃ نشان کے ساتھ نکاح ہوا، بدیں وجہ شیر محمد اور باقر کے درمیان جب جھگڑا ہوا تو باقر سے طلاقیں لی گئیں، بعد انقضاء عدت شیر محمد اس مزنیہ مسماۃ نشان سے نکاح کرنا چاہتا ہے، آپ از روئے شرع شریف مطابق اہل سنت والجماعۃ فتویٰ دیں، کہ شیر محمد کا مسماۃ روشن کے ساتھ نکاح نہ ثابت ہونے کی صورت میں مسماۃ نشان کے ساتھ نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

:2 روشن کے عدم نکاح کا فیصلہ دینے کے لیے شریعت غراء میں کس ثبوت کی ضرورت ہے، کیونکہ اہل بصیر پور کو نکاح یا عدم نکاح کا کوئی پتہ نہیں، وجہ یہ ہے کہ وہ باہر شہر سے کچھ عرصہ لیے پھرا اور بصیر پور میں نکاح نہیں ہوا، نیز یہ عرض ہے کہ شیر محمد پر جب ناجائز تعلق کرنے کے الزام پر مقدمہ کیا گیا تو حاکم کے روبرو شیر محمد اور روشن نے اپنے نکاح اعتراف کیا تھا، اس کا جواب شیر محمد یہ دیتا ہے کہ میں نے جھوٹ بولا تھا۔

جواب: **الجواب حامدا و مصلیا:** جس طرح مسماۃ نشان باقر کے لیے حرام تھی، اسی طرح وہ اب شیر محمد کے لیے (بوجہ موطوءۃ الابن ہونے کے) حرام ہوگئی، ثبوت النسب کے باب میں اگر چہ باقر کا نسب شیر محمد سے ثابت نہ ہو، مگر ثبوت حرمت نکاح میں اس کی اہلیت معتبر ہوگی۔

اگر شیر محمد پہلے اپنے اور روشن کے نکاح کا اعتراف کر چکا ہے تو اب اس کا انکار باقر کے نفی نسب کے حق میں قبول نہیں ہوگا۔

● : (**وفی امداد الفتاوی:346/2) جواز نکاح زانی از زوجہ پسر مزنیہ۔** سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں، ایک مرد (الف) جس کا ایک ناجائز تعلق ایک عورت (ب) سے تھا، یعنی وہ مرد (الف) اس عورت (ب) سے زنا کرتا تھا اور عورت (ب) کا شوہر (ج) اچھا خاصہ مرد تھا یعنی وہ سست نہیں تھا تو اس عورت سے لڑکا (د) پیدا ہوا اور وہ (د) جوان ہو گیا اور اس لڑکے (د) کی شادی کی اس کی ماں (ب) باپ (ج) نے، اب اس لڑکے نے طلاق دے دی یا وہ لڑکا مر گیا، اب ان صورتوں میں اس لڑکے (د) کی بی بی (ھ) سے اس مرد (الف) کا جو اس لڑکے کی ماں سے برا فعل کرتا تھا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

جواب: **الجواب حامدا و مصلیا: فی الدار المختار: بنت أخیه و أخته و بنتها و لو من زنا إلیٰ قوله: و زوجة أصله و فرعه مطلقا فی رد المحتار، قوله: و لو من زنا أی بأن یزنی الزانی ببکر و یمسکها حتیٰ تلد بنتا بحر عن الفتح قال الحانوتی لا یتصور کونها إبنته من الزنا إلا بذلک إذ لا یعلم کون الولد منه إلا به اهـ أی لأنه لو لم یمسکها یحتمل أن غیره زنی بها بعدم الفراش النافی لذلک الإحتمال اهـ قوله: و زوجة أصله و فرعه إلیٰ قوله :و ذکر الأصلاب (أی فی**

الأية) لإسقاط حليلة الإبن المتبنى لا لا حلال حليلة الإبن رضاعاً، فإنها تحرم، كالنسب بحر وغيره اھ. وكذا حليله الإبن من زنا كما مر في بنت أخيه وأخته وبنتها۔ بناء برروایت مذکورہ جواب یہ ہے کہ چونکہ اس لڑکے کا اس زانی کے نطفہ سے ہونا یقینی نہیں، اس لیے اس کی بیوہ بیوی سے بعد انقضائے عدت نکاح کرنا جائز ہے۔

● رضاعی بیٹے کی بیوی:

(63): (وفی الموسوعة الکویتیة: محرمات، فقرہ: 12، 216/36) ولم یخرجوا بھا زوجة الإبن الرضاعی بل ھی محرمة کزوجة الإبن الصلبی مستندین إلی قول النبی ﷺ: (یحرم من الرضعة مایحرم النسب)۔

● : (وفی الدرمع الرد: 213/3) باب الرضاع یحرم منه أی بسببه مایحرم من النسب (وفی الشامیة) قوله مایحرم من النسب معناه أن الحرمة بسبب الرضاع معتبرة بحرمة النسب فشمل زوجة الابن والأب من الرضاع، لأنھا حرام بسبب النسب فکذا بسبب الرضاع۔

● : (وفی أحسن الفتاوی: 83/5) دیکھیں حوالہ: 54

● : (وفی الفتاوی الفریدیة: 159/5) رضاعی بیٹے کی بیوی سے نکاح جائز نہیں۔ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے کے بارے میں کہ دو بھائی ہیں، بڑے بھائی کی بیوی نے چھوٹے بھائی کو دودھ پلایا، اچانک کسی حادثے میں چھوٹا بھائی فوت ہوا، کیا بڑے بھائی کے لیے چھوٹے بھائی کی منکوحہ سے نکاح جائز ہے؟

جواب: الجواب حامداو مصلیا: رضاعی بیٹے کی بیوی محرمات میں سے ہے۔ کما فی الھندیة (366/1) وإمرأة الرضیع حرام علی الرجل۔

● فروع کی مزنیہ:

(64): (وفی الشامیة: 28/3) وموطوءات أبنائه وآباء أولاده وإن سفلوا ولو بزنی۔ کذا المقبلات والملموسات بشھوة لأصوله أو فروعه من قبل أو لمس أصولھن أو فروعھن۔

● : (وفی الفتاوی الرحیمیة: 208/8) مس بالشہوت کرنے والے کا لڑکا ممسوسہ کی لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟ سوال: ایک آدمی مثلاً زید نے ہندہ کو چند سال قبل شہوت کے ساتھ مس کیا ہے، اس کے علاوہ اور کوئی برا کام نہیں ہوا، اب ہندہ کی لڑکی اور زید کے لڑکے کی نسبت (منگنی) ہوگئی ہے اور عنقریب نکاح ہونے والا ہے، شرعاً یہ نسبت صحیح ہے یا نہیں؟ اور زید کے اور ہندہ کی لڑکی کا نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب عنایت فرمائیں۔

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: صورت مسئولہ میں جو نسبت طے ہوئی ہے، وہ زید اور ہندہ کی فروع (اولاد) کے مابین ہے اور ہندہ کی لڑکی زید کے نطفہ سے نہیں ہے تو موجودہ نسبت اور نکاح صحیح ہے۔

مس بالشہوت یا زنا سے ممسوسہ یا مزنیہ عورت زانی کے اصول اور فروع پر حرام ہوجاتی ہے اور اسی طرح ماس (مس کرنے والا) یا زانی مزنیۃ یا ممسوسہ کے اصل وفروع پر حرام ہوجاتا ہے، لیکن زانی یا ماس کے اصول وفروع کے لیے مزنیۃ یا ممسوسہ کے اصول اور فروع حرام نہیں ہوتے، لہٰذا نکاح ہوسکتا ہے، (قوله: وحرم أيضا بالصهرية أصل مزنية) قال في البحر أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع حرمة المرأة على أصول الزاني وفروعه نسبا ورضاعا وحرمة أصولها وفروعها على الزاني نسبا ورضاعا كما في الوطء الحلال ويحل لأصول الزاني وفروعه أصول المزني بها وفروعها اهـ (فصل في المحرمات، شامی: 384/2) شامی کی خط کشیدہ عبارت موجودہ مسئلہ کی واضح دلیل ہے۔

● (وفی فتاوی حقانیہ: 353/4) بیٹے کی مزنیہ سے نکاح کا حکم۔ سوال: ایک لڑکے کے کسی لڑکی کے ساتھ ناجائز تعلقات ہیں، اب چند دن قبل دونوں رنگے ہاتھوں پکڑے گئے علاقائی جرگہ نے یہ فیصلہ کیا ہے اس لڑکی کا اسی لڑکے سے نکاح کردیا جائے لیکن لڑکا کسی صورت میں بھی اس سے نکاح کے لیے تیار نہیں، جبکہ لڑکے کا باپ کہتا ہے کہ میں اس لڑکی سے شادی کے لیے تیار ہوں اب دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ کیا لڑکے (زانی) کے باپ کا نکاح اس لڑکی (مزنیہ) سے جائز ہے یا نہیں؟ فقہ حنفی کی رو سے جواب عنایت فرمائیں؟

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: فقہ حنفی کی رو سے زنا بھی سبب مصاہرت ھے لھٰذا اگر واقعی لڑکے نے اس لڑکی کے ساتھ زنا کا ارتکاب کیا ھو تو یہ لڑکی لڑکے کے باپ کی بمنزلہ بھو (منکوحۃ الابن) کے ھے جبکہ بھو سے نکاح کرنا شرعاً جائز نھیں، اسی وجہ سے بیٹے کی مزنیہ سے اس کا باپ نکاح نھیں کرسکتا۔ كما في الهندية: كذا تحرم المزني بها على آباء الزاني واجداده وإن علووا بنائه وإن سفلوا كذا في فتح القدير۔ (الفتاوى الهندية: ج: 1 كتاب النكاح، الباب الثالث)

❑ اصول الزوجۃ فروع الزوجۃ کے لیے اصول الزوج وفروع الزوج:

(65): (وفي الاحوال الشخصية، مادة: 23، 97/1) فالذي علم مما تقدم: أن الزوجة تحرم

على أصول الزوج وعلى فروعه ويحرم على الزوج أصول الزوجة و فروعها فقط وأما فروع الزوجة وأصولها فلا تحرم على أصول الزوج وفروعه فيجوز أن يتزوج رجلا إمرأة وإبنه أو أبوه أمها أو بنتها من غيره۔

● : (و فی الموسوعة الكويتية: محرمات، فقرة: 12، 216/36) أما أصول زوجة الفرع وفروعها فغير محرمات على الأصل فله أن يتزوج بأم زوجه فرعه أو بإبنها۔

● : (و في فتاوى رحيمية: 191/8) *لڑکے کی ساس کے ساتھ باپ کا نکاح درست ہے یا نہیں؟*

سوال: ایک شخص نے ہندہ کے ساتھ شادی کی، اب اس کا حقیقی باپ ہندہ کی حقیقی ماں یعنی لڑکے کی ساس کے ساتھ نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟ ہندہ اور لڑکا دونوں حیات ہیں اور ہندہ اس کے نکاح میں ہے۔

جواب: الجواب حامدا و مصليا: ھاں کر سکتا ھے، یہ رشتہ حرام نھیں حلال ھے۔ ولا تحرم أم زوجة لإبن۔ یعنی اپنے لڑکی کی عورت کی ماں کے ساتھ نکاح حرام نھیں۔ (شامی :383/2، فصل فی المحرمات)

(66) : (و فی علم الفقه: 722/6) *سسرال کے صرف اسی قدر رشتے دار حرام ہیں، ان کے علاوہ جس قدر سسرالی رشتے دار ہوں ان میں سے جس کے ساتھ چاہے نکاح کرسکتا ہے، مرد اپنی بیوی کی بہن، پھوپھی، خالہ اور سوتیلی ماں کے ساتھ اور عورت اپنے شوہر کے بھائی، چچا، ماموں، بھانجا اور بھتیجا وغیرہ سے نکاح کر سکتی ہے۔*

❑ *اصول المزنیۃ وفروع المزنیۃ کے لیے اصول الزانی وفروع الزانی:*

(67) : (و فی الاحوال الشخصية، مادة: 24، 98/1) ولا تحرم على أصول الزانی وفروعه أصول المزنی بها ولا فروعها فيجوز لإبن الزانی أن يتزوج أم مزنية أبيه وبنتها ويجوز لأبی الزانی التزوج بأم المزنی بها وبنتها متبعا فی ذلک لسيدنا عمر وعمران بن الحصين وجابر بن عبدالله وأبی بن كعب وعائشة وإبن مسعود وإبن عباس وجمهور التابعين ۔وإستدلوا على ذلک بقوله تعالی: { ولا تنكحوا مانكح آباؤكم من النسآء} بناء على أن النكاح هو الوطء حقيقة ولهذا حرم على الإبن ما وطیء أبوه بملک اليمين۔ وبقوله ﷺ: {من نظر إلى فرج إمرأة لم تحل له أمها ولا إبنتها}۔

● : (وفی الشامية: 32/3) ويحل لأصول الزانی وفروعه أصول المزنی بها وفروعها۔

(68) : (وفی علم الفقه: حصه ششم) *دیکھیں حوالہ: 97 (جو رضاعی رشتے حلال ہیں)*

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

محرمات بالرضاعۃ (دودھ کا رشتہ)

(1) حرمت رضاعت کی تعریف:

(69): (وفی علم الفقہ: **722/6**) دودھ پینے سے ایک تعلق دودھ پینے والے اور پلانے والے کے درمیان پیدا ہوجاتا ہے، اس تعلق کو شریعت نے مثل نسبی تعلق کے قائم کر کے ایک مسلسل رشتہ نسب کی طرح جاری کردیا ہے۔

● : (وفی الدر المختار: **209/3**) ھو لغة مص الثدی وشرعا مص من ثدی آدمیة ولو بکراً أو میتة أو آیسة۔

(2) حرمت رضاعت کی شرائط:

● مرضعۃ (دودھ پلانے والی) میں شرائط:

(70): (وفی الموسوعة الکویتیة، رضاع، فقرة: **9**) یشترط فی المرضع التی ینتشر بلبنها التحریم: 1۔ أن تکون إمرأة، فلا یثبت التحریم بلبن البهیمة، فلو إرتضع فلان من بهیمة لم یصیرا أخوین، لأن تحریم الأخوة فرع علی تحریم الأمومة بهذا الرضاع فالأخوة أولی۔

● : (وفی الشامیة: **209/3**) قوله آدمیة خرج بها الرجل والبهیمة۔

● : (وفی علم الفقہ: **725/6**) (7) مرد کا رشتہ نہ ہوا گر کسی مرد کی پستان سے دودھ نکل آئے تو اس کے پینے سے رشتہ قائم نہ ہوگا۔

(71): (وفی علم الفقہ: **725/6**) (7) ــــــ ہاں مخنث کی پستان سے دودھ نکلے اور اس قدر زیادہ ہو کہ اس قدر سوا عورت کے اور کسی کے نہیں نکل سکتا تو اس کے پینے سے رشتہ قائم ہوجائے گا۔

● : (وفی الهندیة: **344/1**) واذا نزل للخنثی لبن أن العلم أنه امرأة تعلق به التحریم... وان اشکل قالت النساء انه لا یکون علی عزارته الا للمرأة تعلق به التحریم۔

● : (وفی الشامیة، **219/3**) ومشکل إلا إذا قال النساء أنه لا یکون علی غزارته إلا للمرأة لأنه یتضح أنه امرأة فیثبت منه الحرمة وإلا لا۔ جوهرة

(72): (وفی علم الفقہ: **725/6**) (4) جو عورت دودھ پلائے، وہ بالغ ہو (یعنی کم از کم 9 سال کی ہو)

● : (وفی الدر مختار: **219/3**) ولبن بکر بنت تسع سنین فأکثر محرم والا لا۔

● : (وفی الهندیة: 344/1) ولو أن صبیة لم تبلغ تسع سنین نزل لها لبن فارضعت به صبیا لم یتعلق به التحریم وانما یتعلق به التحریم اذا حصل من بنت تسع سنین فصاعدا۔

(73): (وفی الشامیة: 218/3) وکذا یحرم لبن المیتة ولو محلوبا۔

● : (وفی الهندیة: 344/1) ولبن الحیة ولمیتة سواء فی التحریم۔

● رضیع (دودھ پینے والے) میں شرائط:

(74): (وفی علم الفقه: 742/6) (1) رضاعت دو برس کے اندر ہو یعنی جس بچے نے دودھ پیا ہے، اس کی عمر دودھ پیتے وقت دو برس یا اس سے کم ہو۔

● : (وفی الاحوال الشخصیة، ماده: 374، 923/2) یثبت تحریم النکاح بالرضاع إذا حصل فی مدة الحولین المقدرة ولو بعد إستغناء الطفل بالطعام فیهما۔

● : (وفی الهندیة: 342/1) وقت الرضاع فی قول أبی حنیفة علیہ الرحمۃ مقدر ثلاثین شهراً وقال مقدر بحولین۔

● : (وفی الشامیة: 209/3)... فی وقت مخصوص وهو حولان ونصف عنده وحولان فقط عندهما وهو الأصح، فتح، وبه یفتی۔

● دودھ کی شرائط:

(75): (وفی علم الفقه: 725/6) (2) دودھ حلق کے نیچے اتر جائے، اگر کسی بچے نے پستان منہ میں لیا، مگر یہ معلوم نہیں ہوا کہ اس نے چوسا یا نہیں اور حلق کے نیچے اترا یا نہیں تو یہ رشتہ قائم نہیں ہوگا، اسی طرح اگر بچے نے چوس کر اگل دیا، حلق کے نیچے ایک قطرہ بھی نہیں اترا تو رشتہ قائم نہ ہوگا۔

● : (وفی الشامیة: 209/3) (وألحق بالمص الخ) تعریض بالرد علی صاحب البحر حیث قال التعریف منقوض طردا، اذ قد یوجد المص ولا رضاع ان لم یصل الی الجوف وعکسا اذ قد یوجد الرضاع ولا مص کم فی الوجور ثم أجاب بأن المراد بالمص الأصول الی الجوف من المنفذین۔

● : (وفی الموسوعة الکویتیة، رضاع، فقرة: 16) ا۔ أن یصل اللبن إلی المعدة: یشترط أن یصل اللبن إلی المعدة بارتضاع أو إیجار أو إسعاط وإن کان الطفل نائما ؛ لأن المؤثر فی التحریم هو حصول الغذاء باللبن وإنبات اللحم وإنشاز العظم وسد المجاعة لتتحقق الجزئیة ولا یحصل ذلک إلا بما وصل إلی المعدة۔ أما الإقطار فی الأذن أو الإحلیل أو الحقنة فی الدبر

فلا يثبت به التحريم۔

● : (وفی الاحوال الشخصية، ماده: 374، 923/2) ۔ويكفي في التحريم قطرة واحدة من لبن المرأة المرضعة ولو حليبا من ثديها إذا تحقق وصول القطرة إلى جوف الرضيع من فمه مصا أو إيجارا أو من أنفه إسعاطا۔ فلو التقم الحلمة ولم يدر أدخل اللبن في حلقه أم لا فلا يثبت التحريم وكذا لا يثبت بالحقن والإقطار في الأذن والجائفة والآمة۔

(76): (وفی علم الفقه: 725/6) (8) دودھ اپنی اصلی حالت میں پلایا جائے، دودھ اگر علیحدہ نکال کر دہی بنالیا جائے اور وہ دہی کسی بچہ کو کھلا دیا جائے تو اس دہی کے کھانے سے رشتہ قائم نہ ہوگا۔

● : (وفی الشامية: 219/3) ولو جعل اللبن مخيضاً أو راعباً أو شيرازاً أو جبناً أو أقطا أو مصلاً فتناوله الصبي لا تثبت به الحرمة لأن اسم الرضاع لا يقع عليه۔

● : (وفی الهندية: 345/1) ولو جعل اللبن مخيضاً أو راعباً أو شيرازاً أو جبناً أو أقطا أو مصلاً فتناوله الصبي لا يثبت به الحرمة۔

(77): (وفی علم الفقه: 725/6) (6) دودھ کسی کھانے کی چیز میں ملا کر نہ پلایا جائے۔ اگر کھانے کی چیز میں ملا کر پلایا جائے تو رشتہ قائم نہ ہوگا، خواہ دودھ غالب ہو یا مغلوب۔

● : (وفی التنوير مع الدر: 218/3) لا يحرم المخلوط بالطعام مطلقاً وان حساه حسواً۔

● : (وفی الهندية: 345/1) و اذا اختلط اللبن للطعام... فان كان الطعام غالباً لم تثبت الحرمة به أيضاً۔

(78): (وفی علم الفقه: 725/6) (5) دودھ کسی پینے کی چیز میں مثل دوا یا پانی کے ملا کر نہ پلایا جائے، اگر ملا کر پلایا جائے تو دودھ غالب ہو، اگر دودھ غالب نہ ہوگا تو گو فی نفسہ دودھ کی مقدار زیادہ ہو تو اس دودھ کے پینے سے رشتہ قائم نہ ہوگا۔

● : (وفی التنوير مع الرد: 218/3) وكذا يحرم... ومخلوط بماء أو دواء أو لبن أخرى أو لبن شاة اذا غلب لبن المرأة وكذا اذا استويا۔

● : (وفی الهندية: 344/1) ولو خلط اللبن المرأة بالماء أو الدواء أو بلبن البهيمة فالعبرة للغالب۔

(79): (وفی علم الفقه: 725/6) (3) دودھ منہ یا ناک کے ذریعہ سے اندر جائے یعنی اگر پچکاری وغیرہ کے ذریعہ سے اندر پہنچایا جائے تو اس سے رشتہ قائم نہ ہوگا۔

● : (وفی التنوير مع الدر: 219/3) لا يحرم... ولا الاحتقان والاقطار في أذن واحليل وجائفة

وأمة۔

● : (و فی الهندية : 344/1) ولایثبت بالاقطار فی الأذن والحقنة ولا حليل والدبر والأمة والجائفة وان وصل الا الجوف والدماغ۔

●: (وفی الأحوال الشخصية، مادہ: 374، 923/2) دیکھیں حوالہ:75

(80): (وفی علم الفقه: 725/6) یہ آٹھوں شرطیں اگر پائی جائیں گی تو دودھ کے پینے سے رشتہ قائم ہو جائے گا، خواہ دودھ کم ہو یا زیادہ اور خواہ زندہ عورت کا ہو یا مردہ کا اور خواہ جوان عورت کا دودھ ہو یا بوڑھی کا اور خواہ دودھ پیٹ میں رہے یا فوراً پیتے ہی قے ہو جائے اور خواہ اس بچہ کا دودھ چھوٹ چکا ہو یا ابھی پیتا ہو اور خواہ دودھ پستان سے پلایا جائے یا اس سے علیحدہ نکال کر۔

● مسائل:

(81): (وفی علم الفقه: 725/6) اگر عورتوں کا دودھ کسی بچہ کو پلایا جائے تو ان دونوں عورتوں سے اس کا رشتہ قائم ہو جائے گا، گو کسی کا دودھ کم ہو یا کسی کا زیادہ۔

● : (وفی الشامية : 218/3) بالمرأتين مطلقاً قوله مطلقاً أی تساویاً أغلب أحدهما لأن الجنس لايغلب الجنس۔

● : (و فی الهندية : 344/1) ولو اختلط لبن امرأتين تعلق التحريم بأغلبهما عندهما وقال محمد تعلق بهما كيف ما كان وهو رواية عن أبی حنيفة رحمه الله۔

(82): (وفی علم الفقه: 725/6) اگر کسی شخص کی دو بیبیاں ہوں، سعیدہ اور حمیدہ، حمیدہ کی عمر دو برس سے کم ہو اور سعیدہ حمیدہ کو دودھ پلا دے تو یہ دونوں بیبیاں اس شخص پر حرام ہو جائیں گی کیونکہ یہ دونوں آپس میں ماں بیٹیاں ہو گئیں، ہاں اگر اس نے سعیدہ کے ساتھ خاص استراحت نہیں کی تو پھر حمیدہ کے ساتھ دوبارہ نکاح کر سکتا ہے اور اگر سعیدہ کو طلاق دے چکا تھا اور وہ طلاق بائن تھی یا رجعی تھی اور اس کی عدت گزر چکی تھی، بعد اس کے اس نے حمیدہ کو دودھ پلایا تو پھر حمیدہ کا نکاح بدستور قائم رہے گا، دوبارہ نکاح کرنے کی حاجت نہیں۔

● : (وفی التنوير مع الدر : 219/3) ولو أرضعت الكبيرة ولو مبانة ضرتها الصغيرة وكذا لو أجره رجل فی فيها حرمتا أبداً ان دخل بالأم أو اللبن منه ولا جاز تزوج الصغيرة ثانيا۔

● : (و فی الهندية : 345/1) واذا تزوج الرجل صغيرة وكبيرة فارضعت لا كبيرة الصغيرة حرمتا على الزوج ثم ان لم يدخل بالكبيرة فلامهر لها وللصغيرة نصف المهر ويرجع به الزوج على الكبيرة ان كانت تعمدت الفساد وان لم تتعمد فلاشیء عليها وان علمت أن الصغيرة

امرأته كذافي الهداية۔

(2) حرمت رضاعت کا ثبوت:

● اقرار سے:

(83): (وفی الموسوعة الکویتیة، رضاع، فقرة: **29-28**) يثبت الرضاع بالإقرار أو بالبينة۔ الإقرار بالرضاع: إذا تزوج رجل إمرأة ثم قال: هي أختي أو إبنتي من الرضاع إنفسخ النكاح۔ فإن كان قبل الدخول وصدقته المرأة فلا مهر لها وإن كذبته فلها نصفه۔ وإن كانت المرأة هي التي قالت: هو أخي من الرضاعة فأكذبها ولم تأت بالبينة فهي زوجته في الحكم۔ وهذا إن كان الإقرار ممكنا۔ فإن لم يكن ممكنا بأن يقول: فلانة بنتي من الرضاعة وهي أكبر منه سنا فهو لغو۔

● : (وفی الهندية: **347/1**) ولو تزوج امرأة ثم قال بعد النكاح هي أختي من الرضاعة أو ما أشبه ثم قال أوهمت ليس الامر كما قلت لا يفرق بينهما استحسانا ولو ثبت على هذا المنطق وقال هو كما قلت فرق بينهما ولو جحد بعد ذالک لا ينفعه جحوده كذا في المحيط۔

● گواہوں سے:

(84): (وفی الاحوال الشخصية، ماده: **378**، **948/2**) يثبت الرضاع بشهادة رجلين عدلين أو رجل وإمرأتين عدول فإن ثبت يفرق الحاكم بين الزوجين ولا مهر على الزوج إن وقع التفريق قبل الدخول وعليه الأقل من المسمى ومن مهر المثل إن وقع بعد لادخول ولا نفقة عليه ولا سكنى۔

● : (وفی الدر المختار: **224/2**) والرضاع حجته حجة المال وهي شهادة عدلين أو عدل وعدلتين۔

● : (وفی الهندية: **347/1**) ولا يقبل في الرضاع الا شهادة رجلين أو رجل وأمرأتين عدول۔

(3) محرمات بالرضاع:

(85): (وفی علم الفقه: **724/6**) پس جن لوگوں میں باہم دودھ کا رشتہ قائم ہوگیا ہے اور اس رشتہ سے نسب میں نکاح ناجائز ہے، یہاں بھی اس رشتہ سے نکاح حرام ہے ۔۔۔۔۔مگر دودھ سے سسرال کا رشتہ صرف تین قسم کے لوگوں سے پیدا ہوتا ہے، منکوحات کے رضاعی اصول سے، رضاعی اصول کی منکوحات

سے، رضاعی فروع کی منکوحات سے، انہی تین رشتہ کے لوگوں سے نکاح ناجائز ہے۔

● : (و فی الاحوال الشخصیۃ، مادہ: 25، 99/1) کل من تحرم بالقرابۃ و المصاہرۃ تحرم بالرضاع الا ما إستثنی من ذلک فی باب الرضاع۔

● : (و فی الھندیۃ: 277/1) کل من تحرم باالقرابۃ و الصھریۃ تحرم بالرضاع۔

(86) : (و فی علم الفقہ: 724/6) مدخولات زنا کے رضاعی اصول سے اور رضاعی فروع اور رضاعی اصول کی مدخولات زنا سے کوئی رشتہ پیدا نہیں ہوتا، کیونکہ دودھ کا رشتہ زنا سے قائم نہیں ہوتا۔

● : (و فی حاشیۃ علم الفقہ: 724) اس مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے، فتاویٰ قاضی خان میں تو لکھا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ زنا کے سبب سے جو دودھ پیدا ہوا ہو، اس دودھ کے پینے والے کے ساتھ زانی نکاح نہیں کر سکتا مگر اکثر محققین اسی طرف ہیں کہ زنا کا دودھ پینے والے سے اور زانی سے کوئی تعلق پیدا نہیں ہوتا، ان میں باہم نکاح جائز ہے (شامی: 442/2)

● : (و فی امداد الفتاوی: 339/2) **عدم ثبوت حرمت مصاہرت بزنا کردن داماد با زوجہ پدر زوجہ خود**
سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ہذا میں کہ زید کے دو بیبیاں اور دونوں سے اولاد تھی اور باہمی دونوں میں یہ اتفاق تھا کہ اگر ایک ان میں سے اپنا لڑکا چھوڑ کر کسی کام کو جاتی تو دوسری اس کے لڑکے کو دودھ پلاتی محل ثانی کی لڑکی شادی ہوئی چونکہ زید کا انتقال ہو گیا تھا، داماد کو اپنے ہی مکان پر دیکھ بھال کے لیے رکھا، بعد چندروز کے محل اول سے ربط ضبط ہو کر بذریعہ زنا لڑکا پیدا ہوا، اب ایسی صورت میں محل ثانی کی لڑکی کا نکاح باقی رہا کہ نہیں؟

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: نکاح باقی ہے۔ لانہ لما جاز الجمع فی النکاح بین المرأۃ و إمرأۃ أبیھا لم تثبت حرمۃ المصاھرۃ بوطی أحدھما للأخری۔

● : (و فی الموسوعۃ الکویتیۃ: رضاع، فقرۃ: 24) أما أن نزل اللبن بحبل من الزنا فلا تثبت الحرمۃ بین الرضیع و الفحل الزانی لأنہ بین غیر محترم و لأن التحریم بینھما فرع لحرمۃ الأبوۃ لم یثبت ماھو فرع لھا و ھو الأوجہ عند الحقیقۃ۔

● رضاعی اصول:

(87) : (و فی علم الفقہ: للعلامۃ عبدالشکور اللکنوی، 723/6، دار الاشاعت، کراچی) یعنی دودھ پلانے والی خود بھی اور اس کا شوہر بھی جس کا دودھ ہے وہ بھی اور ان دونوں کے اصول بھی ---------- حرام ہے۔

● : (وفی الرد المحتار: 213/3) یحرم من الرضاعة مایحرم من النسب فیحرم منه أی بسبب مایحرم من النسب۔

● : (وفی الهندیة: 277/1) کل من تحرم بالقرابة والصهریة تحرم بالرضاع علی ما عرف فی کتاب الرضاع کذافی محیط السرخسی۔

● : (وفی الموسوعة الکویتیة: المحرمات، فقرة: 13، 216-217/36): أصول الشخص من الرضاع أی أمه رضاعا وأمها وإن علت وأم أبیه رضاعا وأمها وإن علت فإذا رضع طفل من إمرأة صارت أمه من الرضاع وصار زوجها الذی کان السبب فی در لبنها أبا من الرضاع۔

● : (وفی المحمودیة: 299/11) دیکھیں حوالہ: 1

● : (وفی الاحوال الشخصیة، ماده: 376، 940/2) ویبنی علی ذلک: أنه لا یجوز للرضیع أن یتزوج أصوله وفروعه من الرضاع فلا یحل لمن رضع من إمرأة أن یتزوجها ولا یتزوج أمها ولا أم أبیها ولا کلا إمرأة هی أصل له رضاعا کمایحتم علیه ذلک نسبا وکذا لا یحل لصاحب اللبن أن یتزوج الصبیة التی رضعت من إمرأته لأنها بنته۔

● رضاعی فروع:

(88) : (وفی الموسوعة الکویتیة: فقرہ: 13، 216-217/32) ------ ب: فروعه من الرضاع أی بنته رضاعا وبنتها وإن نزلت وبنت إبنها رضاعا وبنتها وإن نزلت فإذا رضعت بنت منا إمرأة صارت إبنة رضاعا من هذه المرأة ولزوجها الذی کان السبب فی در لبنها۔

● : (وفی الرد المحتار: 213/3) یحرم من الرضاعة مایحرم من النسب فیحرم منه أی بسبب مایحرم من النسب۔

● : (وفی الهندیة: 277/1) کل من تحرم بالقرابة والصهریة تحرم بالرضاع علی ما عرف فی کتاب الرضاع کذافی محیط السرخسی۔

● : (وفی المحمودیة: 299/11) دیکھیں حوالہ: 1

● : (وفی الاحوال الشخصیة، ماده: 376، 940/2) ولا یجوز له أیضا أن یتزوج بنت إبنه رضاعا أو بنت بنته کذلک۔

● اصل قریب کی رضاعی اولاد:

(89): (دیکھیں حوالہ: 18)

● : (وفی الأحوال الشخصیة، مادہ: 376، 940/2) وکذلک یحرم علی الرجل أن یتزوج بنت أختہ رضاعا کما یحرم علیہ ذلک نسبا وتحرم علیہ عمتہ رضاعا سواء کانت عمة شقیقة بأن کانت تلک العمة أخت أبیہ رضاعا لأب وأم أو کانت عمة لأب بأن کانت أخت أبیہ رضاعا لأب أو کانت عمة لہ لأم بان کانت أختا لأبیہ رضاعا لأم کما سبق ویحرم أیضا علی الرجل خالتہ رضاعا أی أخت أمہ رضاعا شقیقة کانت أو لأب أو لأم وھو واضح۔

● : (وفی الھندیة: 343/1) یحرم علی الرضیع ابواہ من الرضاع وأصولھما وفروعھما من النسب والرضاع جمیعاً۔

● : (وفی کفایت المفتی: 169/5) رضاعی بھتیجی سے نکاح حرام ہے۔ سوال: زید نے اپنی چچیری بہن ہندہ کا دودھ چھ مہینے کی عمر میں ایک ماہ تک پیا ہے، دریافت طلب یہ ہے کہ زید کی لڑکی کا ہندہ کے لڑکے کے ساتھ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

جواب: الجواب حامدا ومصلیا: زید کی لڑکی اور ہندہ کے لڑکے کا نکاح آپس میں جائز نہیں، کیونکہ زید ہندہ کے لڑکے کا رضاعی بھائی ہوگیا ہے اور زید کی لڑکی اس کی بھتیجی ہے۔

● : (وفی المحمودیة: 339/11) رضاعی بھائی سے نکاح سوال: زید کی دو بیویاں (ہندہ اور زینب) ہیں، عمر نے ہندہ کا دودھ پیا اور زید کی ایک لڑکی خالدہ جو بطن زینب سے ہے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ عمر اور خالدہ کے درمیان رضاعت از روئے شرع ثابت ہوگی یا نہیں؟

جواب: الجواب حامدا ومصلیا: صورت مسئولہ میں لبن ہندہ زید سے ھے، لھذا عمر زید کا رضاعی بیٹا ہوا اور خالدہ زید کی نسبی بیٹی ھے (اگرچہ بطن زینب سے ھے) پس عمر اور خالدہ دونوں بھن بھائی ہوئے، ان کا نکاح آپس میں درست نھیں۔

"(و) لا حل بین رضیع (وولد زوج لبنھا): أی لبن المرضعة (منہ): أی من الزوج بأن نزل بوطئہ (فھو): أی ذلک الزوج (أب للرضیع، وإبنہ): أی إبن زوج المرضعة (أخ) للرضیع، وإن کان من إمرأة أخریٰ (وبنتہ أخت) للرضیع و إن کانت منإمرأة أخری"۔ (مجمع الأنھر، ص: 378/1)

● : (وفی خیر الفتاوی: 489/4) رضیعہ کا نکاح مرضعہ کے پوتے کے ساتھ سوال: مسماۃ ساجدہ دختر غلام رسول نے سرور خاتون زوجہ اللہ بخش کا دودھ پیا ہے، جب کہ اس وقت ساجدہ کی عمر ایک سال ہو گی، سرور خاتون کا لڑکا اسلم اور مسماۃ ساجدہ دونوں نے مل کر مسماۃ سرور کا دودھ پیا ہے، اب سرور خاتون مسماۃ ساجدہ کا رشتہ اپنے پوتے ارشد بن رضا حسین کے لیے مانگ رہی ہے، کیا مسماۃ ساجدہ کا نکاح ارشد

کے ہمراہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: الجواب حامدا ومصلیا: درمختار علی الشامیہ 439/2 میں ہے ویثبت به امویته المرضعه للرضیع إلی قوله فیحرم منه أی بسببه مایحرم من النسب۔ روایت بالا سے معلوم ہوا کہ مسماۃ ساجدہ کا عقد نکاح مسمی ارشد بن رضا حسین سے شرعاً درست نہیں ہے، رشتہ میں ارشد مذکور مسماۃ ساجدہ کا رضاعی بھتیجا ہے، جس سے عقد نکاح درست نہیں ہے۔

● : (وفی فتاوی رحیمیه: 219/8) **چچازاد بہن جو رضاعی بھتیجی بھی ہے، اس سے نکاح درست نہیں ہے۔** سوال: ہندہ کے دو بیٹے ہیں، حسن جی اور محمد، حسن جی کا بیٹا اسماعیل ہے، ہندہ نے حسن جی کی بیوی (اپنی بہو) کے انتقال کی وجہ سے اسماعیل (اپنے پوتے) کو دودھ پلایا، محمد اسماعیل کا چچا ہوتا ہے، ہندہ کے دودھ پلانے کی وجہ سے اب اسماعیل کا رضاعی بھائی بھی ہوگیا، اب مسئلہ یہ ہے کہ اسماعیل کا نکاح محمد کی بیٹی فاطمہ سے ہوسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: الجواب حامدا ومصلیا: اسماعیل کی شادی اس کے چچا اور رضاعی بھائی محمد کی بیٹی فاطمہ کے ساتھ نہیں ہوسکتی، فاطمہ دودھ کے رشتہ سے اسماعیل کی بھتیجی ہوتی ہے، اس لیے نکاح نہیں ہوسکتا۔ فالکل إخوة الرضیع وأخواته وأولادهم أولاد إخوته وأخواته (عالمگیری: 357/2، کتاب الرضاع) شامی میں ہے ولا حل بين الرضيعة وولد مرضعتها وولد ولدها لأنه ولد الأخ (درمختار مع الشامی: 561/2، باب الرضاع)

● اصل بعید کی رضاعی اولاد:

(90) : (وفی علم الفقه، للعلامة عبدالشکور اللکنوی: 723/6، دارالاشاعت، کراچی) رضاعی چچا بہن، رضاعی پھوپھی غرض تمام رشتے یہاں بھی نسب کی طرح قائم ہوجائیں گے۔

● : (وفی الموسوعة الکویتیة، محرمات النکاح، فقرة: 13، 217/36) د: فروع جدیه إذا إنفصلن بدرجة واحدة أی عماته وخالاته رضاعا وهؤلاء یحرمن نسبا فکذلک یحرمن رضاعا۔ وأما بنات عماته وأعمامه رضاعا وبنات خالاته وأخواله رضاعا فلا یحرمن علیه۔

● : (وفی أحسن الفتاوی: 87/5) **رضاعی خالہ حرام ہے۔** سوال: محمد رحیم کی دو بیٹیاں ہیں ایک بیٹی کا لڑکا دوسری کی لڑکی ہے، یہ آپس میں رشتہ کرنا چاہتی ہیں، حالانکہ لڑکی نے اپنی نانی کا دودھ پیا ہے، جبکہ اس کی عمر اس وقت صرف دو دن تھی، شرعاً یہ رشتہ جائز ہے یا نا جائز؟

جواب: الجواب حامدا ومصلیا: وہ لڑکی اس لڑکے کی رضاعی خالہ ہے، اس لیے ان کا آپس میں

نکاح نہیں ہوسکتا۔

● : (وفی أحسن الفتاوی: 86/5) رضاعی بھانجی حرام ہے۔سوال: عائشہ نے لڑکی علیمہ کو دودھ پلایا ،اب اس کا اپنے بھائی کے ساتھ نکاح کروانا چاہتی ہے،شرعا کیا حکم ہے؟

جواب:الجواب حامداو مصلیا: عائشہ کا بھائی علیمہ کا رضاعی ماموں ہے،اس لیے علیمہ اس پر حرام ہے۔

● : (وفی فتاوی عثمانی: 247/2) رضاعی پھوپھی سے نکاح جائز نہیں۔سوال: زید کی ماں محمودہ کا دودھ خالد نے پیا، پھر تقریباً 16 سال بعد خالد کی بیوی کا دودھ ظفر نے پیا،اب ظفر کا نکاح زید کی حقیقی بہن صاعقہ سے ہوسکتا ہے یا نہیں؟

جواب:الجواب حامداو مصلیا: صورت مسئولہ میں صاعقہ ظفر کے رضاعی باپ کی رضاعی بہن ہوئی،اس لیے ان دونوں کا آپس میں نکاح نہیں ہوسکتا، کیونکہ وہ رضاعی رشتے سے ظفر کی پھوپھی ہے۔

● : (وفی خیر الفتاوی: 502/4) رضاعی پھوپھی سے نکاح کا حکم۔سوال: زید نے مسماۃ جمیلہ کا دودھ پیا ہے،اب وہ جمیلہ کے شوہر مسمی بکر کی حقیقی بہن مریم سے نکاح کرنا چاہتا ہے، کیا زید کا نکاح مریم سے درست ہے؟

جواب:الجواب حامداو مصلیا: زید کا نکاح اپنے رضاعی باپ بکر کی بہن سے درست نہیں۔

● : (وفی المحمودیة: 347/11) رضاعی چچا سے نکاح۔ سوال: زید کی اہلیہ کا ایک لڑکا خالد ہوا، خالد کے ہوتے ہی زید کی اہلیہ مرگئی تو زید کی بڑی لڑکی سلمیٰ نے اپنا دودھ پلا کر اپنے بھائی خالد کی پرورش کی، اب خالد کے پاس ایک لڑکی شادی کے لائق موجود ہے تو خالد اپنی بڑی بہن سلمیٰ کے سب سے چھوٹے لڑکے کے ساتھ اس کا عقد کرسکتا ہے یا نہیں؟

جواب:الجواب حامداو مصلیا: اس صورت میں سلمیٰ کے لڑکے کا نکاح خالد کی لڑکی سے جائز نہیں، اس لیے کہ جب خالد نے سلمیٰ کا دودھ پی لیا تو سلمیٰ اس کی رضاعی ماں ہوگئی اور سلمیٰ کا لڑکا خالد کا رضاعی بھائی ہوکر خالد کی لڑکی کا رضاعی چچا ہوا۔

● : (وفی الفتاوی فریدیة: 155/5) رضاعی پھوپھی سے نکاح درست نہیں۔ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے کے بارے میں کہ عمر کی ایک بیوی ہے، اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، وہ بیاہی گئی اور عمر کی بیوی مرگئی، پھر عمر نے دوسری شادی کی، اس عورت سے زید پیدا ہوا، تو یہ پہلی بیوی کی لڑکی زید کی بہن بن گئی، پھر اس بہن نے زید کو دودھ پلایا، جب زید نے بھی شادی کی اس کا لڑکا بکر پیدا ہوا اور اس بہن کی لڑکی پیدا ہوئی، تو کیا بکر کے لیے یہ لڑکی جائز ہے یا نہیں؟

جواب: الجواب حامدا و مصليا: چونکہ رضاعت میں مقدم اور مؤخر کا حکم یکساں ہوتا ہے۔ کما فی الخلاصة (244/1) و لو أرضعت إمرأة صبيا يحرم عليه من يقدم من أولادها و من تأخر، لہٰذا یہ لڑکی اس لڑکے (بکر) کے لیے رضاعی عمہ ہے اور محرمہ ہے جیسا کہ حدیث میں ہے یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب۔ وفی الرد (282/2) و حرم الکل مما ھو تحریمہ نسبا و مصاھرۃ و رضاعا۔

❑ رضاعت سے پیدا ہونے والے سسرالی رشتے:

● اصول الزوجۃ (منکوحہ کے رضاعی اصول):

(91): (دیکھیں حوالہ: 41)

(92): (دیکھیں حوالہ: 86)

● فروع الزوجۃ (منکوحہ کے رضاعی فروع):

(93): (وفی علم الفقه: 724/6) حاصل یہ کہ عام سسرال میں اور دودھ کے رشتہ کے سسرال میں ایک بنیادی فرق یہ بھی ہے کہ دودھ کا سسرالی رشتہ اپنی بیوی کی رضاعی فروع سے قائم نہیں ہوتا اور وہ سسرالی رشتہ اپنی بیوی بلکہ مدخولہ زنا کی رضاعی سے بھی قائم ہوتا ہے، لہٰذا اپنی بیوی کی ان رضاعی بیٹیوں سے جنہوں نے کسی اور مرد کا دودھ پیا ہو نکاح جائز ہے۔

●: جبکہ کویتیہ، محرمات، فقرہ: 13 سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رشتہ حرام ہے۔ ولھذا یحرم بالرضاع ما یحرم بالمصاھرۃ وھن...... البنت الرضاعیۃ للزوجۃ وبنتھا وإن نزلت بشرط أن یکون قد دخل بالزوجۃ۔

●: (نیز دیکھیں حوالہ: 51)

● زوجۃ الاصول (رضاعی اصول کی منکوحہ):

(94): (وفی الاحوال الشخصية، مادہ: 376، 936/2) يحرم بالرضاع ما يحرم بالنسب والمصاهرة۔ فلايحل للرجل أن يتزوج أصوله وفروعه من الرضاع وأخته الشقيقة رضاعا وأخته الشقيقة رضاعا وأخته من أبيه وأخته من أمه وبنت أخته وعمته وخالته وحليلة إبنه رضاعا وحليلة أبيه كذلك ولو لم يدخل بها۔

●: (وفی الهندية: 343/1) وتثبت حرمة المصاهرة في الرضاع حتى ان امرأة الرجل حرام على الرضيع۔

● زوجۃ الفروع (رضاعی فروع کی منکوحہ):

(95):(دیکھیں حوالہ:94)

● :**(و فی درس ترمذی:436/3) ایک اشکال اوراس کا جواب۔** یہاں ایک اورمسئلہ بہت اہم ہے اور وہ یہ بعض فقہاء نے رضاعت کے ذریعہ بعض صہری رشتوں کوبھی حرام قرار دیا ہے،مثلاً ابن رضاعی کی بیوی بالاتفاق حرام ہے۔

اس پرشیخ ابن ہمامؒ نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اس کی حرمت کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی، اس لیے کہ اس حکم کی تائید نہ قرآن کریم سے ہوتی ہے نہ حدیث سے، قرآن سے تو اس لیے نہیں کہ وہاں ''حَلَائِلُ اَبْنَائِکُمْ'' کے ساتھ ''الَّذِیْنَ مِنْ اَصْلَابِکُمْ'' کی قید لگی ہوئی ہے اور حدیث سے اس لیے نہیں کہ ''یحرم من الرضاع'' کے ساتھ ''ما یحرم من النسب'' کی قید موجود ہے،جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رضاعت میں صرف نسبی رشتے حرام ہوتے ہیں، صہری حرام نہیں ہوتے اور ''حلیلۃ الِابن'' کا رشتہ صہری ہے نہ کہ نسبی، لہٰذا وہ رضاعت میں حرام نہ ہونا چاہیے۔

یہ اعتراض فقہاء کے درمیان لاینحل مسئلہ بنا رہا ہے، علامہ شامیؒ نے بھی اس اعتراض کو نقل کر کے اس کا کوئی جواب نہیں دیا، حالانکہ ''حلیلۃ ال ِابن الرضاعی'' کی حرمت متفق علیہ ہے، حتیٰ کہ تفسیر مظہری اور تفسیر قرطبی میں اس پر اجماع ذکر کیا گیا ہے، حافظ ابن کثیرؒ نے اگرچہ اس حکم کو قول جمہور قرار دیا ہے، لیکن انہوں نے بھی بعض لوگوں کی روایت سے اس بارے میں اجماع نقل کیا ہے، اس لیے ''حلیلۃ ال ِابن الرضاعی'' کی حلت کا قائل ہونا قریب قریب خرق اجماع کے مترادف ہے جس کی وجہ سے اعتراض مذکور کا جواب ضرور ہو جاتا ہے۔

جہاں تک شیخ ابن ہمامؒ کا تعلق ہے سو اول تو ان کا یہ اعتراض بطور فتویٰ نہیں، پھر اگر فتویٰ ہی ہو، تب بھی ان کا تفرد ہے اور ان کے شاگرد خاص علامہ قاسم بن قطلو بغاؒ فرماتے ہیں ''لا تقبل تفردات شیخنا'' لہٰذا ان کی عبارت کی بناء پر امت کے خلاف فتویٰ دینا مشکل ہے۔

احقر کو عرصہ تک شیخ ابن ہمامؒ کے ذکر کردہ اعتراض کے جواب کی تلاش رہی لیکن کامیابی نہ ہو سکی، پھر باری تعالیٰ کی توفیق سے یہ جواب سمجھ میں آیا کہ حدیث ''یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب'' میں ''مِن'' سببیہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ جن رشتوں کی حرمت کا سبب فی الجملہ نسب ہو وہ رضاع میں بھی حرام ہیں اور نسب جس طرح نسبی رشتوں میں حرمت کا سبب ہوتا ہے، اسی طرح مصاہرت کے رشتوں میں بھی نسب فی الجملہ سبب حرمت ہوتا ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ صہر دو چیزوں سے مرکب ہے، ایک نسب، دوسرے زواج، اگر ان میں سے ایک بھی مفقود ہو تو صہر ثابت نہیں ہوتا، بیٹے کی بیوی اس لیے حرام ہے کہ وہ جس کی

بیوی ہے وہ اپنا بیٹا ہے، لہٰذا بیٹے کے ساتھ جونسبی تعلق ہے وہ بھی اس کی بیوی کے حرام ہونے کا ایک سبب ہے، اس سے معلوم ہوا کہ تمام صہری رشتوں میں نسب بھی فی الجملہ سبب حرمت ہوتا ہے اور اتنی بات حدیث کے تحت آنے کے لیے کافی ہے۔

یہ جواب سمجھ میں تو آیا تھا لیکن کہیں منقول نہ دیکھا تھا، بالآخر البحر الرائق میں علامہ ابن نجیمؒ کی ایک تصریح نظر سے گزری جس میں انہوں نے مذکورہ حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس حدیث میں نسب سے مراد قرابت اور صہریت دونوں ہیں، اس سے اپنے اس جواب کی تائید ملی، پھر العرف الشذی میں بھی اس اعتراض کا یہی جواب مل گیا۔ فللّٰہ الحمد

رہی آیت سو اس کا جواب واضح ہے کہ مفہوم مخالف حجت نہیں، نیز صاحب ہدایہؒ نے تصریح کی ہے کہ "الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ" کی قید متبنّیٰ کو خارج کرنے کے لیے ہے یعنی حلیلۃ المتبنّیٰ حرام نہیں۔

● : (و فی فتح القدير: **330/3**) (قوله و إمرأة أبيه أو إمرأة إبنه من الرضاع لا يجوز أن يتزوجها كما لا يجوز ذلک من النسب) أی كما لا يجوز تزوج إمرأة أبيه أو إبنه من النسب، كذا لا يجوز تزوج إمرأة أبيه أو إبنه من الرضاع۔ فإن قيل: ذكر الأصلاب فی آية المحرمات يخرجهما۔ أجيب بأنها نزلت لإسقاط طعنهم بسبب تزوجه ﷺ زوجة المتبنى فالقيد لإسقاط حرمة زوجة، بقی أن يقال: فمن أين يثبت تحريمهما؟ ويجاب بعموم حديث (يحرم من الرضاع مايحرم من النسب) وقد علمت ما فی الضوابين۔ ومن فروعهما فرع لطيف: وهو رجل زوج أم ولده من رضيع ثم أعتقها فاختارت نفسها ثم تزوجت بزوج آخر وولدت منه ثم جاءت إلى الرضيع الذی كان زوجها فأرضعته حرمت على زوجها لأن الصغير صار إبناله، فلو بقی النكاح صار متزوجا بإمرأة إبنه من الرضاعة (قوله على ما بيناه) أی فی فصل المحرمات (قوله ولبن الفحل)۔

● : (و فی الشامية: **31/3**) وذكر الأصلاب للإسقاط حليلة الإبن المتبنى لا لإحلال حليلة الإبن رضاعا فإنها تحرم كالنسب بحر وغيره۔

● : (و فی الهندية: **343/1**) و امرأة الرضيع حرام على الرجل۔

❑ جو رضاعی رشتے حلال ہیں:

(96): (وفی علم الفقہ: **723/6**) مگر یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ دودھ پلانے والی اور اس کی طرف کے تو سب لوگ اس بچہ کے رشتے دار ہو جائیں گے یعنی دودھ پلانے والی خود بھی اور اس کا شوہر جس کا یہ دودھ ہے

وہ بھی اور ان دونوں کے اصول وفروع بھی اور اصول کی فروع بھی۔لیکن دودھ پینے والے کی طرف سے صرف وہ خود رشتہ دار ہوجائے گا اور اس کی اولاد اور اگر وہ مرد ہے تو اس کی بیوی اور اگر عورت ہے تو اس کا شوہر رشتہ دار ہوجائے گا، دودھ پینے والے کے اصول اور اصول کے فروع سے اس دودھ پلانے والی کو کوئی تعلق پیدا نہ ہوگا۔

ایک محقق فاضل نے ان تمام مطالب کو اس ایک شعر میں نہایت خوبی سے ادا کر دیا ہے۔

از جانب شیر دہ ہمہ خویش شوند وز جانب شیر خوارہ زوجان فروع

پس جن جن لوگوں میں باہم دودھ کا رشتہ قائم ہوگیا ہے اور اس رشتہ سے نسب میں نکاح ناجائز ہے، یہاں بھی اس رشتہ سے نکاح حرام ہے، جیسے رضاعی ماں باپ اور ان ماں باپ کے ماں باپ وغیرہ اخیر سلسلہ تک اور رضاعی بھائی، بہن، چچا، ماموں، رضاعی بھائی، بہن کی اولاد اور اولاد کی اولاد اخیر سلسلہ تک اور جن لوگوں سے رشتہ قائم ہی نہیں ہوا، جیسے دودھ پینے والے کا باپ اور اس کی رضاعی ماں یا دودھ پلانے والے کی نسبی بہن اور اس کا رضاعی بھائی یا رشتہ تو قائم ہوگیا، مگر اس رشتہ سے نسب میں نکاح جائز ہے، جیسے چچا ماموں کی اولاد تو ان لوگوں میں باہم نکاح جائز ہے۔

● : (**وفي حاشية علم الفقه: 723/6**)اس شعر کو صاحب شرح وقایہ نے نقل کیا ہے، واقعی عجیب جامع شعر ہے۔ ترجمہ اس شعر کا یہ ہے کہ دودھ پلانے والی کی طرف سے سب لوگ عزیز ہوجاتے ہیں اور دودھ پینے والے بچہ کی طرف سے صرف وہ دونوں میاں بیوی اور اس بچہ کی اولاد،بعض فقہاء نے اس مقام پر ایک عجیب لطف کیا ہے، پہلے تو یہ کہہ دیا کہ دودھ پینے سے طرفین کے سب لوگ باہم رشتہ دار ہوجاتے ہیں، پھر جن جن لوگوں میں باہم نکاح جائز ہے ان کو مستثنیٰ کیا ہے، صاحب بحر الرائق نے اکیاسی (81) صورتیں مستثنیٰ کیں اور لکھا ہے کہ یہ ہماری کتاب کے ساتھ مخصوص ہے، صاحب درمختار نے ایک سوبیس (120) صورتیں ذکر کیں اور لکھا ہے یہ ہماری کتاب کے مخصوصات میں سے ہے، مگر حموی لکھتے ہیں کہ ابھی ایک سو آٹھ (108) صورتیں اور باقی رہ گئیں، لیکن ہم کو ان صورتوں کے مستثنیٰ کرنے کی کچھ ضرورت نہیں، کیونکہ ہم نے شروع ہی میں یہ بات کہہ دی ہے کہ دودھ پینے والے کی طرف سے سب لوگ رشتہ دار نہیں ہوجاتے، پس جن جن صورتوں کو انہوں نے مستثنیٰ کیا ہے ان میں ہم یہی کہہ دیں گے ان میں باہم رشتہ ہی نہیں پیدا ہوا، مثلاً انھوں نے بھائی بہن کی رضاعی ماں کو، دودھ پینے والے کے بھائی بہن سے اور دودھ پلانے والی سے کوئی تعلق ہی نہیں پیدا ہوا، مستثنیٰ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

● : (**وفي الموسوعة الكويتية، محرمات، فقرة:15، 218/36**) **كيفية معرفة قرابة الرضاع المحرمة تعرف قرابات الرضاع المحرمة كلها بأن يفرض إنتزاع الرضيع من أسرته النسبية،**

و وضعه و فروعه فقط، فی أسرته الرضاعية، بوصفه ابناً رضاعيا لمن أرضعته، ولزوجها الذی در لبنها بسببه، فكل صلة تتقرر له أو لفروعه بهذا الوضع الجديد فهی التی تجعل أساسا للتحريم أو التحليل بالرضاع۔ أما صلة الأسرة الرضاعية بأسرة الرضيع النسبية بسبب رضاعه، فلا أثر لها فی تحريم أو تحليل، وهذا لا يثبت لأقاربه النسبيين غير فروعه، مثل ما يثبت له هو بهذا الرضاع۔

● : (وفی الهندية: 343/1) يحرم علی الرضيع أبواه من الرضاع وأصولهما وفروعهما من النسب والرضاع جميعا حتی ان المرضعة لو ولدت من هذا الرجل أو غيره قبل هذا الأرضاع أو بعده أو أرضعت رضيعا أو ولد لهذا الرجل من غير هذه المرأة قبل هذا الأرضاع أو بعد أو أرضعت امرأة من ابنه رضيعا فالكل اخوة الرضيع وأخواته وأولادهم أولاد اخوته وأخواته وأخو الرجل عمه وأخته عمته وأخو المرضعة خاله وأختها خالته وكذا فی الجد والجدة۔

(97): (وفی علم الفقه: 724/6) اسی طرح سسرالی رشتہ کو بھی خیال کرنا چاہیے، یعنی دودھ کی وجہ سے جو سسرالی رشتے پیدا ہوئے ہوں اور ان سے سسرالی رشتہ میں نکاح جائز نہ تھا، یہاں بھی ان سے نکاح جائز نہیں، مگر دودھ سے سسرال کا رشتہ صرف تین قسم کے لوگوں سے پیدا ہوتا ہے، منکوحات کے رضاعی اصول سے، رضاعی اصول کی منکوحات سے، رضاعی فروع کی منکوحات سے، انہی تینوں رشتوں کے لوگوں سے نکاح ناجائز ہے۔

● : (وفی الهندية: 343/1) وتثبت حرمة المصاهرة فی الرضاع حتی ان امرأة الرجل حرام علی الرضيع وامرأة الرضيع حرام علی الرجل۔

(98): (وفی علم الفقه: 724/6) مدخولات زنا کے رضاعی اصول سے اور رضاعی فروع اور رضاعی اصول کی مدخولات سے زنا سے کوئی رشتہ پیدا نہیں ہوتا، کیونکہ دودھ کا رشتہ زنا سے قائم نہیں ہوتا اور اپنی مدخولات اور منکوحات کی رضاعی فروع سے بھی کوئی رشتہ پیدا نہیں ہوتا۔

● : (وفی الشامية: 31/3) مقتضی قوله والكل رضاعاً مع قوله سابقاً ولو من حرمة فرع المزنية وأصلها رضاعاً، وفی القهستانی عن شرح الطحاوی عدم الحرمة۔

(99): (وفی حاشية علم الفقه: 724/6) اس مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے، فتاویٰ قاضی خان میں تو لکھا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ زنا کے سبب سے جو دودھ پیدا ہوا ہو اس دودھ کے پینے والے کے ساتھ زانی نکاح نہیں کرسکتا، مگر اکثر محققین اسی طرف ہیں کہ زنا کا دودھ پینے والے سے اور زانی سے کوئی تعلق پیدا نہیں ہوتا، ان میں باہم نکاح جائز ہے۔ (شامی: 442/2)

● : (وفی فتاوی حقانیة:418/4) مزنیہ کی رضاعی بیٹی یا نواسی سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ سوال: کیا مزنیہ کی رضاعی بیٹی یا نواسی سے زانی کا نکاح کر لینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: زنا چونکہ حرمت مصاہرت کا سبب ہے اور اس کی وجہ سے جانبین پر ایک دوسرے کے اصول وفروع حرام ہو جاتے ہیں، چاہے وہ نسبی ہوں یا رضاعی، اس لیے زانی کا مزنیہ کی رضاعی بیٹی یا نواسی وغیرہ سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ قال الحصکفی: حرمت المرأة علیٰ أصول الزانی و فروعه نسباً و رضاعاً و حرمت أصولها و فروعها علی الزانی نسباً و رضاعاً۔ (الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار: 384/2، فصل فی المحرمات) (مذکورہ اصول کی روشنی میں یہ مسئلہ قابل غور ہے، العبد)

(100): (وفی علم الفقه: 724/6) دوسرا فرق یہ ہے کہ دودھ کا سسرالی رشتہ اپنی بیوی کی رضاعی فروع (فروع الزوجة) سے قائم نہیں ہوتا اور وہ سسرالی رشتہ اپنی بی بی بلکہ مدخولہ زنا کی رضاعی فروع سے قائم ہو جاتا ہے، لہٰذا اپنی بی بی کی ان رضاعی بیٹیوں سے جنہوں نے اور کسی مرد کا دودھ پیا ہو نکاح جائز ہے۔

❑ استثنائی صورتیں:

(101): (وفی الأحوال الشخصية، ماده: 376، 942/2) يحل للرجل أن يتزوج أم أخيه رضاعا وهذه الجملة تحتمل ثلاث صور لأنه أما أن يكون له أخ من الرضاع وذلك الأخ له أم من الرضاع ولم يرضع منها ذلك الأخ ومعلوم أنها أجنبية بالنسبة إليه فتحل له۔ وأما أن يكون له أخ من الرضاع له أم من النسب ولم يرضع منها فله أن يتزوجها لعدم الرابطة بينهما وأما أن يكون له أخ من النسب وذلك الأخ له أم من الرضاع فله تزوجها كما تقدم۔

● : (وفی الدر مع الرد: 204/3) يجوز تزوج بأم أخيه (وفی الشامية) قوله وأم الأخي الكلام فيه كاالكلام فی أم الأخت (كماسيأتی مؤلف)

● : (وفی الهندية: 343/1) ويحل أم أخيه... من الرضاع۔

● : (وفی فتاوی حقانیه: 395/4) رضاعی بھائی کی ماں سے نکاح کا مسئلہ۔ سوال: زید نے بکر کی ماں کا دودھ مدت رضاعت میں پیا ہے، اب بکر زید کی ماں سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: صورت مسئولہ میں بکر کی ماں زید کی رضاعی والدہ ہے اور اس کی اولاد زید کے رضاعی بھائی بہن ہیں جن سے زید کا نکاح جائز نہیں، البتہ زید کی ماں کا اگر بکر کے ساتھ کوئی ایسا رشتہ نہ ہو جس سے حرمت نکاح ثابت ہو جائے، اس لیے بکر کا نکاح زید کی حقیقی ماں سے جائز ہے۔ قال

إبن نجيم المصری رحمہ اللہ: تحت قوله (وحرم به وإن قل فی ثلاثين شهر أما حرم منه النسب إلا أم أخته و أخت إبنه) يعنی فإنها يحلان من الرضاع دون النسب، أطلق المضاف والمضاف إليه ففی أم أخته ثلاث صور الأولیٰ الأم رضاعاً والأخت نسباً بأن أرضعت أجنبية أخته نسباً ولم ترضعه الثانية عكسه أن يكون لأخته رضاعاً أم من النسب۔

(البحر الرائق: 223/3، كتاب الرضاع)

(102): (وفی الأحوال الشخصية، ماده: 376، 942/2) وما قيل فی أم الأخ رضاعا يقال فی أم الأخت رضاعا۔ وأما إذا كان له أخ من النسب ولذلک الأخ أم من النسب فلا يجوز له أن يتزوجها لأنها أما أن تكون أمه إن كانت أمها واحدة وأما أن تكون موطوءة أبيه وكلتهما محرمة عليه كما سبق۔

● : (وفی البحر: 224/3) أقول: فی بيان حلها إن مسألتی الكتاب أربع وعشرون صورة لأن لأم أخيه بتذكير الأخ وبتأنيث الأخت صورتين لجواز إضافة الأم إلی الأخ والأخت وكل منهما بالإعتبارات الثلاثة فهی ستة۔

● : (وفی الشامية: 214/2) قوله أم أخته صادق بأی يكون كل منهما من الرضاع كان يكون لک أخت من الرضاع لها أم الأخری من الرضاع أرضعتها وحدها وبأن تكون الأخت فقط من الرضاع لها أم نسبية وبأن تكون الأم من الرضاع كأن تكون لک أخت نسبية لها أم الرضاعية۔

● : (وفی الهندية: 343/1) والمسئلة الثانية لا يجوز لرجل أن يتزوج أم أخته من النسب ويجوز فی الرضاع۔

(103): (وفی الأحوال الشخصية، ماده: 376، 937/2) ويحل للمرأة من الرضاع أبو أخيها۔

● : (وفی الأحوال الشخصية، ماده: 376، 944/2) ومتی علمنا أن الرجل يحل له أن يتزوج أم أخيه رضاعا! علمنا أن المرأة يجوز لها التزوج بأخی إبنها رضاعاً لما فی ذالک من التلازم وكذا يقال إذا جاز للرجل أن يتزوج أخت إبنه رضاعاً جاز للمرأة التزوج بأبی أخيها رضاعاً لما بينهما من التلازم وهكذا يقال فی الصور التی بعدهما۔

● : (وفی البحر: 224/3) ولكل من الأثنی عشر صورتان أما بإعتبار ما يحل للرجل أو ما يحل للمرأة فإنه كما يجوز له التزوج بأم أخيه يجوز لها التزوج بأبی أخيها۔

● : (وفی الدر المختار: 216/3) مثلاً يجوز تزوّجها بأبی أخيها۔

(104): (دیکھیں حوالہ:102)

●: (وفی الهندية: 343/1) وكذالك المرأة يجوز لها أن يتزوج بأبی وأختها۔

(105): (وفی الأحوال الشخصية، ماده: 376، 943/2) ويحل للرجل أن يتزوج أم عمه من الرضاع والصور المتقدمة تاتی هنا لأنه إما أن يكون له عم من الرضاع أی أخ لأبيه رضاعا شقيقا كان أو لأب أو لأم وذلك العم له أم من الرضاع۔

وإما يكون له عم من الرضاع والعم له أم من النسب وإما أن يكون له عم من النسب وللعم أم من الرضاع وعلی كل حال فله أن يتزوجها لعدم تحقق علة التحريم فی النسب۔

وأما إذا كان له عم من النسب ولعمه أم من النسب فلا يجوز له تزوجها لأنها إما أن تكون جدته أو موطوءة جده وهما محرمتان عليه كما سبق۔

●: (وفی الهندية: 343/1) ويحل أم عمه... من الرضاع۔

●: (وفی الدر المختار: 215/3) وقس عليه... أم عمة۔

(106): (وفی الأحوال الشخصية، ماده: 376، 937/2) وما قيل فی أم العم يقال فی أم العمة ...

●: (وفی الهندية: 343/1) وتحل... أم العمة... من الرضاع۔

●: (وفی الدر المختار: 215/3) وقس عليه... أم عمة۔

(107): (وفی الأحوال الشخصية، ماده: 376، 937/2) ويحل للمرأة من الرضاع... أبو عمتها۔

(108): (وفی الأحوال الشخصية، ماده: 376، 943/2) وما قيل فی أم العم يقال فی أم العمة وأم الخال وأم الخالة لأن الحكم واحد فی الكل۔

●: (وفی الهندية: 343/1) وتحل... أم الخالِ وأم الخالة... من الرضاع۔

●: (وفی الدر المختار: 215/3) وقس عليه... أم خاله وخالته۔

(109): (وفی الأحوال الشخصية، ماده: 376، 937/2) ويحل للمرأة من الرضاع... أبو خالها۔

●: (وفی الدر المختار: 216/3) ويحل لها... أبو خالها۔

(110): (وفی الأحوال الشخصية، ماده: 376، 943-944/2) ويحل للرجل أيضا أن يتزوج أم ولد ابنه مذكرا كان الولد أو مؤنثا ومعنی العبارة أن يكون للرجل إبن وللإبن إبن أو بنت وذلك

الإبن أو البنت لها أم والمسالة لها أربعة أحوال لأن الإبن إما أن يكون من الرضاع وللإبن إبن أو بنت من الرضاع وله أو لها أم من الرضاع أو من النسب فتحل للأب لأنها أجنبية منه۔
وإما أن يكون للرجل إبن من الرضاع وللإبن ولد من النسب مذكرا كان أو مؤنثا ولذلک الولد أم من الرضاع فتحل له بخلاف ما إذا كانت أمة من النسب فإنها لاتحل لكونها زوجة إبنه رضاعا۔
وإما أن يكون للرجل إبن من النسب وللإبن ولد من الرضاع مذكراً كان أو مونثا ولذالک الولد أم من الرضاع أو من النسب فتحل له لأنها أجنبية منه وإما أن يكون للرجل إبن من النسب وللإبن ولد من النسب مذكرا كان أو مؤنثا ولذلک الولد أم من الرضاع فتحل للرجل لأنها أجنبية بالنسبة إليه۔ فإن كانت أمة نسبية أيضا فلاتحل لأنها حليلة إبنه نسبا۔

● : (وفی الهندية: 343/1) وكذا يجوز له أن يتزوج بأم حفدته۔

● : (وفی الدر المختار: 316/3) وكذا أم أولاده... من الرضاع حلال من الرجل۔

(111) : (وفی الأحوال الشخصية، ماده: 376، 943-944/2) ومن هذا يعلم حكم أم ولد بنته۔

(112) : (دیکھیں حوالہ: 103)

(113) : (وفی الأحوال الشخصية، ماده: 376، 943-944/2) يحل للرجل أن يتزوج جدة إبنه رضاعاً وهذه العبارة تشمل ثلاث حالات أيضا لأنه يحتمل أن يكون له إبن من الرضاع والإبن له جدة من الرضاع أو يكون له إبن من الرضاع له جدة من النسب أو يكون له إبن من النسب وله جدة من الرضاع وفی كل هذه الصور تحل له الجدة لأنها أجنبية منه وليس بينهما أدنى جزئية بواسطة الرضاع نعم لو كان له إبن من النسب ولإبن جدة من النسب فلا تحل له تلک الجدة لأنها من أصول زوجته وهی محرمة عليه بمنطوق قوله تعالى: وأمهت نسائكم۔

(114) : (وفی الأحوال الشخصية، ماده: 376، 943-944/2) وكذا الحكم فی جدة بنته۔

(115) : (وفی الأحوال الشخصية، ماده: 376، 937/2) ويحل للمرأة من الرضاع... جد إبنها

(116) : (وفی الأحوال الشخصية، ماده: 376، 943/2) وإذا علمنا أن أخت الإبن رضاعا تحل نعلم أن بنتها تحل أيضا بطريق الأولوية۔

(117) : (وفی الأحوال الشخصية، ماده: 376، 937/2) ويحل للمرأة من الرضاع... إبن أخت ولدها

(118) : (وفی الأحوال الشخصية، ماده: 376، 943/2) ويعلم حل تزوج بنت عمة إبنه وبنته

رضاعامن باب أولی۔

(119): (وفی الأحوال الشخصیۃ، مادہ:376، 943/2) وکذایحل للرجل أن یتزوج أخت إبنه رضاعاً وهذه أيضا مجملة ولها صور ثلاث لأنه إما أن يكون للرجل إبن من الرضاع ولذلك الإبن أخت من الرضاع بأن رضع الولد من إمرأته ثم رضع مع البنت من إمرأة أخرى ولم ترضع تلك البنت من إمرأته أصلا فتلك البنت غير محرمة على ذلك الرجل لأنها أجنبية منه وإما أن يكون له إبن من الرضاع ولذلك الإبن أخت من النسب لم ترضع من إمرأته فهی حلال له لعدم الرابطة۔

وإماأن يكون له إبن من النسب ولإبنه أخت من الرضاع بأن رضع معها من إمرأة غير زوجة الرجل فتحل له لماتقدم۔

إما إذا كان له إبن من النسب ولإبنه أخت من النسب فلا تحل له لأنها إما أن تكون بنته وإما أن تكون بنت زوجته ومعلوم أنها محرمة عليه فی الحالتين۔

(120): (وفی الأحوال الشخصیۃ، مادہ: 376، 943/2) وحكم أخت إبنة هو حكم أخت إبنه۔

(121): (وفی الأحوال الشخصیۃ، مادہ: 376، 937/2) ويحل للمرأة من الرضاع ۔۔۔ أخو إبنها۔

(122): (وفی الأحوال الشخصیۃ، مادہ: 376، 937/2) ويحل له أن يتزوج من الرضاع ۔۔۔ أخت أخيه وأخت أخته۔

(123): (وفی الأحوال الشخصیۃ، مادہ: 376، 943/2) ويحل للرجل أن يتزوج عمة إبنه رضاعا وهذه العبارة لها صور ثلاث أيضا لأنه إما أن يكون له إبن رضاعا والإبن له عمة رضاعا أو يكون له إبن من الرضاع والإبن له عمة من النسب أو يكون له إبن نسبی ولإبنه عمة من الرضاع وهی أجنبية منه فی جميع هذه الصور فيسوغ له أن يتزوجها شرعا۔ وإما إذا كان له إبن من النسب ولإبنه عمة من النسب فليس له تزوجها لأنها أخته۔

(124): (وفی الأحوال الشخصیۃ، مادہ: 376، 943/2) وما قيل فی عمة الإبن يقال فی عمة البنت۔

(125): (وفی الأحوال الشخصیۃ، مادہ: 376، 937/2) ويحل للمرأة من الرضاع ۔۔۔۔ خال ولدها۔

تمام استثنائی صورتوں کا اجمالی حوالہ:

● : (وفی علم الفقه: 723/6) بعض فقہاء نے اس مقام پر ایک عجیب لطف کیا ہے، پہلے تو یہ کہہ دیا کہ دودھ پینے سے طرفین کے سب لوگ باہم رشتہ دار ہوجاتے ہیں، پھر جن جن لوگوں میں باہم نکاح جائز ہے ان کو مستثنیٰ کیا ہے، صاحب بحر الرائق نے اکیاسی (81) صورتیں مستثنیٰ کیں اور لکھا ہے کہ یہ ہماری کتاب کے ساتھ مخصوص ہے، صاحب درمختار نے ایک سو بیس (120) صورتیں ذکر کیں اور لکھا ہے، یہ ہماری کتاب کے مخصوصات میں سے ہے، مگر حموی لکھتے ہیں کہ ابھی ایک سو آٹھ (108) صورتیں اور باقی رہ گئیں، لیکن ہم کو ان صورتوں کے مستثنیٰ کرنے کی کچھ ضرورت نہیں، کیونکہ ہم نے شروع ہی میں یہ بات کہہ دی ہے کہ دودھ پینے والے کی طرف سے سب لوگ رشتہ دار نہیں ہوجاتے، پس جن جن صورتوں کو انہوں نے مستثنیٰ کیا ہے، ان میں ہم یہی کہہ دیں گے ان میں باہم رشتہ ہی نہیں پیدا ہوا، مثلاً انھوں نے بھائی بہن کی رضاعی ماں کو دودھ پینے والے کے بھائی بہن سے اور دودھ پلانے والی سے کوئی تعلق ہی نہیں پیدا ہوا، مستثنیٰ کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

● : (وفی الموسوعة الكويتية، محرمات، فقرة:15، 218/36) هذا، وتوجد صور مستثناة من التحريم بالرضاع، وإن كنت محرمة من النسب منها: أ-أم الأخ أو الأخت من الرضاع، فإنه يجوز الزواج بها لأنها أجنبية عنه، ولا يجوز الزواج بأم الأخ أو الأخت من النسب، لأنها إما أن تكون أمه، أو تكون زوجة أبيه فتحرم عليه، وهذه الصلة منتفية فى صورة أم الأخ أو الأخت رضاعا. ب-أخت الابن رضاعا، فإنها لا تحرم على الأب الرضاعى، سواء أكانت أخت هذا الإبن أو البنت الرضاعية أختا له من النسب أم أختا له من الرضاعة من إمرأة أخرى، لأنها ستكون أجنبية عنه. فإذا رضع طفل من إمرأة فلأبى هذا الطفل أن يتزعج بنت هذه المرضعة، وهى أخت إبنه من الرضاع، أما أخت الإبن أو البنت نسبا. فلا يجوز لأنها ستكون بنته أو بنت زوجته المدخول بها. ج-جدة ابنه أبنته رضاعا، فيجوذ للأب الرضاعى أن يتزوجها لعدم وجود علاقة تربطها به فى حين أن جدة الابن أو البنت نسبا، إما أن تكون أمه هو فتحرم عليه، وإما أن تكون أم زجته فتحرم عليه أيضا. قال الشربينى الخطيب: الحرمة تسرى من المرضعة والفحل إلى أصولهما و فروعهما و حواشيهما ومن الرضيع إلى فروعه فقط. ومتى ثبت الرضاع بين الزوجين وجب عليهما أن يفترقا من تلقاء نفسيهما، وإلا فرق القاضى بينهما، حيث تبين أن عقد الزواج فاسد. (والتفصيل فى رضاع فقرة: 27-43)

● : (و فی البحر الرائق: 224/3، ایچ ایم سعید) أقول: فی بیان حلها إن مسألتی الکتاب أربع وعشرون صورة لأن لأم أخیه بتذکیر الأخ وبتأنیث الأخت صورتین لجواز إضافة الأم إلی الأخ والأخت وکل منهما بالإعتبارات الثلاثة فهی ستة ولأخت إبنه بتذکیر الإبن وتأنیث البنت صورتین لجواز إضافة الأخت إلی الإبن والبنت وبالإعتبارات ستة ولکل من الأثنی عشر صورتان أما بإعتبار ما یحل للرجل أو ما یحل للمرأة فإنه کما یجوز له التزوج بأم أخیه یجوز لها التزوج بأبی أخیها فیه أربع وعشرون وأما الأربعة الثانیة أعنی أم عمه وعمته وأم خاله وخالته فهی أربع وعشرون صورة أیضا لأن الأربعة بالإعتبارات الثلاث إثنا عشر ولکل منها صورتان أما باعتبار ما یحل له أو لها فإنه کما یجوز للرجل التزوج بأم عم ولده رضاعا یجوز لها التزوج بأبی عم ولدها رضاعا إلی آخر الأقسام وأن الثلاثة الأخیرة أعنی أم حفدته وجدة ولده وعمة ولده فهی بالإعتبارات الثلاث تسعة ولکل منهما صورتان بإعتبار ما یحل له أو لها فإنه کما یجوز للرجل التزوج بأم حفدته یجوز للمرأة التزوج بأبی حفدتها من الرضاع کما قدمناه لکن لا یتصور فی حقها عم ولدها لأنه حلال من النسب أیضا لها لأنه أخو زوجها ولکنا العدد المذکور لا ینتقص به لأن بدله خال ولدها فإنه کما قدمناه جائز لها من الرضاع دون النسب لأنه أخوها فصارت الثلاثة ثمانیة عشر فصار الکل ستا وستین صورة فالمراد بالنیف فی کلام إبن وهبان ست وهذا البیان من خواص هذا الکتاب بحول الله وقوته ثم تأملت بعد قول إبن الهمام إذا عرفت مناط الإخراج أمکنک تسمیة صور أخری ففتح الله تعالی بتسمیة صورتین الأولی بنت أخت ولده حلال من الرضاع حرام من النسب لأنها إما بنت بنته أو بنت ربیبته ویصح فیه الأوجه الثلاثة وکل منها إما أن تکون الأخت مضافة إلی الإبن أو البنت فهی ستة وکل منها إما باعتبار ما یحل للرجل أو لها فإنه کما یجوز له التزوج ببنت أخت والده رضاعا یجوز لها التزوج بإبن أخت ولدها رضاعا فصارت إثنی عشر الثانیة بنت عمة ولده جائزة من الرضاع حرام من النسب لأنها بنت أخته وفیها الوجوه الثلاثة فقط بإعتبار ما یحل له ولا یتأتی هنا بإعتبار المرأة فإنه یحل لها التزوج بإبن عمة ولدها من النسب والرضاع جمیعا بخلاف المسألة الأولی فإنه لا یجوز لها التزوج بإبن أخت ولدها من النسب لأنه إما أن یکون إبن بنتها أو إبن بنت زوجها وهو یحرم علیه التزوج بحلیلة جده، فالحاصل أن هاتین الصورتین علی خمسة عشر وجها فصارت المسائل المستثناة إحدی وثمانین مسألة ولله الحمد۔

❑ ان سب مستثنیات پر حدیث ''یحرم من الرضاع مایحرم من النسب'' سے اعتراض اور اس کا جواب:

(و فی البحر الرائق: 224/3، ایچ ایم سعید) ثم قالت طائفة هذا الإخراج تخصيص للحديث أعنى يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب بدليل العقل و المحققون على أنه ليس تخصيصا لأنه أحال ما يحرم بالرضاع على ما يحرم بالنسب و ما يحرم بالنسب هو ما تعلق به خطاب تحريمه وقد تعلق بما عبر عنه بلفظ الأمهات و البنات وأخواتكم وعماتكم وخالاتكم وبنات الأخ وبنات الأخت،فما كان من مسمى هذه الألفاظ متحققا من الرضاع حرم فيه والمذكورات ليس شيء منها من مسمى تلك فكيف تكون مخصصة وهى غير متناولة ولذا إذا خلا تناول الإسم فى النسب جاز النكاح كما إذا ثبت النسب من إثنين ولكل منهما بنت جاز لكل منهما أن يتزوج بنت الآخر وإن كانت أخت ولده من النسب وأنت إذا حققت مناط الإخراج أمكنك تسمية صور أخرى، والاستثناء فى عبارة الكتاب على هذا يجب أن يكون منقطعا أعنى قوله يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب إلا أم أخته إلى آخره اه ـ وبهذا اندفع ما ذكره البيضاوى بقوله: وإستثناء أخت إبن الرجل وأم أخيه من الرضاع من هذا الأصل ليس بصحيح فإن حرمتها فى النسب بالمصاهرة دون النسب اه ـ لأن استثناء المنقطع صحيح إلا أن يريد الإستثناء المتصل۔

محرمات مؤبدة (اختلاف جنس، اتحاد نوع، لعان)

(1) اختلاف جنس:

(126) : (و فی علم الفقه، للعلامة عبدالشکور اللکنوی: 6/728، دار الاشاعت، کراچی) یعنی انسان کا نکاح جن یا دریائی آدمی سے یا اور کسی مخلوق سے سوا اپنی جنس کے جائز نہیں۔

● : (و فی الشامیة : 5/3) لاتجوز المناکحة بین بنی آدم و الجن و انسان الماء لاختلاف الجنس۔ و مفاد المفاعلة أنه لایجوز للجنی أن یتزوج انسیة۔

● : (وفی أحسن الفتاوی: 30/5) جنّیہ سے نکاح جائز نہیں۔ سوال: جنّیہ کا نکاح انسان کے ساتھ جائز ہے یا نہیں۔

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: جائز نہیں۔

● : (وفی فتاوی دار العلوم دیوبند: 127/7) جنّیہ سے نکاح درست ہے یا نہیں۔ سوال: انسان کا نکاح عورت جنّیہ سے درست ہے یا نہیں، امام شافعیؒ کا اس صورت میں کیا مسلک ہے؟

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: انسان کی مناکحت جنات کے ساتھ درست نہیں ہے، اشباہ میں سراجیہ سے منقول ہے لاتجوز المناکحة بین بنی ادم و الجن لاختلاف الجنس اور زواہر الجواہر میں ہے الأصح أنه لا یصح نکاح أدمی جنّیة کعکسه لإختلاف الجنس فکانوا کبقیة الحیوانات (شامی 5/3 سعید) اور اس میں ائمہ اربعہ میں سے کسی کا اختلاف نقل نہیں کیا، صرف حضرت حسن بصریؒ سے اس کا جواز در مختار میں نقل کیا ہے۔

● : (وفی فتاوی عباد الرحمن: 318/3) انسان کے لیے جنّیہ سے شادی کرنا جائز نہیں۔ سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقے کوہستان میں ایک آدمی نے ایک شادی انسان سے کی ہے، جبکہ دوسری شادی جنّیہ سے کی ہے تو اس کی جنّیہ سے یہ شادی شرعاً درست ہے یا نہیں؟

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: واضح رہے کہ انسان اور جن دو الگ الگ جنس ہیں اور شریعت میں ایک جنس کی دوسری جنس کے ساتھ نکاح کی بالکل اجازت نہیں، لہٰذا صورت مسئولہ میں اس شخص کا جنّیہ سے نکاح کر لینا شرعی اعتبار سے غلط ہے۔

لما فی قولہ تعالیٰ: (سورۃ النحل، آیت: 72) واللّٰہ جعل لکم من أنفسکم أزواجا۔۔۔ الأیۃ۔

ولما فی قولہ تعالیٰ: (سورۃ التوبۃ، آیت: 128) لقد جآء کم من أنفسکم۔۔۔ الأیۃ۔

ولما فی رد المحتار: (4/62-61، باب النکاح، طبع امدادیہ)

لا تجوز المناکحۃ بین آدم والجن وإنسان الماء لاختلاف الجنس ومفاد المفاعلۃ أنہ لا یجوز للجنی أن یتزوج إنسیۃ أیضاً: ألأصح أنہ لا یصح نکاح آدمی جنیۃ کعکسہ لإختلاف الجنس، فکانوا کبقیۃ الحیوانات۔

ولما فی منحۃ الخالق علی البحر: (1/58، موجبات الغسل، طبع سعید، کراچی)

وکذا إذا ظھر للرجل من الإنس جنیۃ فی صورۃ آدمیۃ فوطئھا فإنہ یجب علیہ الغسل۔۔۔۔۔ ومن ثم علل بہ بعضھم حرمۃ التناکح بینھما، فینبغی حینئذٍ أن لا یجب الإ بإنزال کما وطء البھیمۃ والمیتۃ۔

ولما فی الاسباہ والنظائر: (ص: 320، أحکام الجان، طبع قدیمی)

لا تجوز المناکحۃ بین آدمی والجن وإنسان الماء لإختلاف الجنس۔

(2) اتحادِ نوع:

(127): (و فی علم الفقہ، للعلامۃ عبدالشکور اللکنوی: **728/6**، دار الاشاعت، کراچی)

یعنی مرد کا نکاح مرد کے ساتھ اور عورت کا نکاح عورت کے ساتھ جائز نہیں۔ مخنث کا نکاح نہ مرد کے ساتھ جائز ہے نہ عورت کے ساتھ، کیونکہ اس میں دونوں حیثیتیں موجود ہیں، مرد ہونے کی بھی اور عورت ہونے کی بھی۔ خصی مرد کا نکاح عورت کے ساتھ جائز ہے، کیونکہ وہ عورت کی نوع سے نہیں۔

- : (و فی الشامیۃ: **4/3**) وکذا اذا تزوج خنثی من خنثی أخر لا یحکم بصحۃ النکاح حتی یظھر أن احدھما ذکر والأخر أنثی۔
- : (وفی الموسوعۃ الکویتیۃ، خنثیٰ، فقرۃ: 16، **27/20**) ذھب الحنفیۃ إلی أن الحنثیٰ إ[illegible]ن زوجہ أبوہ رجلا فوصل إلیہ جاز، وکذالک إن زوجہ إمرأۃ فوصل إلیھا، وإلا أجل کالعنین۔

(3) لعان:

(128): (و فی علم الفقہ، للعلامۃ عبدالشکور اللکنوی: **728/6**،

دار الاشاعت، کراچی) جس عورت سے لعان کے بعد تفریق ہوجائے، اس سے پھر نکاح کرنا ہمیشہ کے لیے حرام ہے اور خاص استراحت تو تفریق سے پہلے ہی حرام ہوجاتی ہے۔ لعان اس کو کہتے ہیں کہ شوہر اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے اور پھر قاعدے کے موافق حاکم شریعت کے سامنے شوہر اپنے سچے ہونے کی چار مرتبہ قسم کھائے اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ مجھ پر خدا کی لعنت ہو اگر میں جھوٹ بول رہا ہوں، پھر چار مرتبہ عورت اپنی برأت کی قسم کھائے اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ خدا کا غضب مجھ پر ہو اگر وہ سچ کہہ رہا ہو۔

● : (وفی الشامية: 483/3) وحكمه حرمة الوطء ولاستمتاع بعد التلاعن ولو قبل التفريق بينهما لحديث در المتلاعنان لايجتمعان أبداً۔

● : (وفی الموسوعة الكويتية، لعان، فقرة: 22، 269/35) وقال أبو يوسف: إ□ذا إفترق المتلاعنان فلا يجتمعان أبداً، فيثبت بينهما حرمة مؤبدة كحرمة الرضاع۔

المنير مركز تعليم وتربيت فاؤنڈیشن MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

محرمات مؤقتہ

(1) اختلاف مذہب:

● مسلمان کا غیر مسلم کے ساتھ نکاح:

1۔ مرتد سے نکاح:

(129) : (و فی علم الفقه، للعلامة عبدالشکور اللکنوی: 6 / 727، دار الاشاعت، کراچی) مرتد کے ساتھ نکاح جائز نہیں، گو اس نے مرتد ہو کر کسی آسمانی مذہب کو اختیار کر لیا ہو، جیسے آج کل کے وہ عیسائی جو پہلے مسلمان تھے۔

● : (وفی الهندية: 282/1) ولا يجوز للمرتد أن يتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا كافرة۔

● : (وفی الدر المختار: 200/3) ولا يصلح عن ينكح مرتد أو مرتدة۔

● : (وفی الموسوعة الكويتية، ردت، فقرة: 44، 198/22) ثم قال الحنفية: إ□ ِذا إرتد أحد الزوجين المسلمين بانت منه إمرأته مسلمة كانت أو كتابية، دخل بها أو لم يدخل، لأن الردة تنافی النكاح ويكون ذلك فسخا عاجلا لا طلاقا ولا يتوقف على قضاء۔

● : (وفی الموسوعة الكويتية، محرمات، فقرة: 22، 222/36) ويرى الحنفية أنه لا يجوز نكاح المرتدة لا بمسلم ولا بكافر غير مرتد و مرتد مثله۔

● : (وفی امداد الفتاوی: 255/2) **نکاح مرتدہ۔** سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس سلسلہ میں کہ زید نے شادی کی اور بیوی کو گھر میں اپنے لایا اور خلوت کے چند ماہ کے بعد اس کی اولیاء رخصتی کے لیے آئے، زید نے بیوی کو رخصت کر دیا، چند روز کے بعد زید نے جو رخصتی چاہی تو اس عورت کے اولیاء حیلے حوالے کرنے لگے، چند روز کے بعد رخصتی سے صاف انکار کیا اور خلع چاہنے لگے تو زید نے مجبور ہو کر گورنمنٹ میں رخصتی کے لیے درخواست کی، جب اولیاء کو یہ معلوم ہوا تو ان لوگوں نے جھٹ سے اس عورت کو کلمات کفر سکھلا دیئے، اس عورت نے کلمات کفر زبان سے کہے، اب اولیاء عدالت میں آ کر یہ کہتے ہیں کہ لڑکی عاقلہ بالغہ ہو کر اس قسم کے کلمات کفر زبان پر لائی ہے، اب زید سے اس کا نکاح ہی کب باقی رہا کہ وہ رخصتی چاہتا ہے، نکاح ٹوٹ گیا، اس وجہ سے ہم لوگ رخصتی نہیں کر سکتے، اس اظہار پر حاکم نے زید سے فتویٰ طلب کیا اور اپنے فیصلہ کو فتویٰ پر موقوف رکھا ہے، اب سوال یہ ہے کہ اس عورت نے

اولیاء کے سکھلانے سے یا خود اپنی طبیعت سے بغرض فسخ نکاح اگر کلمات کفر کہے ہوں تو عند اللہ نکاح فسخ ہوگا یا نہیں؟

جواب: **الجواب حامدا و مصلیا:** فسخ ہوگیا، عمداً سمجھ کر تلفظ بکلمات کفر، خواہ اعتقاد سے ہو یا بلا اعتقاد، خواہ اپنی رائے سے یا کسی کی تعلیم سے، سب موجب کفر ہے اور کفر موجب فسخ نکاح، اس لیے نکاح ٹوٹ گیا اور ساتھ ہی ساتھ تعلیم کرنے والوں کا نکاح بھی ٹوٹ گیا اور جو جو شخص اس کارروائی سے راضی ہیں، سب کا نکاح ٹوٹ گیا لیکن اتنا فرق ہے کہ زید کی بیوی کو تو شرعاً مجبور کیا جاوے گا وہ اسلام لاوے اور اسی شوہر اول سے نکاح کرے، دوسرے شخص سے اس کو نکاح جائز نہ ہوگا اور تعلیم کرنے والوں اور راضی ہونے والوں کی بیبیوں کو اختیار ہوگا، بعد عدت جس سے چاہیں نکاح کرلیں۔

في الدر المختار أخبرت بإرتداد زوجها فلها التزوج بأخر بعد العدة الخ و فيه ليس للمرتدة التزوج بغير زوجها به يفتى و في رد المختار حكموا بجبرها على تجديد النكاح مد الزوج و تضرب خمسة و سبعين سوطا و إختارها قاضي خان للفتوى۔ (469-70/5)

اور جب ان سب کا نکاح ٹوٹ گیا تو اس لیے آئندہ کے سوالات ان سب سے متعلق ہوں گے۔

● : **(وفی فتاوی دار العلوم دیوبند: 245/7) مرتدہ سے نکاح جو عیسائی ہوگئی، کیا حکم ہے؟**

سوال: ایک مسلمان عورت منکوحہ عیسائی ہوگئی تو اس کا نکاح فسخ ہوا یا نہیں؟ اور پھر دوبارہ ایک مسلمان سے نکاح ہوا، یہ صحیح ہوا یا نہیں؟ اور نکاح کرنے والے اور نکاح خواں کے لیے کیا حکم ہے، ناکح کی پہلی زوجہ مسلمہ اس کے نکاح سے خارج ہوئی یا نہیں؟

جواب: **الجواب حامدا و مصلیا:** درمختار میں ہے **وارتداد أحدهما أي الزوجين فسخ عاجل۔۔۔ وصح نكاح كتابية مومنة نبني مرسل مقرة بكتاب منزل و إن إعتقدوا المسيح الٰها و كذا حل ذبيحتهم على المذهب بحر۔۔۔** درمختار اول عبارت سے معلوم ہوا کہ پہلا نکاح عیسائی ہونے کے بعد فسخ ہوگیا اور دوسری روایت سے معلوم ہوا کہ دوسرا نکاح اس کا مسلمان ہونے کے بعد فسخ ہوگیا اور دوری روایت سے معلوم ہوا کہ دوسرا نکاح اس کا مسلمان سے اگر عدت کے بعد ہوا صحیح ہے **هذا قول الصاحبين قال في الخانية و في قول صاحبيه نكاحها باطل حتى تعتد بثلث حيض۔۔۔** شامی۔

امام نکاح خواں پر کچھ مواخذہ شرعاً نہیں ہے اور جس مسلمان نے اس کتابیہ عیسائیہ سے نکاح کیا ہے، اس کی پہلی زوجہ مسلمہ اس کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی، اس کا نکاح بھی باقی ہے۔

● : **(وفی فتاوی عباد الرحمن: 399/3) مرتد عورت کے نکاح کا حکم؟** سوال: ایک آدمی کی بیوی نعوذ باللہ مرتد ہوگئی جس کی وجہ سے اس کا نکاح بھی منسوخ ہوگیا، اب کچھ عرصہ کے بعد وہ عورت دوبارہ اسلام لے آئی

توکیا یہ عورت اب اس شوہر کے علاوہ کسی دوسرے آدمی کے ساتھ نکاح کرسکتی ہے؟

جواب: الجواب حامداو مصلیا: مذکورہ صورت میں عورت کے لیے جائزنہیں کہ وہ سابق شوہر کے علاوہ کسی اور سے نکاح کرے بلکہ اگر شوہر سابق اپنے نکاح میں رکھنا چاہتا ہے تو شرعاً عورت پر جبر کیا جائے گا کہ شوہر سابق سے نکاح کی تجدید کرلے لیکن اگر سابق شوہر اس کونہیں رکھنا چاہتا اور وہ اس بات پر راضی ہے کہ وہ کسی دوسرے آدمی سے نکاح کرلےتو اس صورت میں اگر عورت کسی دوسرے آدمی سے نکاح کرنا چاہتی ہےتو کرسکتی ہے۔

لمافی الدر المختار: (253/4، سعید) ولیس للمرتدة التزوج بغیر زوجها به یفتی۔

ولما فی الشامی: (194/3، سعید) قوله: (وعلی تجدید النکاح) فلکل قاض أن یجدده بمهر یسیر ولو بدینار رجیت وأم لا تمنع من التزوج بغیره بعد إسلامها ولا یخفی أن محله ما إذا طلب الزوج ذالک أما لو سکت أو ترکه صریحا فإنها لا تجبر وتزوج من غیره لأنه ترک حقه ولا یلزم من هذا أن یکون الجبر علی تجدید النکاح مقصودا علی ما إذا إرتدت لا جل الخلاص منه، بل قالوا ذلک سدا لهذا الباب من أصله سواء تعمدت الحیلة أم لا کی لا نجعل ذلک حیلة۔

ولما فی تقریرات الرافعی: (208/3، سعید)

(قوله ولا یلزم من هذا أن یکون الجبر علی تجدید النکاح مقصودا ۔۔۔) لکن ما نقله عن الهندیة بقوله لو أجرت کلمة الکفر مغایظة أو إخراجها نفسها عن حالته أو استیجاب المهر علیه بنکاح مستانف تحرم علی زوجها ولکل قاض أن یجدد النکاح بأدنی شئی ۔۔۔ ظاهره التنفیدو أنها لو إرتدت جهلا لا تعطی هذا الحکم کما قاله۔

2۔ کافر غیر اہل کتاب سے نکاح:

(130): (وفی علم الفقه، للعلامة عبدالشکور اللکنوی: 726/6، دار الاشاعت، کراچی)

اختلاف مذہب سے مراد یہاں دینی اختلاف ہے جیسے ہندو، مسلمان۔ کسی مسلمان کو غیر مسلمان سے نکاح کرنا جائز نہیں، سوائے اہل کتاب کے کہ ان سے نکاح کرنا جائز ہے، بشرطیکہ وہ بت پرستی نہ کرتے ہوں۔

● : (وفی الهندیة: 218/1) ولا یجوز نکاح المجوسیات ... الخ۔

● : (وفی الدر المختار: 4-5/3) وحرم نکاح الوثنیة بالاجماع ... الخ۔

● : (وفی الأحوال الشخصیة، مادة: 32، 115/1) لا یحل نکاح الوثنیات، ولا المجوسیات، ولا الصابئات اللابی یعبدن الکواکب ولا یؤمن بکتاب منزل۔

● : (وفی الموسوعة الکویتیة، کفر، فقرة: 21، 26/35) یحرم علی المسلم أن یتزوج ممن لا کتاب لها من الکفار لقول اللہ تعالیٰ: ولا تنکحوا المشرکٰت حتیٰ یؤمن، وهذا باتفاق۔ قال إبن قدامة: لا خلاف بین أهل العلم فی تحریم نسائهم و ذبائحهم۔

● : (و فی الهندیة: 281/1، مکتبه رشیدیه) ولا یجوز نکاح المجوسیات والوثنیات ۔۔۔۔ ویدخل فی عبدة الأوثان عبدة الشمس والنجوم والصور التی إستحسنوها و المعطلة والزنادقة، والباطنیة واللإباحیة وکل مذهب یکفر به معتقده۔

(131) : (وفی کفایت المفتی: 149/7، ادارۃ الفاروق) **بدھ مذہب کی عورت سے نکاح کرنا؟**
سوال: ملک برہما کی عورتیں جوکہ بدھ مذہب سے تعلق رکھتی ہیں، ان سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟ ان کو ایک دفعہ چھ کلمے صفت ایمان اور خطبہ پڑھا کر نکاح کیا، مرد کے پیچھے وہ بت کو پوجتی ہیں، مرد کو معلوم نہیں؟

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: بدھ مذہب کی عورتوں سے نکاح جائز نہیں ہے، کیونکہ وہ اہل کتاب کے حکم میں نہیں ہیں، ہاں! اگر وہ ایک دفعہ چھ کلمے کے معنی سمجھ کر کلمہ پڑھ لیں تو وہ مسلمان ہوں گی اور ان کے ساتھ نکاح جائز ہو جائے گا، لیکن اگر اس کے بعد وہ بت پرستی کریں گی تو پھر کافر ہو جائیں گی اور نکاح ٹوٹ جائے گا۔

● : (دیکھیں حوالہ: 130)

(132) : (وفی کفایت المفتی: 146/7، إدارۃ الفاروق) **ہندو عورت کو نکاح میں لانے کی کوشش کرنا۔** سوال: زید ایک شادی شدہ مسلمان ہے، زید کی عورت عاجلہ صحت، آفرین صورت اور قابل تحسین سیرت رکھتی ہے، حیف کہ زید وساوس شیطانی سے مغلوب ہو کر ہوس نفس کی خاطر ایک ہندو عورت کو مسلمان ہونے کی ترغیب دے کر اور مسلمان بنا کر اپنی زوجیت میں لانا چاہتا ہے، یہ بھی واضح خاطر ہو کہ زید مذکور یعنی زید کا نکاح وقوع پذیر ہونے کے بعد زید کی پہلی عورت کے اور اس سے وابستہ رشتہ داروں کے ارمانوں کا خون ہونے کا نہایت اندیشہ ہے، لہٰذا زمانۂ حال کے ایک نفس پرست طبقہ پر نظر عنایت فرما کر شرعی نقطہ نظر فیصلہ مرحمت ہو کہ: زید کے اس نکاح کے معاملہ میں ہم مسلمان تائید کریں یا تردید؟

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: جہاں تک ممکن ہو زید کو سمجھا کر اس ارادے سے باز رکھنے کی کوشش کی جائے، لیکن اگر وہ کسی طرح نہ مانے تو پھر زوجہ اولیٰ کے ساتھ حسن سلوک اور انصاف کرنے پر اس کو مجبور کیا جائے اور اگر وہ پہلی بیوی کے ساتھ بدسلوکی کرے تو اس کو بجبر انصاف کی طرف لایا جائے۔

● : (وفی فتاوی دار العلوم زکریا: 602/3) **ہندو عورت سے نکاح باطل ہے؟** سوال: اگر کسی شخص نے ہندو عورت کے ساتھ نکاح کیا تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب:الجواب حامداو مصليا: بصورتِ مسئولہ ہندوعورت کے ساتھ مسلمان مرد کا نکاح باطل ہے،اس نکاح سے علیحدگی ضروری ہے،اور اولاد بھی ثابت النسب نہ ہوگی۔

ملاحظہ فرمائیں،شامی میں ہے: قلت: و فی مجمع الفتاوی: نكح كافر مسلمة فولدت منه لا يثبت نسبه منه ولا تجب العدة لأنه نكاح باطل۔ قوله لأنه نكاح باطل أی فالوطی فيه زنا، لا يثبت به النسب، بخلاف الفاسد، فإنه وطی بشبهة، فيثبت به النسب ولذا تكون بالفاسد فراشاً لا بالباطل۔ (الدر المختار مع الشامی:555/3سعيد)

مبسوط میں ہے: قال: وإذا تزوج الذمی مسلمة فرق بينهما لقوله تعالیٰ: (ولا تنكحوا المشركين حتی يؤمنوا) وإن أسلم بعد النكاح لم يترك علیٰ نكاحه لأن أصل النكاح كان باطلاً فبالإسلام لا ينقلب صحيحاً ۔(المبسوط للامام السرخسی رحمہ اللہ:45/5)

شامی میں ہے: وفی المحيط:تزوج ذمی مسلمة فرق بينهما۔

(فتاوی الشامی:132/2، سعيد)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ولا يجوز نكاح المجوسيات والوثنيات۔۔۔ ويدخل فی عبدة الأوثان عبدة الشمس والنجوم والصور التنی إستحسنوها و المعطلة والزنادقة، والباطنية واللإباحية وكل مذهب يكفر به معتقده۔ (فتاوی الهندية: 281/1)

●: (دیکھیں حوالہ:130)

(133) :(و فی الهندية : 218/1) ولا يجوز نكاح المجوسيات...والمعطلة والزنادقة والباطنية ولاباحية وكل مذهب يكفر معتقده۔

● :(و فی فتاوی دار العلوم زكريا:601/3) کمیونسٹوں کے ساتھ نکاح کا حکم۔ سوال:شریعت میں کمیونسٹوں کے ساتھ رشتہ نکاح قائم کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

جواب:الجواب حامدا و مصليا: کمیونزم فکر و اعتقاد سے لے کر معیشت تک ہر باب میں ایک مستقل نظام اور تصور رکھتا ہے،اس کی فکری بنیاد الحاد اور مذہب اور آخرت سے انکار ہے،اس طرح جو آدمی ان تمام نظریات کے ساتھ کیمونسٹ ہو وہ نہ مسلمان ہی باقی رہتا ہے اور نہ اس کا شمار اہل کتاب ہی میں کیا جا سکتا ہے، وہ کافروں کے زمرہ میں ہے اور ان سے نکاح مطلقاً جائز نہیں ہے، نیز وہ لوگ ملک شخصی کے بھی منکر ہیں، جبکہ ملک شخصی سے قرآن وحدیث مملو ہے تو اس کا انکار بھی قرآن وحدیث کا انکار ہے۔فتاویٰ ہندیہ میں ہے:ولا يجوز نكاح المجوسيات والوثنيات۔۔۔ ويدخل فی عبدة الأوثان عبدة الشمس والنجوم والصور التنی إستحسنوها و المعطلة والزنادقة، والباطنية واللإباحية وكل مذهب

یکفر بہ معتقدہ۔ (فتاویٰ الھندیة: 281/1)

● : (و فی خیر الفتاوی: **292/4**) **کمیونزم اور مارکسزم کا پرچار کرنے والوں کے ساتھ رشتہ کرنا۔**

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام، دریں مسئلہ کہ ہمارے ملک پاکستان کے صوبہ بلوچستان میں ایک تنظیم بنام بی ایس او (بلوچ اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن) ہے جو روس کی آلہ کار ہے، اس کے افراد نے اپنے جلسوں اور جلوسوں میں یہ نعرہ لگایا ہے کہ ملاؤں کا اسلام مردہ باد، ضیاء الحق کا اسلام مردہ باد، جماعت اسلامی کا اسلام مردہ باد، اور یہ بھی اپنی تقریروں میں کہا ہے کہ یہ اسلام جو ملا مسجدوں میں بانگ دہل بیان کرتے ہیں ہم اس سے بیزار ہیں، اسلام نے نہ ماضی میں ہماری حفاظت کی ہے اور نہ مستقبل میں ہماری حفاظت کرسکتا ہے اور یہ بھی نعرہ لگایا ہے کہ مارکس نظام زندہ باد، افغان انقلاب زندہ باد۔ اب ایک شخص مثلاً زید وہ اس سے منسلک ہے اور ان کے جلوسوں اور جلسوں میں شامل ہے، نعرہ لگانے میں ان کے ساتھ ہے، اگر کوئی تنظیم کے خلاف بات کرے تو وہ لڑنے کیلیے تیار ہے اور تنظیم کی طرف سے ہر وقت دفاع کرتا ہے اور وہ اس تنظیم کو صحیح خیال کرتا ہے، نماز کبھی کبھار پڑھتا ہے، روزہ بھی رکھتا ہے، اگر اس سے مندرجہ بالا اعتقاد کے بارے میں پوچھا جائے (جو کہ کفر ہے) تو وہ اپنی زبان سے کہتا ہے کہ میرا اعتقاد یہ نہیں ہے، دل کا حال اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا اس شخص کا نکاح ایک مسلمہ لڑکی کے ساتھ ہوسکتا ہے؟ جب تک کہ توبہ نہ کرے، اگر قبل ازیں اس کے نکاح میں کوئی مسلمہ عورت ہے تو وہ بدستور اس کے نکاح میں رہ سکتی ہے؟ کیا یہ شخص ایسی تنظیم میں شامل ہونے کی صورت میں مسلمان رہ سکتا ہے، جبکہ یہ تنظیم اسلام سے بیزار ہے اور اس نے یہ بھی کہا ہے کہ اسلام نے عورتوں کے حقوق کی حق تلفی کی ہے۔

جواب: **الجواب حامدا و مصلیا:** کمیونزم اور مارکسزم کی بنیاد ہی خدا اور مذہب کے انکار پر ہے، لہٰذا جو اسے مکمل طور پر قبول کر لیتے ہیں یہ لوگ درحقیقت دہریہ ہوتے ہیں، گو وقتی ضرورت کے تحت تہجد کیوں نہ پڑھنے لگیں اور جو اس جماعت میں شامل ہوگا وہ آج یا کل ضرور اسلام سے نکل جائے گا، اسلام کو نامکمل سمجھنا کفر ہے اور ایسے ہی اسلام کے قانون کو ظلم قرار دینا بھی کفر ہے، صورت مسئولہ میں ایسے لوگوں کے ساتھ رشتہ کرنا ہرگز جائز نہیں۔

3۔ کافر اہل کتاب سے نکاح:

(134): (وفی الموسوعة الکویتیة، أهل الکتاب، فقرة: 2، 140/7) ألکفار ثلاثة أقسام: قسم أهل کتاب، وقد سبق بیانهم، وقسم لهم شبهة کتاب، وهم المجوس، وقسم لا کتاب لهم ولا شبهة کتاب، وهم من عدا هذین القسمین من عبدة الأوثان وغیرهم، علی ذالک فأهل الکتاب

من الكفار۔ فالكفار أعم من أهل الكتاب، لأنه يشمل أهل الكتاب وغيرهم۔

(135): (وفی الموسوعة الكويتية، أهل كتاب، فقرة: 1، 140/7) وتوسع الحنفية فقالوا: إن أهل الكتاب هم: كل من يؤمن بنبي ويقر بكتاب، ويشمل اليهود والنصارى، ومن آمن بزبور دائود، وصحف إبراهيم وشيث۔ وذلک لأنهم يعتقدون دينا سماويا منزلا بكتاب۔

● : (وفی الدر مختار: 45/3) (وصح نكاح كتابية) وإن كره تنزيها (مؤمنة بنبيٍّ) مرسل (مقرةٍ بكتاب) منزل۔

● : (وفی الهندية: 281/1) وكل من يعتقد ديناً سماوياً وله كتاب منزل كصحف إبراهيم عليه السلام وشيث عليه السلام وزبور دائود عليه السلام، فهو من أهل الكتاب فتجوز مناكحتهم وأكل زبائحهم كذا فی التبيين۔

(136): (وفی علم الفقه، للعلامة عبدالشكور اللكنوی: 726/6، دار الاشاعت، کراچی)
اہل کتاب ان کافروں کو کہتے ہیں جو کسی آسمانی شریعت کے معتقد ہوں جیسے یہود ونصاریٰ، یہود ونصاریٰ کا اہل کتاب ہونا تو یقینی ہے، کیونکہ قرآن مجید میں ان کا اہل کتاب ہونا مذکور ہے، ان کے علاوہ اور جس قدر کافر ہیں جیسے زرتشی مذہب والے یا ہندو، ان کا اہل کتاب ہونا یقینی نہیں ہے، کیونکہ ہماری شریعت میں ان کا کچھ ذکر نہیں ہے، علاوہ اس کے ان میں سے اکثر لوگ بت پرست بھی ہیں۔ لہٰذا نکاح کی اجازت صرف یہود ونصاریٰ سے دی جاتی ہے، وہ بھی اس طور پر کہ مسلمان مرد کا نکاح تو یہودیہ یا نصرانیہ عورت کے ساتھ جائز ہے۔ مگر نصرانی یا یہودی مرد کا نکاح کسی مسلمان عورت سے خواہ وہ آزاد ہو یا لونڈی جائز نہیں۔

● : (وفی الأحوال الشخصية، مادة: 31، 114/1) يحل نكاح الكتابيات المؤمنات بكتاب منزل، سواء كن ذميات أو غير ذميات، مستامنات أو غير مستامنات مع الكراهة۔

● : (وفی الموسوعة الكويتية، محرمات، فقرة: 23، 223/36) أما أهل الكتاب، وهم اليهود والنصارىٰ فللمسلم أن يتزوج من نسائهم۔

● : (وفی الهندية: 281/1) وكل من يعتقد ديناً سماوياً وله كتاب منزل كصحف إبراهيم عليه السلام وشيث عليه السلام وزبور دائود عليه السلام، فهو من أهل الكتاب فتجوز مناكحتهم وأكل زبائحهم كذا فی التبيين۔

● : (وفی الدر مختار: 45/3) (وصح نكاح كتابية) وإن كره تنزيها (مؤمنة بنبيٍّ) مرسل (مقرةٍ بكتاب) منزل۔

● : (وفی الموسوعة الکویتیة، کفر، فقرۃ: 22، 26/35) ویجوز للمسلم زواج الحرائر من نساء أهل الکتاب وهم الیهود والنصاریٰ لقول اللّٰہ تعالیٰ (والمحصنات من الذین أوتوا الکتاب من قبلکم) ولأن الصحابة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهم تزوجوا من أهل الذمة۔۔۔۔

● : (وفی خیر الفتاویٰ: 336/4) **عیسائیوں کی عورتوں سے نکاح کا حکم۔** سوال: دو آدمیوں میں بحث ہوئی، ایک کہتا ہے کہ مسیحی عورت سے نکاح جائز ہے، جبکہ دوسرا کہتا ہے کہ جائز نہیں، جب اس کی توجہ اس طرف مبذول کرائی گئی کہ وہ اہل کتاب ہیں تو کہا اس وقت دنیا میں کوئی اہل کتاب نہیں، سب مشرک ہو چکے ہیں اور مشرک سے نکاح جائز نہیں، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ بات کہاں تک صحیح ہے؟ حالانکہ حضورؐ حضرت عیسیٰؑ کے 500 سال بعد تشریف لائے ہیں اور یہ اعلان فرمایا کہ: أليوم أحل لكم الطيبات و طعام الذين أوتوا الكتاب حل لكم۔ اور قرآن پاک ہی کے مطابق عیسائی آنحضرتؐ کے وقت مشرک ہو چکے تھے، جیسا کہ فرمایا: وإذقال اللّٰہ يعيسى ابن مريم أأنت قلت۔ تو اب ان میں کون سی بات ہے جو بڑھ گئی ہے، جس کی بناء پر مندرجہ بالا حکم میں ترمیم کریں؟

جواب: الجواب حامداً و مصلیاً: موجودہ دور کے عیسائی اور یہودی فقط نام کے عیسائی یا یہودی ہوتے ہیں، درحقیقت دہریہ اور منکر خدا ہوتے ہیں، اس لیے ان کی عورتوں کا بھی وہی حکم ہے جو دیگر مشرکین کی عورتوں کا ہے، جو لوگ حقیقتاً یہودیت و نصرانیت پر قائم ہوں، ان کی عورتوں کے ساتھ نکاح کرنا اگرچہ فی نفسہ حلال ہے، مگر بہت سے مفاسد اور خرابیوں کی بناء پر جمہور صحابہؓ و تابعینؒ ان کی عورتوں کے ساتھ نکاح کو مکروہ سمجھتے تھے، حضرت عمرؓ کے زمانہ میں دو تین صحابہؓ نے اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کر لیا تھا، حضرت عمرؓ کو پتہ چلا تو سخت ناراض ہوئے اور حکم دیا کہ ان کو طلاق دیں، چنانچہ طلاق دلوا بھی دی، آج کا دور اس دور سے بہت مختلف ہے، آج تو اور زیادہ شدت سے اجتناب کی ضرورت ہے، حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ تفسیر معارف القرآن 72/3 میں لکھتے ہیں: قرآن و سنت اور اسوۂ صحابہؓ کی رو سے مسلمانوں پر لازم ہے کہ آج کل کی کتابی عورتوں کو نکاح میں لانے سے کلی پرہیز کریں۔

قال فی الدر المختار: وصح نکاح کتابیة وإن کره تنزیهاً مؤمنة بنبی مرسل مقرة بکتاب منزل اهـ قال فی الشامیة (قوله و إن کره تنزیها) سواء کانت ذمیة أو حربیة ففإن صاحب البحر إستظهر أن الکراهة فی الکتابیة العربیة تنزیهیة فالذمیة أولیٰ قلت علل ذٰلک فی البحر بأن التحریمیة لا بدلها من نهی أو ما فی معناه لإنها فی رتبة الواجب و فیه ان اطلاقهم الکراهة فی الحربیة یفید أنها تحریمیة والدلیل عند المجتهد علیٰ أن التعلیل یفید ذٰلک ففی الفتح یجوز تزوج الکتابیات والأولیٰ أن لا یفعل ولا یأکل زبیحتهم إلا للضرورة وتکره الکتابیة الحربیة

إجماعا لا فتتاح باب الفتنة من إمكان التعلق المستدعی للمقام معها فی دار الحرب و تعریض الولد علی التخلق بإخلاق أهل الكفر علی الرق بأن تسبی و هی حبلی فیولد رقیقا و إن كان مسلما اهـ فقوله و الأولی أن لا یفعل یفید كراهة التنزیهیة فی غیر الحربیة و ما بعده یفید كراهة التحریم فی الحربیة تأمل۔ (ردالمختار، فصل فی المحرمات: 314/2)

● : (و فی كفایت المفتی: 142/7، إدارة الفاروق) **اہل کتاب کے ساتھ نکاح۔** سوال: کیا اہل کتاب (عیسائی و یہودی) کے ساتھ بموجب شرع محمدی عقد نکاح جائز ہے؟

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: اہل کتاب یعنی یہودی اور نصرانی عورتوں سے مسلمان شادی کر سکتے ہیں، لیکن کوئی مسلمان لڑکی یہودی یا نصرانی مرد کے نکاح میں نہیں دی جاسکتی۔ (هكذا فی 141/7)

● : (و فی امداد الفتاوی: 241/2) **اس زمانہ کی عیسائی عورتوں سے نکاح پر اشکال اور جواب۔** سوال: نصاریٰ جو تثلیث کے علی العموم قائل ہیں مشرک ہیں کہ نہیں، اگر مشرک ہیں تو ان کی عورتوں سے نکاح کیوں کر جائز ہوا؟ قوله تعالیٰ: و لا تنكحوا المشركات الخ۔ اور اگر یہ مشرک نہیں ہیں تو تثلیث کا قائل ہو کر ان کا موحد ہونا سمجھ میں نہیں آتا، جواب شافی سے تسکین فرمائیے۔

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: مشرک کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ جس کا مذہب سماوی نہ ہو، دوسرا وہ جو سماوی مذہب کا معتقد ہو، گو اس میں تحریف کر کے شرک کا قائل ہو گیا، پس آیت و لا تنكحوا المشركات میں ممانعت قسم اول سے نکاح کرنے کی ہے اور آیت و المحصنت من الذین أوتوا الكتاب من قبلكم۔ میں دوسری قسم سے نکاح کی اجازت ہے، پس نہ نصاریٰ کا موحد ہونا لازم آیا اور نہ آیت و لا تنكحوا کے خلاف مشرکات سے نکاح حلال ہونا لازم آیا، لیکن اس زمانہ میں جو نصاریٰ کہلاتے ہیں وہ اکثر قومی حیثیت سے نصاریٰ ہیں، مذہبی حیثیت سے محض دہریے و سائنس پرست ہیں، ایسوں کے لیے یہ حکم جواز نکاح کا نہیں ہے۔

● : (و فی فتاوی دار العلوم دیوبند: 217/7) **عیسائی عورت سے نکاح درست ہے یا نہیں۔** سوال: اس وقت عیسائی عورت سے جو انگریز ہو، ولایتی ہو، شادی کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: جائز نہیں ہے، یہی احوط اور اس زمانے میں یہی حسب روایات فقہ راجح ہے۔ (جائز ہے جیسا کہ پہلے خود مفتی علام لکھ چکے ہیں، ہاں احتیاط کے خلاف ہے۔ ظفیر) (هكذا فی 149/7، 157/7)

● : (هكذا فی عباد الرحمن: 406/3)

(137): (و فی المحمودیة: 450/11) **کتابیہ سے نکاح۔** سوال: زید مسلمان ہے، وہ کتابیہ سے

شادی کرسکتا ہے یا نہیں، اگر کرسکتا ہے تو کوئی شرط وغیرہ تو نہیں؟

جواب: الجواب حامدا و مصليا: عالم گیری میں ہے: "وكل من يعتقد ديناً سماوياً وله كتاب منزل كصحف إبراهيم و شيث و زبور داؤد عليه السلام، فهو من أهل الكتاب، فتجوز مناكحتهم وأكل ذبائحهم۔" نیز درمختار 289/2 على هامش رد المحتار میں ہے "وصح نكاح كتابية۔" نیز قرآن مجید سے بھی ثابت ہے: "والمحصنات من الذين أوتوا الكتاب۔" الخ (پ:6، سورۃ مائدہ)۔ مذکورہ بالا عبارتوں سے معلوم ہوا کہ مسلمان مرد کتابیہ (عیسائی ہو یا یہودی) سے نکاح کرسکتا ہے۔

"الحيلة الناجزة، ص: 165۔" میں لکھا ہے کہ: "اگر عورت کتابیہ یعنی یہودیہ نصرانیہ وغیرہ ہو تو اس سے مسلمان مرد کا نکاح دو شرطوں کے ساتھ ہوسکتا ہے۔ اول: یہ کہ وہ تمام اقوام یورپ کی طرح صرف نام کی عیسائی اور درحقیقت لامذہب (دہریہ) نہ ہو بلکہ اپنے مذہبی اصول کو کم از کم مانتی ہو، اگرچہ عمل میں خلاف بھی کرتی ہو، دوسری شرط یہ کہ وہ اصل سے یہودیہ و نصرانیہ ہو، اسلام سے مرتد ہوکر یہودیت یا نصرانیت اختیار نہ کی ہو، جب یہ دونوں شرطیں کسی کتابیہ عورت میں پائی جائیں تو اس سے نکاح صحیح و منعقد ہو جاتا ہے لیکن بلاضرورت شدیدہ اس سے بھی نکاح مکروہ ہے اور بہت سے مفاسد پر مشتمل ہے، اس لیے حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے عہد خلافت میں مسلمانوں کو کتابیہ عورتوں سے نکاح کرنے کو منع فرمادیا تھا اور جب عہد فاروقی میں کہ زمانہ خیر تھا، ایسے مفاسد موجود تھے تو آج کل جس قدر مفاسد ہوں کم ہیں۔"

بالخصوص موجودہ اقوام یورپ کے ساتھ مسلمانوں کے تعلقات ازدواج تو بالکل ہی ان کے دین و دنیا کو تباہ و برباد کردینے والے ہیں جن کا روزمرہ مشاہدہ ہوتا ہے اور پھر کہ اولاد عموماً کمسنی میں ماں سے زیادہ مانوس ہوتی ہے اور اس کے اثرات سے متاثر ہونے کا مظنہ غالب ہے، چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں حضرت حذیفہؓ وطلحہؓ وکعب بن مالکؓ نے کتابیہ سے نکاح کیا تو آپؓ خفا ہوگئے، خفگی کی وجہ ابن ہمام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "وإنما كان غضبه لخلطة الكافرة بالمؤمن وخوف الفتنة على الولد، لأنه في صغره ألزم لأمه۔" فتح القدير، كتاب النكاح: 230/3۔

نیز: تجربہ سے یہ ثابت ہوا کہ انہوں نے مسلمانوں کے نکاح میں آکر اکثر غدر اور نقصان کیا ہے، لہٰذا سلامتی اسی میں ہے کہ ان سے مناکحت کا سلسلہ کسی مجبوری کے بغیر نہ کیا جائے۔ اس کا بھی خیال رکھا جائے کہ مسلمان عورتوں کا نکاح کسی کافر مرد سے کسی حال میں جائز نہیں، خواہ کفر کی کوئی قسم ہو، کتابی ہو یا غیر کتابی۔

(138): (وفي علم الفقه، للعلامة عبدالشكور اللكنوی: 726/6، دار الاشاعت، کراچی) اہل کتاب کے ساتھ نکاح اگرچہ جائز ہے، مگر کراہت کے ساتھ، حربی اہل کتاب کے ساتھ نکاح کرنا مکروہ تحریمی ہے اور غیر حربی کے ساتھ مکروہ تنزیہی۔

● : (و فی مسائل بهشتی زیور مکمل: **463**) مسئلہ: مسلمان مرد کا کسی اہل کتاب عورت یعنی یہودی یا عیسائی عورت سے نکاح ہوتو جاتا ہے، لیکن بہت سی خرابیوں کی وجہ سے مکروہ تحریمی ہے، ایک دو خرابیاں یہ ہیں:

1۔ مردوں میں عام طور سے دینداری مغلوب ہے یا سرے سے ہے ہی نہیں، اس صورت میں پیدا ہونے والے بچوں پر ماں کا غلبہ ہوجاتا ہے اور بچے ماں کا دین اختیار کر لیتے ہیں، مسلمان باپ کی وجہ سے بچے مسلمان ہوئے، لیکن بعد میں انہوں نے ماں کا دین اختیار کرلیا تو مرتد ہوئے۔

2۔ خود مرد بھی عورت کے افکار و نظریات سے متاثر ہوجاتے ہیں، اس لیے ان عورتوں سے نکاح کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

● : (و فی تسهیل بهشتی زیور: **41/2**) **عیسائی اور یہودی عورت سے نکاح۔** آج کل کے اکثر عیسائی اور یہودی دہریہ اور لامذہب ہیں اور دہریہ عورت سے مسلمان مرد کا نکاح نہیں ہوسکتا، البتہ اگر کسی عیسائی یا یہودی عورت کے بارے میں تحقیق سے معلوم ہوجائے کہ یہ دہریہ نہیں، اپنے مذہب پر قائم ہے تو اس سے نکاح ہوجائے گا مگر کچھ خطرات کی بناء پر اس سے بچنا واجب ہے، مثلاً اولاد کے کافر ہونے کا سخت خطرہ ہے، بلکہ خود شوہر کا دین بھی خطرہ سے خالی نہیں، علاوہ ازیں ایسی عورتیں جاسوسی کا کام کرتی ہیں، لہٰذا یہ ملک کی سالمیت کے لیے بہت خطرناک ہیں۔

● : (و فی أحسن الفتاوی: **89/5**) **عیسائی اور یہودی عورت سے نکاح۔** سوال: کیا موجودہ دور کی عیسائی یا یہودی عورت سے مسلمان مرد کا نکاح جائز ہے؟

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: آج کل کے اکثر عیسائی اور یہودی دہریہ ہیں اور دہریہ عورت سے مسلمان مرد کا نکاح نہیں ہوسکتا، اگر کسی عیسائی یا یہودی عورت کے بارے میں تحقیق سے معلوم ہوجائے کہ یہ دہریہ نہیں تو اس سے نکاح ہوجائے گا، مگر دوسرے خطرات کی بناء پر اس سے پرہیز واجب ہے، مثلاً اولاد کے کافر ہونے کا سخت خطرہ ہے، بلکہ خود شوہر کا دین بھی خطرہ سے خالی نہیں، علاوہ ازیں ایسی عورتیں جاسوسی کا کام کرتی ہیں، لہٰذا یہ ملک کی سالمیت کے لیے بہت خطرناک ہیں، نیز کتابیہ سے نکاح کرنے والے کے قلب میں اس کی عظمت ہوتی ہے، جو کفر ہے۔

● : (و فی الهندیة: **281/1**) دیکھیں حوالہ: 134

● : (و فی الشامیة: **45/3**) دیکھیں حوالہ: 134

● : (و فی خیر الفتاوی: **336/4**) دیکھیں حوالہ: 136

(139) : (و فی الموسوعة الکویتیة، کفر، فقرة: **23**، **27/35**) و لا یجوز للکافر أن یتزوج

مسلمة لقول اللہ تعالیٰ: (ولا تنکحوا المشرکین حتیٰ یؤمنوا۔ ولأن فی نکاح المؤمنة الکافر خوف وقوع المؤمنه فی الکفر، لأن الزوج یدعوها إلی دینه، والنساء فی العادات یتبعن الرجال فیما یؤثرون من الأفعال ویقلدنهم فی الدین، وقد وقعت الإشارة إلی ذلک فی آخر الآیة بقوله عزوجل: (أولٰئک یدعون إلی النار) لأنهم یدعون المؤمنات إلی الکفر، والدعاء إلی الکفر دعاء إلی النار، لأن الکفر یوجب النار، فکان نکاح الکافر المسلمة سببا داعیا إلی الحرام فکان حراما، والنص وإن ورد فی المشرکین لکن العلة وهی الدعاء إلی النار تعم الکفرة أجمع، فیعم الحکم بعموم العلة۔

● : (وفی الشامیة: 132/2) وفی المحیط: تزوج ذمی مسلمة فرق بینهما لأنه وقع فاسد

● : (وفی فتاوی دار العلوم زکریا: 608/3) *مطلق کافر کے ساتھ عقدِ نکاح کی ممانعت۔* سوال: مسلمان عورت کا نکاح نصرانی یا یہودی سے نہیں ہوسکتا، بعض لوگ اس کی دلیل قرآن پاک سے مانگتے ہیں تو قرآن کریم میں: (ولا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا ولعبد مومن خیر من مشرک) وارد ہے لیکن کوئی ایسی آیت ہے جس میں کافر، یہودی، نصرانی کے ساتھ نکاح کی بھی ممانعت ہو؟

جواب: الجواب حامدا ومصلیا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (فإن علمتموهن مؤمنات فلا ترجعوهن إلی الکفار، لاهن حل لهم ولا هم یحلّون لهن)۔ اس آیت کریمہ میں کفار مردوں کے لیے مسلمان عورتوں کے حلال نہ ہونے کا صاف ذکر ہے، کافر عام ہے، چاہے مشرک ہو یا یہودی، نصرانی ہو یا ہندو سب کو شامل ہے، تفسیر قرطبی میں ہے: أی لم یحل اللہ مؤمنة لکافر۔ (43/13)

أحکام القرآن میں ہے: وروی الشیبانی عن السفاح بن مطر عن داؤد بن کردوس قال: کان رجل من بنی تغلب نصرانی عنده إمرأة من بنی تمیم نصرانیة فأسلمت المرأة وأبی الزوج أن یسلم ففرق عمر رضی اللہ عنه بینهما۔ (438/3)۔

● : (وفی علم الفقه، للعلامة عبد الشکور اللکنوی: 726/6، دار الاشاعت، کراچی) دیکھیں حوالہ: 138

● : (وفی المحمودیة: 450/11) دیکھیں حوالہ: 137

● مسلمانوں کے فرقوں سے نکاح:

(1) فرقوں کا مطلب:

(140) : (وفی الموسوعة الکویتیة، فرق الامة، فقرة: 5، 106/32) ذهب جمهور

الفقهاءإلى أنه لا يكفر أحد من أهل القبلة، إلا من أنكر منهم أمرا معلوما من الدين بالضرورة، كنفى الصانع، أو نفى ما هو ثابت بإجماع من الصفات، كالعلم، والقدرة، وإثبات ما هو منفى عنه باالإجماع، كحدوث الله سبحانه، وقدم العالم، أو إعتقد مذهب الحلول و التناسخ، أوإعتقد الوهية بعض أئمتهم، أوأنكر ركنا من أركان الإسلام، كوجوب الصلاة، والصوم، والزكاة، والحج، أو أحل ما حرم القرآن، بنض لايقبل التأويل كالزنا، و نكاح البنات، و غير ذلک مماورد فى تحريمه أو تحليله نص صريح لايقبل التأويل، وهذا الصنف من الفرق لايعد من المسلمين، وحكمهم حكم المرتدين عن الدين، ولا تحل ذبائحهم ولا نكاح المرأة منهم، ولا يقر فى دار الإسلام بالجزية، بل يستتاب فإن تابوا، وإلا وجب قتلهم۔

(141): (وفى الموسوعة الكويتية، أهل الاهواء، فقرة: 5، 101/7) الأصل أنه يحرم هجران المسلم فوق ثلاث إلا لوجه شرعى، لحديث رسول الله ﷺ: "لا يحل لمسلم أن يهجر أخاه فوق ثلاث ليال يلتقيان فيعرض هذا ويعرض هذا، وخيرهما الذى يبدأ صاحبه بالسلام۔" وقد إعتبر السلف وجمهور الأئمة الإبتداع فى العقائد من الأسباب المشروعة للهجر، وأوجبوا هجر أهل الأهواء من المبتدعة، الذين يجاهرون ببدعهم أويدعون إليها۔

(142): (وفى الموسوعة الكويتية، بدعة، فقرة: 37، 40/8) إذا كان المبتدع غير مجاهر ببدعته ينصح، ولا يجتنب ولا يشهر به، لحديث الرسول ﷺ: ومن ستر مسلما ستره الله فى الدنيا والآخرة۔ وأما إذا كان مجاهرا بشىء منهى عنه من البدع الإعتقادية أو القولية أو العملية، وهو يعلم ذلک۔ فإنه يسن هجره، وقد إشتهر هذا عند العلماء، وروى عن عمر بن الخطاب رضى الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: لاتجالسوا أهل القدر۔ ولاتفاتحوهم۔

(143): (وفى علم الفقه، للعلامة عبدالشكور اللكنوى: 727/6، دار الاشاعت، كراچى)

مسلمانوں کے جس قدر فرقے ہیں ان میں بہت کچھ اختلاف ہے۔ مگر دینی نہیں ہے، لہٰذا سب آپس میں نکاح کرسکتے ہیں، شیعہ ہوں یا سنی، خارجی یا معتزلی، ہاں وہ فرقے جو ضروریات دین کے منکر ہوں یعنی ایسی چیزوں کا انکار کریں جو بدلیل قطعی شریعت اسلامیہ میں ثابت ہیں، جیسے نیچری فرقہ کے لوگ کہ وہ جنت دوزخ، فرشتوں، قیامت، ثواب وعذاب اور مردوں کے زندہ ہونے کا انکار کرتے ہیں، حالانکہ یہ امر بنص قطعی شریعت میں ثابت ہیں، لہٰذا ایسے لوگ مسلمان نہ سمجھے جائیں گے، گوکہ اپنے آپ کو مسلمان کہیں اور مسلمانوں کو ان کے ساتھ نکاح کرنا ہرگز جائز نہیں، مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اگر چہ مناکحت جائز ہے لیکن مناسب یہ ہے کہ اہل سنت اپنی لڑکی کسی دوسرے فرقہ کو حتی الامکان نہ دیں، کیونکہ عورت محکوم ہوتی ہے،

اندیشہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کا مذہب نہ اختیار کرلے۔

(2) مختلف فرقوں کا تفصیلی حکم:

1۔ قادیانیوں سے نکاح:

(144): (وفی فتاوی دار العلوم زکریا: **599/3**) **شیعہ یا قادیانی سے عدم جواز نکاح پر اشکال اور جواب** سوال: اگر کوئی قادیانی یا شیعہ کی لڑکی سے نکاح کرے تو کیوں ناجائز ہے؟ حالانکہ یہ مرتد نہیں ہوئے، باپ مرتد ہوا تو یہ اہل کتاب کے حکم میں کیوں نہیں؟ جبکہ بظاہر قرآن وحدیث کو بھی مانتے ہیں اور کتابی بالکل نہیں مانتے۔

جواب: **الجواب حامدا ومصلیا**: اہل کتاب وہ ہیں جو دین اسلام کو نہیں مانتے ہوں اور عیسائی یا یہودی ہوں، لیکن جو لوگ اپنے آپ کو اسلام کا ایک فرقہ سمجھ کر اسلام کی مخالفت کریں اور جڑیں کاٹتے ہوں ایسے لوگ زندیق کہلاتے ہیں، ان کے ساتھ رشتہ مناکحت قائم کرنے کی گنجائش نہیں، زندیق اور ملحد اہل کتاب کے علاوہ ہیں، نیز علماء نے شیعہ اور قادیانیوں کے عقائد کی تحقیق فرما کر ان کو مرتد قرار دیا ہے اور مرتد کے ساتھ بھی نکاح کا رشتہ جوڑنا جائز نہیں ہے۔ فتاوی ہندیہ میں ہے: **وکل من یعتقد دیناً سماویاً وله کتاب منزل کصحف إبراهیم علیه السلام و شیث علیه السلام و زبور داؤد علیه السلام، فهو من أهل الکتاب فتجوز مناکحتهم وأکل ذبائحهم کذا فی التبیین۔ (الفتاوی الهندیة: القسم الرابع المحرمات بالشرک: 281/1)** گمراہ فرقوں سے نکاح جائز نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو فتاوی ہندیہ میں ہے۔ **ولا یجوز نکاح المجوسیات والوثنیات ۔۔۔ ویدخل فی عبدة الأوثان عبدة المشس والنجوم والصور التی إستحسنوها والمعطلة والزنادقة والباطنیة والباحیة وکل مذهب یکفر به معتقده کذا فی فتح القدیر۔ (الفتاوی الهندیة: القسم الرابع المحرمات بالشرک: 281/1)**

● : (وفی جدید فقهی مسائل: **286/1**) جو لوگ اسلام سے قادیانیت کی طرف گئے ہیں وہ تو مرتد ہیں اوران سے نکاح کے جواز کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، لیکن جو لوگ نسلی طور پر قادیانی ہیں وہ بھی زندیق اور بددین ہیں اور ان سے بھی نکاح جائز نہیں، اسی بناء پر فقہاءؒ نے اہل قبلہ سے ہونے کے باوجود معتزلہ سے نکاح کی اجازت نہیں دی ہے۔ **المناکحة بین أهل السنة و أهل الاعتزال لا یجوز۔ (خلاصه الفتاوی: 6/2)** اس لیے قادیانی اہل کتاب کے حکم میں نہیں ہیں، بلکہ زندیق ہیں اور ان سے کسی قسم کا شادی بیاہ کا تعلق جائز نہیں۔

● : (وفی خیر الفتاوی: **347/4**) **مرزائی کو بیٹی کا رشتہ دینے والے کا حکم۔** سوال: زید نے اپنی

ایک بیٹی کا نکاح مرزائی سے کر رکھا ہے اور وہ بچی صاحب اولاد ہے اور زید کا مرزائیوں سے ملنا جلنا جاری ہے، شنید میں ہے کہ ایک بچی کا رشتہ زید نے شیعہ سے کر رکھا ہے، براہ کرم تحریر فرمائیں کہ زید جو خود مدعی اہل سنت والجماعت ہے اس کے بیٹے کے ساتھ کسی مسلمان بچی کا نکاح درست ہے؟

جواب: **الجواب حامدا و مصليا:** ایسے مرزائیت پسند لوگ بھی عجب نہیں کہ مرزائیوں کے زمرہ میں شامل کر دیئے جائیں، **قال تعالىٰ و من يتولهم منكم فإنه منهم۔** یہودیوں اور نصرانیوں سے دوستانہ تعلقات رکھنے والوں کے بارے میں وعید فرمائی گئی ہے اور مرزائی بھی چونکہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں، پس ان کے ساتھ یا مرزائیت پسند لوگوں کے ساتھ میل جول رکھنا یا رشتہ داری کے تعلقات پیدا کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں، لہٰذا زید کے بیٹے کے ساتھ کسی مسلمان بچی کا نکاح نہ کیا جائے تاوقتیکہ وہ قطعی طور پر اپنے والدین سے برأت و علیحدگی اختیار نہ کرے۔

● : **(وفی امداد الفتاوی: 248/2) مرزائی اور سنی میں مناکحت کا حکم۔** سوال: مناکحت باہم ایسے مرد و عورت کی کہ ایک ان میں سے سنی حنفی اور دوسرا مرزا غلام احمد قادیانی کا معتقد اور متبع ہو اور ان کے جملہ دعاوی اور الہامات کی تصدیق کرتا ہو، جائز ہے یا نہیں اگر اگر یہ دونوں یا ایک ان میں سے نابالغ ہو تو بولایت والدین جو ایسے ہی مختلف العقیدہ ہوں، کیا حکم ہے؟

جواب: **الجواب حامدا و مصليا:** مرزا کے بعض اقوال حد کفر تک پہنچے ہوئے ہیں، مگر یہ ممکن ہے کہ اس کا کوئی معتقد خاص اس قول کی خبر نہ رکھتا ہو، اس لیے مرزا کا معتقد ہونا اس کو مستلزم نہیں کہ خاص اس کفر کا بھی معتقد ہے، پس اگر یہ مرزائی خواہ مرد ہو یا عورت، بالخصوص اس قول کفری کا بھی معتقد ہو تو اس کا نکاح مسلمان مرد یا عورت سے نہیں ہو سکتا لیکن اگر یہ مرزائی بالغ ہے تو خود اس کا عقیدہ دیکھا جائے گا اور نابالغ ہے تو اس کے ماں باپ کا عقیدہ دیکھا جائے گا یعنی اگر ماں باپ دونوں مرزائی ہوں گے تو اس نابالغ کو مرزائی قرار دیں گے اور اگر ایک بھی غیر مرزائی ہے تو اس کو غیر مرزائی قرار دے کر یہ حکم مذکور ثابت نہ کریں گے اور اگر یہ مرزائی خاص کسی ایسے امر موجب کفر کا معتقد نہیں تو مبتدع ہے اور سنی حنفی کا دیانت میں کفو نہیں، پس اگر یہ عورت ہے تو مرد سنی حنفی کا نکاح اس سے درست نہیں ہے اور اگر یہ مرد ہے اور عورت سنیہ حنفیہ ہے تو اگر یہ عورت بالغ ہے اور اس کی اجازت سے نکاح ہوا ہے تو نکاح ہو گیا اور اسی طرح اگر نابالغ ہے اور باپ دادا نے کر دیا تب بھی ہو گیا اور اگر باپ دادا کے سوا کسی اور نے کیا یا باپ دادا کچھ شفیق و خیر خواہ نہیں ہیں تو سوال میں اس کی تصریح ہونے سے جواب دیا جائے گا۔ **(هكذافی صفحه242، 249)**

● : **(وفی كفايت المفتى: 119/7، إدارة الفاروق) سنی لڑکی کا نکاح قادیانی سے درست ہے یا نہیں؟** سوال: ایک شخص کا باپ احمدی ہے اور وہ خود بھی احمدی ہے، اس شخص کی شادی ایک اہل سنت

والجماعۃ لڑکی سے ہوئی ہے، شادی ہونے سے پہلے اس شخص کے احمدی خیالات پوشیدہ تھے، شادی ہونے کے بعد اس نے اپنے خیالات ظاہر کیے، اس کا باپ اپنی احمدیت نہیں چھوڑتا ہے، مگر وہ شخص توبہ کرنے کے لیے تیار ہے اور علمائے دین کے فتوے کو بھی ماننے کے لیے تیار ہے، مگر اپنی زبان سے مرزا صاحب کو کافر نہیں کہتا ہے، اب اگر وہ اپنا قادیانی عقیدہ چھوڑ کر دائرہ اسلام میں آتا ہے اور اپنی زبان سے مرزا صاحب کو کافر نہیں کہتا، اس کو مسلمان سمجھا جائے گا یا نہیں؟ اور اس کے ساتھ رشتہ داری رکھی جائے یا نہیں؟

جواب: **الجواب حامدا و مصلیا:** قادیانی کا نکاح اہل سنت والجماعت لڑکی سے درست نہیں ہوتا، اگر ایسا نکاح ہو گیا ہے تو وہ ناجائز اور باطل ہے، اب اگر خاوند قادیانی مذہب اور اس کے عقائد سے تائب ہو کر مذہب اہل سنت والجماعت اختیار کر لے اور مرزا غلام احمد کو کاذب اور ضال ومضل سمجھنے لگے تو جب بھی از سرِ نو نکاح کی تجدید کرنی ہوگی، مرزا صاحب کو اپنی زبان سے کافر نہ کہے تو نہ کہے، مگر یہ اقرار کرنا لازم ہوگا کہ جو علماء مرزا صاحب کی تکفیر کرتے ہیں وہ حق پر ہیں، اس کے ساتھ اہل سنت والجماعت کے عقائد کو مانے اور ان کے اعمال میں شریک رہے تو دوبارہ نکاح کر دیا جائے۔

(ھکذافی صفحہ113، 116، 117، 121، 122، 123)

● : **(وفی فتاوی دار العلوم دیوبند: 227/7) قادیانی سے جس عورت نے نکاح کیا وہ بغیر طلاق دوسرے مسلمان سے شادی کر سکتی ہے یا نہیں؟** سوال: مسماۃ ہندہ زید مرزائی کے نکاح میں عرصہ سے ہے مگر ہندہ زید کے گھر سے دو سال سے چلی گئی ہے، اب ایک مسلمان اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے، کیا مرزائی سے طلاق لینے کی ضرورت ہے؟

جواب: **الجواب حامدا و مصلیا:** مرزائی چونکہ کافر ہے، اس لیے ہندہ کا نکاح اس سے منعقد نہ ہوا تھا، لہٰذا مرزائی کی طلاق کی ضرورت نہیں ہے، ہندہ کا دوسرے مسلمان سے نکاح کرنا درست ہے۔

2۔ شیعہ سے نکاح:

(145): (وفی الشامیۃ: 279/2 بحوالہ خیر الفتاوی) وبھذا ظھر أن الرافضی إن کان ممن یعتقد الألوھیۃ فی علی أو أن جبریل غلط فی الوحی أو کان ینکر صحبۃ الصدیق أو یقذف السیدۃ الصدیقۃ فھو کافر۔

● : **(وفی فتاوی دار العلوم زکریا: 598/3) سنی لڑکے کا شیعہ لڑکی سے نکاح کا حکم۔** سوال: کیا سنی لڑکے کا نکاح شیعہ لڑکی کے ساتھ جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کے برعکس کیا حکم ہے؟ یعنی سنی لڑکی کا نکاح شیعہ لڑکے کے ساتھ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:الجواب حامدا و مصلیا: جو شیعہ قطعیات اسلام کے خلاف کوئی عقیدہ رکھتے ہوں وہ کافر ہیں، ان کے ساتھ رشتۂ مناکحت جائز اور درست نہیں ہے۔ عام طور پر شیعہ درج ذیل کفریہ عقائد رکھتے ہیں: 1۔ حضرت علیؓ کی الوہیت کا عقیدہ۔ 2۔ حضرت عائشہؓ پر تہمت لگانا۔ 3۔حضرت جبرئیلؑ سے غلطی ہونے کا عقیدہ۔ 4۔ تحریف قرآن کا عقیدہ۔ 5۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صحابیت کا منکر ہونا وغیرہ وغیرہ۔لہٰذا کفریہ عقائد رکھنے والے گمراہ فرقہ لوگوں کے ساتھ نکاح وغیرہ سے اجتناب لازم ہے اور ایسے لوگوں کا حکم مرتد کی طرح ہے اور مرتد کے ساتھ بھی نکاح جائز نہیں ہے، نیز فقہا نے کفریہ عقائد رکھنے والوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے، ملاحظہ فرمائیں فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

ولو قذف عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها بالزنی کفر باللہ۔۔۔من أنکر إمامة أبی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنه فهو کافر، و کذالک من أنکر خلافة عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه۔۔۔ویجب إکفار الروافض فی قولهم برجعة الأموات إلی الدنیا و تناسخ الأرواح و بإنتقال روح اللہ إلی الأمة، و بقولهم فی خروج امام باطن و بتعطیلهم الأمر والنهی إلی أن یخرج الإمام الباطن، و بقولهم إن جبرئیل علیه السلام غلط فی الوحی إلی محمد صلی اللہ علیه وسلم دون علی بن أبی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنه، وهو لاء القوم خارجون عن الملة الإسلام و أحکامهم أحکام المرتدین، کفذا فی الظهیریة۔(الفتاوی الهندیه:264/2)

● : (وفی امداد الفتاوی:251/2) نکاح سنیہ باشیعی؟ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ سنی المذہب عورت بالغہ کا نکاح زید شیعی مذہب کے ساتھ برضائے شرعی باپ کی تولیت میں ہوگیا، اس نکاح کو عرصہ گزر گیا، یہاں تک کہ ہندہ کے بطن سے زید کی اولاد بھی ہوئی، اب ہندہ کو یہ بات معلوم ہوئی کہ شیعہ سبیّہ کافر ہیں، اس لیے نکاح کا انعقاد نہیں ہوتا اور جماع بہ حکم زنا ہوتا ہے، پس ہندہ اسی علم کے وقت سے مباشرت سے محترزہ ہے اور چاہتی ہے کہ نکاح فیما بین الزوجین فسخ ہوجائے، علمائے شریعت عزاء سے دریافت طلب یہ امر ہے کہ سنی وشیعہ کا بہ تفریق مذہب نکاح جیسا کہ ہندوستان میں شائع ہے عند الشرع صحیح ہوتا ہے یا نہیں اور عورت بوجہ جہالت مسئلہ یا شیعی مرد کے تقیہ اپنے آپ کو سنی ظاہر کرنے کی بناء پر اگر شیعہ کے نکاح میں چلی جائے تو مسئلہ سے واقف ہونے یا خاوند شیعہ کے خیالات تشنیع اور تبرا اور سب الشیخین علی الاعلان ظاہر ہونے پر اپنے نفس کو اس کی زوجیت سے نکالنے کی مجاز ہے یا نہیں، نیز اسی حالت میں پیدا ہونے والی اولاد پر کیا حکم لگایا جائے گا؟

جواب:الجواب حامدا و مصلیا:فی الدر المختار و تعتبر الکفائة دیانة أی تقوی فلیس فاسق کفو الصالحة الخ و فیه لوزوجوها برضاها ولم یعلموا بعدم الکفاءة ثم علموا الأخبار

لأحد إلا إذا شرطوا الكفائة أو أخبر هم بها وقت العقد فزوجوها علىٰ ذلک ثم ظهر أنه غير كفو كان لهم الخيار ولو الجية فليحفظ۔ روایت اولیٰ کی بناء پر یہ نکاح غیر کفو سے ہوا **ولم يثبت كون السب كفراً** اور روایت ثانیہ کی بناء پر جب زوجہ اور اولیاء دونوں نکاح غیر کفو پر رضامند ہوں نکاح لازم ہو جاتا ہے اور غیر کفو ہونے کا علم نہ ہو جب بھی نکاح ہو جاتا ہے، البتہ تصریحاً کفاءۃ شرط ٹھہری تھی یا زوج نے زبان سے تصریحاً خبر دی تھی میں سنی ہوں، اس صورت میں یہ نکاح باوجود انعقاد کے لازم نہیں ہوا لکن لا بدللفسخ من وجود قاض شرعی اور باقی سب صورتوں میں حق فسخ نہیں ہے اور چونکہ نکاح منعقد ہو گیا لہٰذا اولاد سب ثابت النسب اور صحبت حلال ہے۔

(هكذافی صفحه:255)

● : (وفی كفايت المفتی: 125/7) **فرقہ شیعہ سے اہل سنت کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟** سوال: فرقۂ شیعہ سے اہل سنت والجماعت کی مناکحت جائز ہے یا نہیں؟

جواب: الجواب حامدا ومصليا: شیعہ جو غالی ہیں یعنی ایسے اعتقاد رکھتے ہیں جن سے کفر لازم آ جاتا ہے تو ان کے ساتھ مناکحت کی ایک صورت جائز ہے کہ لڑکا سنی ہو اور لڑکی شیعہ ہو، لیکن اگر لڑکی سنی ہو اور لڑکا غالی شیعہ ہو تو نکاح درست نہ ہوگا۔

(هكذافی صفحه:123، 126، 127، 128، 130، 132، 134، 135، 136)

● : (وفی فتاوی رحيمية: 187/8) **شیعہ لڑکی سے سنی لڑکے کا نکاح؟** سوال: 1۔ لڑکا سنی ہے اور شادی شدہ ہے اور لڑکی سنی ہے، دوسری شادی شیعہ لڑکی سے کرنی ہے اور لڑکی کے ماں باپ کا ارادہ ہے کہ شیعہ طریقے سے نکاح ہو، ان کے سماج میں دکھاوے کے لیے وہ شیعہ طریقے سے نکاح کرنا چاہتے ہیں، ان کے نکاح کے بعد اگر لڑکا سنی طریقے سے اپنے گھر پر نکاح کر لے تو ان کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ 2۔ لڑکی سنی طریقہ اختیار کرنے کو راضی ہے، صرف والدین کو راضی کرنے کے لیے وہ شیعہ طریقے سے نکاح کرنے کو کہہ رہی ہے۔ 3۔ اگر شیعہ طریقے سے نکاح کرتے ہیں تو اسلام سے خارج ہوتے ہیں یا نہیں؟ 4۔ اگر شادی کے بعد لڑکی شیعہ مذہب میں رہے اور لڑکا سنی مذہب میں رہے تو اس کے لیے مذہبی اعتبار سے کیا رائے ہے؟

جواب: الجواب حامدا ومصليا: 1۔ شیعوں اور روافض میں بہت سے فرقے ہیں اور عقائد بھی مختلف ہیں، جو لوگ حضرت علیؓ کو معاذ اللہ خدا سمجھتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ساتھ قدرت وغیرہ میں شریک مانتے ہیں، جن کا عقیدہ ہے کہ حضرت جبرائیلؑ نے وحی لانے میں غلطی کی، حضرت علیؓ کے بجائے حضرت محمد مصطفی ﷺ کو پہنچائی اور جو ام المؤمنین حضرت عائشہؓ پر (معاذ اللہ) زنا کی تہمت لگاتے ہیں اور جو

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صحابی ہونے کا انکار کرتے ہیں وغیرہ ذلک کفریہ عقیدہ رکھنے والوں کو فقہائے کرام نے دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ **نعم لا شک فی تکفیر من قذف السیدة عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا أو أنکر صحبة الصدیق أو إعتقد الألوھیة فی علی رضی اللہ عنہ أو أن جبریل غلط فی الوحی أو نحو ذلک من الفکر الصریح المخالف للقرآن۔** (شامی: 406/3، فتاویٰ عالمگیری: 264/2) اور جن کے عقیدے حد کفر تک نہیں پہنچے مبتدع اور گمراہ ہیں، سوال میں جس لڑکی کا ذکر ہے وہ کس عقیدہ کی ہے اور کس گروہ سے تعلق رکھتی ہے، اس کا جاننا مشکل ہے، اس لیے جب تک لڑکی شیعی یا رافضی عقیدے سے تائب ہو کر اہل سنت میں شامل نہ ہو اور سنی طریقہ سے شادی کرنا منظور نہ کرے اس سے نکاح نہ کیا جائے، چنانچہ عقائد الاسلام (مصنفہ صاحب تفسیر حقانی) میں ہے: ''شیعہ کو کیا ہوا ہے کہ حضرت کے اصحاب کو جن کی خوبیاں قرآن میں مذکور ہیں اور ان کا ثبوت یقینی ہے برا کہتے ہیں، اور طرح طرح کے عیوب ان میں ثابت کرتے ہیں اور ان کی عداوت کو اور ان پر لعن طعن کرنے کو اپنا ایمان بنا رکھا ہے (الیٰ قولہ) حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں کو کیا کیا عیب لگاتے ہیں اور کیسے کیسے نالائق کلمات ان کی شان میں لکھتے ہیں اور اگر کوئی کسی ادنیٰ شخص کی بیوی کو ایسا کہے تو وہ اس کا کبھی منہ بھی نہ دیکھے، حیف صد حیف ہے ان مسلمانوں پر جو ایسے لوگوں سے محبت رکھتے ہیں اور ان سے شادی بیاہ کرتے ہیں، کچھ شک نہیں کہ ایسے لوگوں سے بھی جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض ہوں گے اور ان کو حوض کوثر سے ہانکیں گے۔ (عقائد الاسلام: 251)

2۔ اگر لڑکی اپنے عقائد باطلہ کی بناء پر کافرہ ہوگی تو اس سے نکاح کرنا حرام ہے اور حرام کو حلال سمجھنے والا اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور اگر ایسے عقیدے نہیں ہیں تو خارج نہ ہوگا لیکن شیعہ طریقہ پر نکاح کرنے میں اس طریقہ کی تعظیم اور اپنے طریقہ اور جماعت کی تحقیر کا جرم عائد ہوگا۔

3۔ اگر لڑکی کے عقائد حد کفر تک نہیں پہنچے ہیں تو جائز ہے مع الکراہت، لیکن شرعی مصلحت کی بناء پر اس کی اجازت نہ ہوگی۔

4۔ قرآن کریم میں اہل کتاب سے نکاح کرنے کی اجازت موجود ہے، لیکن شرعی مصلحت کی بناء پر امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں اس کی مخالفت فرما دی تھی، چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک کتابیہ یہودیہ سے نکاح کر لیا، جب اس کی اطلاع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے تفریق کا حکم دیا، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا کہ ''کیا کتابیہ سے نکاح حرام ہے؟'' جواب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ ''حرام تو نہیں کہتا لیکن اس اندیشہ کی وجہ سے اجازت نہیں دیتا کہ تم ان عورتوں کے پھندے میں پھنس جاؤ''۔ ۔ ۔ ۔الخ

المنیر مرکز تعلیم و تربیت MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

● : (وفی فتاوی دار العلوم دیو بند: 225/7) **شیعہ تبرائی سے نکاح درست نہیں ہوا، دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے۔** سوال: ایک عورت کا نکاح ایک شخص مذہب شیعہ جس کو رافضی کہتے ہیں اس کے ساتھ ہوا، عورت اہل سنت والجماعت ہے، اس کو اس کے شوہر نے مراسم روافض ادا کرنے پر مجبور کیا، یہاں تک کہ برا بھی کہلوانا چاہا، جب وہ عورت والدین کے یہاں آئی تو پھر شوہر کے مکان پر نہیں گئی، اس وقت تک جس کو عرصہ بارہ سال کا ہو گیا، اب بھی اس کو شوہر کے مکان پر جانے سے انکار ہے اور اس کے شوہر کا خاندان سب تبرائی ہے اور عورت کو بھی مجبور کرتے ہیں، پس از روئے شرع شریف اس عورت کا نکاح جائز ہوا کہ نہیں، اور اب بغیر طلاق شوہر مذکور کے دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: **الجواب حامدا و مصلیا:** رافضی تبرائی کو بہت سے فقہاء نے کافر لکھا ہے، لیکن محققین فقہاء کی یہ تحقیق ہے کہ اگر حضرت عائشہ صدیقہؓ کے افک کا قائل ہے یا حضرت علیؓ کی الوہیت کا قائل ہے یا حضرت جبرئیلؑ کی طرف وحی میں غلطی ہونے کا معتقد ہے تو یہ جملہ امور موجب کفر اور ارتداد با تفاق ہیں، پس ایسے رافضی کے ساتھ سنیہ عورت کا نکاح منعقد نہیں ہوتا، بدوں طلاق کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔

(هکذافی صفحه:155)

● : (وفی فتاوی عثمانی: 258/2) **لامذہب اور شیعہ سے نکاح کا حکم** سوال: عرض یہ ہے کہ ایک ایسی لڑکی جس کے والدین کا تعلق دیوبندی مسلک سے ہے، اس کی شادی ایک ایسے لڑکے سے جس کے والدین شیعہ ہیں اور لڑکا ان کے ساتھ کسی مذہبی تقریب میں شرکت نہیں کرتا، نیز نکاح پڑھانے کے لیے قاضی بھی مسلک دیوبندی کا ہی بلایا جائے گا، کیا یہ نکاح جائز ہے؟ نیز یہ لڑکا اور لڑکی دونوں بالغ ہیں اور لڑکی نیک پارسا، قرآن پاک اور نماز پڑھتی ہے اور دیوبندی مسلک کی ہے جبکہ لڑکے کا قول یہ ہے کہ میں نہ شیعہ ہوں، نہ سنی، میں کسی مذہبی تقریب میں نہیں جاتا، جب ہم نے لڑکے کے گھر کہا کہ لڑکا اگر اخبار میں اور پوری طرح سنی ہونے کا اعلان کرے تو کوئی بات شاید بن جائے تو اسی وقت اس کی والدہ نے کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ لڑکے کا باپ شیعہ اور میں خود شیعہ ہوں، یہ اعلان کیسے کر سکتا ہے؟ اس وقت لڑکے نے بھی اس کی تردید نہیں کی بلکہ والدہ کی بات سے اتفاق کر لیا، ہمارے سامنے اس کے حالات مشکوک ہیں، اس وقت چونکہ رشتے کی بات سامنے ہے، اس لیے جو کچھ بھی ہم لکھوائیں گے وہ لکھ کر دے دے گا اور ہمارے ہر سوال کا جواب ہاں سے دے گا لیکن ہمیں اس کی باتوں پر اطمینان نہیں، کیا یہ رستہ ہو سکتا ہے؟

جواب: **الجواب حامداو مصلیا:** صورت مسئولہ میں جب لڑکا صراحتاً سنی ہونے کا انکار کر رہا ہے اور اس کے والدین واضح طور پر شیعہ ہیں تو اب شیعہ ہونے سے انکار کا مطلب یا تو یہ ہو سکتا ہے کہ وہ تقیتاً ایسا کر رہا ہے اور حقیقت میں وہ شیعہ ہے یا پھر وہ کوئی مذہب ہی نہیں رکھتا، لامذہب ہے اور دونوں صورتوں میں

اس کا نکاح سنی صحیح العقیدہ لڑکی سے کرنا جائز نہیں۔

● : (وفی فتاوی حقانیه:343/4) **شیعہ عورت سے سنی مرد کے نکاح کا حکم۔** سوال: جو شیعہ حضرت علیؓ کی الوہیت کا قائل ہو اور حضرت جبرئیلؑ سے غلطی صادر ہونے کا عقیدہ رکھتا ہو اور صحبت ابوبکر صدیقؓ کا منکر ہونے کے ساتھ ساتھ قذف عائشہؓ کا قائل ہو اور قرآن مجید کو محرف سمجھتا ہو تو ایسے شیعہ مرد کے ساتھ سنی عورت یا سنی مرد کے ساتھ شیعہ عورت کا نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: **الجواب حامدا و مصليا:** جو روافض قطعیات اسلام کے خلاف کوئی عقیدہ رکھتے ہوں وہ کافر ہیں، مثلاً حضرت علیؓ کی الوہیت اور حضرت عائشہؓ پر قذف کا قائل ہونا، جو قرآن کریم کی نص قطعی کے خلاف ہے اور حضرت جبرئیلؑ سے غلطی ہونے کا عقیدہ رکھتے ہوں اور صحبت ابوبکر صدیقؓ کے منکر ہوں تو اس قسم کے گمراہ فرقہ کے لوگوں سے رشتۂ مناکحت سے احتراز و اجتناب لازم ہے اور ایسے لوگوں کا حکم مرتد کی طرح ہے اور مرتد کے ساتھ نکاح جائز نہیں۔

● : (وفی امداد الاحکام:211/2) **حکم نکاح سُنّیہ بارافضی۔** سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس معاملہ میں جس کی کیفیت یہ ہے کہ زید کا آبائی مذہب شیعہ تھا، اس کی بہن کی شادی ایک سنت جماعت سے ہوئی، کچھ عرصہ کے بعد زید مع اپنے باپ کے اس مقام پر چلا آیا جہاں اس کی بہن تھی اور علیحدہ رہ کر کاروبار کرنے لگا، زید کا باپ فوت ہو گیا اور اس نے کچھ عرصہ کے بعد بخوشی خود مذہب اہل سنت و جماعت اختیار کر لیا، وہ بے پڑھا اور نہایت سادہ لوح آدمی تھا، کسی قسم کا مذہبی تعصب نہ تھا نہ کوئی مذہبی واقفیت تھی، البتہ جب سے وہ شریک اہل سنت و جماعت ہوا، نماز عیدین میں برابر سنت جماعتوں میں شریک ہوتا تھا اور جملہ رسومات اہل سنت و جماعت ادا کرتا تھا، اس کی شادی بھی سنت جماعتوں میں ہوئی اور اس کی زوجہ کا مذہب سنت جماعت ہے، زید کی ایک لڑکی ہوئی جس کی شادی ایک درمیانی شخص نے یہ خیال کر کے کہ اس کا گھرانہ شیعہ رہا ہے، ایک شیعہ گھرانے میں طے کی جس کو زید نے اپنی بے تعصبی سے منظور کر لیا، لڑکی کی عمر اس وقت آٹھ یا نو سال کی تھی اور وہ اپنے ماں باپ کے موجودہ مذہب پر یعنی سنت جماعت پر تھی، نکاح کے وقت کسی قاضی عالم نے نکاح نہیں پڑھا یا نہ ایجاب وقبول کرایا گیا، نہ کوئی گواہ نہ وکیل لڑکی کی طرف کا ہے، (یہ بات یقینی ہے کہ زید نے اجازت دے دی ہوگی ورنہ ازدواج ہو ہی نہیں سکتا تھا لیکن اجازت دینے کا بھی کوئی گواہ لڑکی کی طرف والوں میں نہیں پایا جاتا، جس کے لڑکے کے ساتھ نسبت ہوئی، سنا جاتا ہے کہ اس کے چچا نے اپنے طریقہ پر صیغہ پڑھ لیا تھا اور یہ ازدواج کی رسم ختم ہو کر کھانے کے بعد بارات رخصت ہو گئی، لڑکی کی رخصت بوجہ نابالغی نہیں ہوئی، چار سال بعد لڑکی کی رخصت ہوئی اور وہ پندرہ روز اپنے سسرال میں رہ کر واپس آئی، اس وقت کوئی بات خلاف نہیں ہوئی، آٹھ ماہ کے بعد وہ پھر سسرال

گئی اور چار ماہ وہاں رہی، اسی عرصہ میں عشرہ محرم پڑا، اس گھرانے کی عورتوں نے اپنی رسم کے موافق چوڑیاں توڑیں اور سینہ کوٹ کوٹ کر ماتم کیا، اس کو بھی ایسا ہی کرنے کا حکم کیا گیا، چونکہ یہ سنت جماعت تھی اور بچپن سے اس کی عادتیں تھیں نہیں، اس نے انکار کیا، انکار پر اس کو مار پڑی اور زبردستی چوڑیاں توڑ دی گئیں اور ماتم کرنے اور رونے پر مجبور کی گئی اور بھی رسوم ان لوگوں نے کیں جس کو اعمال کہتے ہیں جو بناء فساد درمیان شیعہ وسنت جماعتوں کے ہے، اس کے علاوہ بھی معمولی روزمرہ کے برتاؤ میں طرح طرح کی تکلیفیں دی گئیں، لڑکی کو یہ باتیں شاق گزریں مگر مجبور تھی، چار ماہ بعد وہ لوگ رخصت نہیں کرتے تھے لیکن کسی طرح بہزار کوشش رخصت کرائی، جا کر اپنے ماں باپ کے گھر آئی اور سب حال بیان کیا اور کہا کہ میں اب اس گھر جانا نہیں چاہتی، کسی طرح میرا وہاں سے پیچھا چھڑایا جاوے، مجھے سخت تکلیف دی جاتی ہے اور مجھے یہاں تک خیال ہے کہ اگر اب میں وہاں گئی تو پھر واپس نہ آؤں گی، اس پر زید نے قصد کرلیا کہ وہ لڑکی کو وہاں نہ بھیجے گا اور خلع کرالے گا لیکن چند روز بعد بقضائے الٰہی فوت ہوگیا، اس کی زوجہ لڑکی کو رخصت نہیں کرتی اور نہ وہ لڑکی کسی طرح جانے کو راضی ہے، اب لڑکی کے سسرال والوں نے عدالت سے رخصت کرادیئے جانے کا دعویٰ کیا، لڑکی کہتی ہے کہ میں نابالغ تھی مجھے خبر نہیں کہ میرا نکاح کیسے سے ہوگیا، مجھ سے کسی نے کچھ نہیں کہا، نہ مقدار مہر کی معلوم ہے کہ کیا باندھا گیا، چونکہ اب میں بالغ ہوں، میں ایسی جگہ ہرگز جانا نہیں چاہتی جہاں مجھ سے وہ رسوم کرائی جائیں جو میں نے کبھی نہیں کیں اور ہر طرح کی تکلیف دی جاوے اور بزرگان دین کو برا بھلا خود کہا جاوے اور مجھ سے کہلوایا جاوے، میں اب اگر وہاں جاؤں گی تو پھر واپس نہیں آسکتی، میرا خلع کرالیا جاوے، اب شرع شریف اس بارے میں کیا حکم دیتی ہے کہ آیا باوجود اس کے کہ لڑکی کا صیغہ نابالغی میں پڑھا گیا، ایجاب وقبول نہیں کرایا گیا، مقدار مہر معلوم نہیں، نکاح اہل سنت و جماعت کے طریق پر نہیں ہوا جو کہ لڑکی اور اس کے والدین کا مذہب ہے، اس کو ہر طرح تکلیف دی جاتی ہے، اپنی مرضی اور عقائد کے خلاف باتیں کرنے پر مجبور کرتے ہیں، ایسی حالت میں بھی کیا اس کو خلع نہیں مل سکتا اور وہ جبراً سسرال بھیجے جانے پر مجبور کی جاسکتی ہے، اگر وہ وہاں گئی تو پھر ان لوگوں کے اختیار میں ہوگی، وہ جیسا چاہیں اس کے ساتھ برتاؤ کریں، کوئی اس کی طرف سے فریاد کرنے والا نہیں، اس کی ماں بیوہ اور لڑکی کے سسرال علاقہ انگریزی میں ہے اور اس کی ماں ریاست میں رہتی ہے۔

جواب: **الجواب حامدا و مصليا:** روافض کے متعلق علماء سنت و جماعت کے دو قول ہیں، بعض محققین کے نزدیک رافضی کافر ہیں، پس ان کے قول پر کسی سنی عورت عورت کا نکاح رافضی مرد سے درست نہیں ہوسکتا۔ **نعم يجوز نكاح الرافضة بالرجل النسى لكونها كتابية قال فى التحرير المختار وجعل الرملى فى حاشية المخ المعتزلة والرافضى بمنزلة أهل الكتاب حيث قال تحت قوله**

وصح نكاح كتابية, أقول يدخل فى هذا الرافضة بأنواعها والمعزلة فلا يجوز أن تتزوج المسلمة السنية من الرافضى لإنها مسلمة وهو كافر فدخل تحت قولهم لا يصح تزوج مسلمة بكافر اهـ وقال الرستغفنى لا تصح مناكحة بين أهل السنة والإعتزال اهـ فالرافضة مثلهم أو أقبح والرملى جعلهم من قبيل أهل الكتاب فيجوز نكاح نساء هم ولا يزوجون ولعله أعدل الأقوال لأنه لا شك فى كفر الرافضة اهـ سندى (183/1) اس قول کی بناء پر دختر زید کا نکاح رافضی مرد سے درست ہی نہیں ہوا اور وہ بدون طلاق ونکاح کے دوسرے مرد سنی سے نکاح کر سکتی ہے، لیکن وطی بالشبہ کی وجہ سے اس کے ذمہ عدت ہوگی اور دخول کی وجہ مہر مثل کی بھی بطور عقر کے مستحق ہوگی اور محققین حنفیہ کی ایک جماعت رافضیوں کو اطلاق کے ساتھ کافر نہیں کہتی بلکہ وہ تفصیل کرتے ہیں کہ اگر رافضی قاذف حضرت عائشہ صدیقہؓ ہو یعنی نعوذ باللہ ان پر تہمت زنا لگاتا ہو یا قرآن میں تحریف وکمی بیشی کا قائل ہو تو کافر ہے، اس کے ساتھ سُنّیہ کا نکاح باطل ہے اور دخول کے بعد عدت ومہر کا وہی حکم ہے جو اوپر گزرا اور اگر قاذف عائشہؓ نہیں اور نہ تحریف قرآن کا قائل ہے اور اس کے علاوہ اور بھی کوئی عقیدہ کفریہ نہیں رکھتا تو کافر نہیں بلکہ فاسق ہے، اس کے ساتھ سُنّیہ کا نکاح بعض صورتوں میں درست ہو جاتا ہے مثلاً جب باپ دادا نے اپنی لڑکی سُنّیہ کا نکاح بلوغ سے پہلے کر دیا ہو، مگر جس طرح ہو سکے سُنّیہ کو طلاق یا خلع کر کے اس مرد سے علیحدگی اختیار کر لینی چاہیے، کیونکہ اس کے پاس رہنے میں اس کے دین اور مذہب پر اندیشہ ہے، پس صورت مسئولہ میں اگر دختر زید کا رافضی شوہر حضرت عائشہؓ کو متہم کرتا ہے اور قرآن میں تحریف کا یا کسی اور عقیدہ کفریہ کا قائل ہے تو وہ کافر ہے، اس سے دختر زید کا نکاح صحیح نہیں ہوا اور اگر وہ اس عقیدہ کا نہیں تو نکاح صحیح ہو گیا لیکن حاکم کو چاہیے کہ خلع وغیرہ کرا کر اس عورت کو رافضی مرد سے طلاق دلا کر الگ کر دے، ورنہ عورت کو چاہیے کہ جہاں تک قدرت ہو اس سے اپنے کو بچاوے۔ قال الشامى نعم لا شك فى تكفير من قذف السيدة عائشة أو أنكر صحبة الصديق أو إعتقد الألوهية فى على أو أن جبرئيل غلط فى الوحى أو نحو ذلك اهـ (ص:453/3) (هكذا فى صفحه:203، 221)

● : (وفى فتاوى عباد الرحمن:400/3) **شیعہ عورت سے نکاح کا حکم۔** سوال: ماذا يقول علماء اهل السنة والجماعة هل النكاح مع الشيعة جائز أم لا؟

جواب: الجواب حامدا ومصليا: الشيعى إن كان يعتقد خلاف ما ثبت فى الدين بالضرورة كإعتقاد هم الألوهية فى على رضي الله عنه أو تحريف القرآن أو قذف عائشة الصديقه رضي الله عنها أو إنكار صحبة أبى بكر الصديق رضي الله عنه فلا نكاح معه أصلا لكفره وإن لم يكن يعتقد خلاف ما ثبت فى الدين بالضرورة فالنكاح معه وإن كان جائز الكن الإحتياط فى تركه لأن النكاح معهم

لايخلو عن المفسدة فى الدين۔ لما فى الفتاوى الشامى: (46/3، طبع سعيد) وبهذا ظهر أن الرافضى إن كان ممن يعتقد الألوهية فى على أو أن جبريل غلط فى الوحى أو كان ينكر صحبة الصديق أو يقذف السيدة الصديقة فهو كافر لمخالفة القواطع المعلومة من الدين بالضرورة بخلاف ما إذا كان يفضل علياً رضي الله عنه أو يسب الصحابة رضي الله عنهم فإنه مبتدع لا كافر كما أوضحته فى كتابى تنبيه الولاة و الحكام۔

ولما فى الفتاوى الهندية: (281/1) لا يجوز نكاح المجوسيات والوثنيات ــــ ويدخل فى عبدة الأوثان عبدة الشمس والنجوم والصور التنى إستحسنوها و المعطلة والزنادقة، والباطنية والإباحية وكل مذهب يكفر به معتقده۔

ولما فى البحر الرائق: (121/5، طبع سعيد) ويكفر بقوله إن كان ما قال الأنبياء حقا ـــــ وبقذفه عائشة رضي الله عنها من نسائه صلى الله عليه وآله وسلم فقط و بإنكاره صحبة أبى بكر رضي الله عنه بخلاف غيره ــــ (كتاب السير: باب أحكام المرتدين۔)

(146): (وفى فروع اكافى: **348-351/5**، بحواله فتاوى دار العلوم زكريا: **599/3**) قال أبو عبد اللهؑ: لا يزوج المؤمن الناصبة ولا يتزوج الناصب المؤمنة ـــ عن أبى عبد اللهؑ قال: سأله أبى و أنا أسمع عن النكاح اليهودية و النصرانية فقال: نكاحهما أحب إلى من نكاح الناصبة۔

(147): (وفى خير الفتاوى: **262/4**) **تفضیلی شیعہ کے ساتھ نکاح کا حکم۔** سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کہ تفضیلی شیعہ مرد کا نکاح اہل سنت والجماعت کی عورت کے ساتھ یا برعکس جائز ہے یا نہیں؟

جواب: الجواب حامدا و مصليا: تفضیلی شیعہ اسے کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ کو حضرات خلفاء ثلاثہؓ پر صرف فضیلت دے بس۔ حضرات خلفاء ثلاثہ کا پورا احترام کرتا ہو اور ان کو خلیفہ برحق تسلیم کرتا ہو، غاصب اور منافق وغیرہ خیال نہ کرتا ہو اور ان حضرات خلفاء ثلاثہ اور دیگر تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے کسی صحابی کی ذرہ بھر توہین یا تنقیص شان کو حرام سمجھتا ہو، ایسے تفضیلی شیعہ کے ساتھ مناکحت فیما بین المسلمین جائز ہے، لیکن چونکہ پاکستان میں عام طور پر ایسے شیعہ موجود نہیں ہیں، عموماً غالی اور سبی اور بدعقیدہ لوگ ہیں اور اس کے ساتھ تقیہ بھی کرتے ہیں لہٰذا موجودہ دور کے شیعوں کے ساتھ عقد مناکحت (نکاح لینا اور رشتہ دینا) دونوں ناجائز ہیں، جواز کا فتویٰ نہیں دیا جا سکتا۔ حتی الامکان اس سے احتراز کرنا لازم ہے۔ وإن كان يفضل عليا كرم الله تعالىٰ وجهه على أبى بكر رضى الله تعالىٰ عنه لا يكون كافرا إلا أنه مبتدع (هنديه: 283/1)۔

● : (وفى الشامية: **70/4**) لأن الرافضى كافر ان كان يسب الشيخين، مبتدع ان فضل على

علیھمامن غیرسب۔

3۔ آغاخانیوں سے نکاح:

(148): (وفی خیر الفتاوی:290/4) آغاخانیوں سے نکاح کا حکم۔ سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے کہ میں اپنی لڑکی کا نکاح ایسے شخص سے کرنا چاہتا ہوں جو آغاخان کے فرقے سے تعلق رکھتا ہے، ان کے بزرگوں سے بھی ملاقات کی ہے اور انھوں نے کہا کہ وہ چاروں خلفاء کو مانتے ہیں لیکن بموجب حکم آغاخان ہم حضرت علیؓ کا خاص احترام کرتے ہیں اور تمام ہمارے تہوار اور رنج وغم کے موقع پر اہل سنت والجماعت کے طریقے ادا کرتے ہیں، آپ مہربانی فرما کر شریعت کی رو سے فتویٰ صادر فرمایئے تاکہ عمل کیا جائے۔

جواب: **الجواب حامداومصلیا:** آغاخانیوں کے عقائد کفریہ ہیں، علماء حقہ نے بعداز تحقیق انہیں کافر بتایا ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہ اور آغاخان کے بارے میں ان کے عقائد مشرکانہ ہیں لہٰذا ان سے مناکحت جائز نہیں، مزید تفصیل مطلوب ہو تو لڑکے کے عقائد معلوم کر کے فتویٰ حاصل کریں جس میں یہ وضاحت کریں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خاص احترام کرنے سے کیا مراد ہے؟

● : **(وفی فتاوی عباد الرحمن:403/3) مسلمان مرد کا آغاخانی عورت سے نکاح۔** سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے متعلق کہ زید نے جو کہ خود سنی مسلمان ہے، ایک اسماعیلی (آغاخانی) خاتون سے نکاح کیا حالانکہ زید کو اس بات کا علم ہے کہ آغاخانی عورت سے نکاح جائز نہیں ہے، پھر بھی نکاح کرلیا اور لوگوں کے روکنے پر بھی نہ رکا، اب مسئلہ یہ ہے کہ اس عورت سے نکاح کا کیا حکم ہے؟ اگر نکاح صحیح نہیں ہوتو بچوں کا نسب کس سے ثابت ہوگا؟ نکاح درست نہ ہونے کی صورت میں تفریق کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟

جواب: **الجواب حامداومصلیا:** آغاخانی فرقہ اپنے کفریہ عقائد کی بناء پر دائرہ اسلام سے خارج ہے، اس لیے ان کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہیں ہے، صورت مسئولہ میں زید کا نکاح اس آغاخانی خاتون سے صحیح نہیں ہوا اور بچے اپنی اصل فطرت کے لحاظ سے مسلمان ہیں اور مسلمان باپ کے نطفہ سے متولد ہیں، اس لیے وہ باپ کے تابع رہیں گے اور باپ کی طرف منسوب ہوں گے، اب تفریق کی صورت یہ ہے کہ زید اس آغاخانی خاتون سے علیحدگی اختیار کرلے لیکن اگر زید اس عورت کو چھوڑنے پر راضی نہیں ہے تو لوگوں کو چاہیے کہ وہ زید کو علیحدگی پر مجبور کردیں یا عدالت کے ذریعے سے تفریق کرادیں اور اگر یہ خاتون اپنے عقائد سے تائب ہوکر اسلام قبول کرلے تو تجدید نکاح کر کے اپنے پاس رکھ سکتا ہے۔

● : (وفی الدرمع الرد: 45/3) وحرم نکاح الوثنی بالاجماع ویدخل فی عبدۃ الأثان... وکل مذھب یکفر بہ معتقدہ۔

● : (وفی الھندیۃ: 281/1) ولا یجوز نکاح المجوسیات ولا الوثنیات... وکل مذھب یکفر بہ معتقدہ۔

4۔ ملحد اور زندیق سے نکاح:

(149): (وفی کفایت المفتی: **148/7**) ملحد اور زندیق اور فاسد العقیدہ لوگوں سے رشتہ نکاح کرنا۔

سوال: ایک پیر صاحب اپنے دادا پر اس طرح درود پڑھاتے ہیں۔ "اللّٰھم صل علی محمد الزمان السندی اللواری۔" اپنے دادا کے نام کے ساتھ جل جلالہ وجل شانہ کہنے کی تلقین کرتے ہیں، ایک قصبہ کو مکہ اور اس کے نزدیک ایک گاؤں کو مدینہ اور ایک کنویں کو چاہ زم زم اور ایک میدان کو عرفات اور ایک قبرستان کو جنۃ البقیع کے نام سے موسوم کر کے 9 ذی الحجہ کے دن 3 بجے ایک کثیر اجتماع کے سامنے ایک بڑے ممبر پر خطبۂ حج پڑھتے ہیں اور بطور سند مریدوں کو حج مبارک کا سرٹیفکیٹ دیتے ہیں اور اپنے دادا کے مقبرہ کا طواف وسجدہ کراتے ہیں وغیرہ، ایسے پیر اور ان کے مریدوں سے رشتہ ناطہ کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ اور جن سے رشتہ ناطہ ہو چکا ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب: الجواب حامدا ومصلیا: یہ پیر اور اس کے مرید جو ان عقائد شنیعہ کے معتقد ہوں، ملحد اور زندیق ہیں، ان زنادقہ سے علیحدہ رہنا واجب ہے اور ایسے فاسد العقیدہ لوگوں سے رشتہ ناطہ کرنا ناجائز ہے، لیکن اس کے اقارب میں سے اگر کوئی شخص ان عقائد شنیعہ کا معتقد نہ ہو تو محض پیر کا رشتہ دار ہونے کی وجہ سے اس پر یہ حکم عائد نہ ہوگا۔

● : (وفی الدرمع الرد: 45/3) وحرم نکاح الوثنی بالاجماع ویدخل فی عبدۃ الأثان... وکل مذھب یکفر بہ معتقدہ۔

● : (وفی الھندیۃ: 281/1) ولا یجوز نکاح المجوسیات ولا الوثنیات... وکل مذھب یکفر بہ معتقدہ۔

5۔ گوہر شاہی فرقہ والوں سے نکاح:

(150): (دیکھیں حوالہ: 143)

گوہر شاہی نے چونکہ نبوت کا دعویٰ کیا تھا، جس کی بناء پر علمائے کرام نے اس کو مرتد قرار دیا ہے۔ (مزید تفصیلات کے لیے دیکھئے ''گوہر شاہیت اور قادیانیت اسلام کی عدالت میں'' تالیف: مولانا محمد نواز فیصل آبادی، ناشر: مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ، سرگودھا)

● : (وفی الدر مع الرد: **45/3**) وحرم نکاح الوثنی بالاجماع ویدخل فی عبدة الأثان... وکل مذهب یکفر به معتقده۔

● : (وفی الهندیة: **281/1**) ولا یجوز نکاح المجوسیات ولا الوثنیات... وکل مذهب یکفر به معتقده۔

6۔ بدعتی سے نکاح:

(151): (وفی خیر الفتاوی: **263/4**) **بریلویوں سے نکاح کا حکم۔** سوال: وہ لوگ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر ناظر باذن الٰہی جانتے ہیں اور علم غیب عطائی کے قائل ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نور وبشر دونوں مانتے ہوں اور تصرف اولیاء باذن الٰہی کے قائل ہوں اور استمداد اولیاء باذن الٰہی کے بھی قائل ہوں اور کفریہ عبارات بزعم جہلا جو علماء دیو بند کی کتابوں میں موجود ہیں ان کے لکھنے والوں کی تکفیر کرتے ہوں، ایسے عقائد رکھنے والوں کی لڑکی یا لڑکے کا رشتہ لینا جائز ہے؟

جواب: الجواب حامداو مصلیا: ایسے لوگوں سے ازدواجی روابط پیدا نہ کیے جائیں۔

● : (وفی فتاوی دار العلوم دیو بند: **179/7**) **بدعتی عقیدہ کی عورت کا نکاح درست ہے یا نہیں۔**

سوال: 1۔ ایک عورت کا یہ عقیدہ ہے کہ پیران پیر و دیگر بزرگان دین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر کوئی شخص پکارے، ہر جگہ سے دور ونزدیک سے وہ سب سن لیتے ہیں، ایسے عقیدہ سے اگر عورت توبہ کرے تو پہلا نکاح جائز رہا یا مکرر نکاح کرنا چاہیے؟ 2۔ اگر خاوند کا بھی یہی عقیدہ ہو تو کیا نکاح فسخ ہو گیا اور عورت دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: الجواب حامداو مصلیا: 1۔ مکرر نکاح کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ 2۔ پہلا نکاح فسخ نہیں ہوا، دوسرے مرد سے اس عورت کا نکاح درست نہیں ہے۔ (ھٰکذا فی صحفه: 133)

●: (وفی الدر المختار: **45/3**) تجوز مناکحة المعتزلة لأن لا نکفر أحدا من أهل القبلة۔

7۔ غیر مقلد سے نکاح:

(152): (وفی فتاوی دار العلوم دیو بند: **148/7**) **غیر مقلد کی اولاد سے نکاح درست ہے۔** سوال:

جوفرقہ غیر مقلد اپنے آپ کو اہل حدیث بتلاتے ہیں، ان سے بیٹا بیٹی کا بیاہ کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: اگر نکاح کیا جاوے گا نکاح منعقد ہو جاوے گا، لیکن ایسے فرقوں اور ایسے متعصب لوگوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مناکحت و مواکلت و مشاربت وغیرہ کو منع فرمایا ہے، اس لیے بہتر یہ ہے کہ ان لوگوں سے اس قسم کے تعلقات بیاہ شادی کے قائم نہ کیے جائیں۔

8۔ فاسق سے نکاح:

(153): (وفی فتاوی دار العلوم دیو بند: **180/7**) **فاسق کا نکاح درست ہے۔** سوال: جو بڑے مرد یا بچے سونے چاندی اور ریشم کا استعمال کرتے ہوں اور داڑھی کترواتے ہوں اور مونچھیں بڑھاتے ہوں اور گناہ معلوم ہونے پر توبہ نہ کریں، ایسے لوگوں کا نکاح صحیح رہ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: ایسے لوگ فاسق و گنہگار ہیں، ان کو کافر نہ کہا جائے اور نکاح ان کا صحیح ہے۔

(2) مطلقہ ثلاث:

(154): (وفی علم الفقہ للعلامۃ عبد الشکور اللکنوی: **728/6**، دار الاشاعت، کراچی) جو شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دے تو اس کی بیوی اس کے نکاح سے باہر ہو جاتی ہے اور اب اس شخص کو اس عورت سے دوبارہ نکاح کرنا حرام ہے، ہاں اگر یہ عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح کرے اور اس سے خاص استراحت کی بھی نوبت آجائے اور بعد اس کے یہ دوسرا شخص اس کو طلاق دے دے تو اب اس سے اس کا پہلا شوہر نکاح کر سکتا ہے۔

- : (وفی الموسوعة الكويتية، محرمات، فقرة: 20، **221/36**) يحرم على المسلم أن يتزوج إمرأة طلقها ثلاث تطليقات، لأنه إستنفد ما يملكه من عدد طلقاتها، و بانت منه بينونة كبرى، وصارت لا تحل له إلا إذا أنقضت عدتها منه، ثم تزوجها زوج أخر زواجا صهيحا، ودخل بها حقيقة، ثم فارقها هذا الآخر و إنقضت عدتها منه۔
- : (وفي الأحوال الشخصية، مادة: 28، **111/1**) يحرم على الرجل أن يتزوج حرة طلقها ثلاثا حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا، ويدخل بها حقيقة، ثم يطلقها، أو يموت عنها، وتنقضي عدتها۔
- : (وفي الدر مع الرد: **28/3**) ولا ينكح مطلقة بها أي بالثلاث۔

MARKAZ TALEEM-O-TARBIYAT FOUNDATION

● : (وفی الهندية: 473/1) وان كان الطلاق ثلاثاً فی الحرة وثنتين فی الأمتين لاتحل له حتی تنكح زوجاً غيرة نكاحاً صحيحاً ويدخل بها۔

(3) تعلق حق الغیر :

(155) : (وفی علم الفقه، للعلامة عبدالشكور اللكنوی: 731/6، دارالاشاعت، کراچی)

جس عورت کے ساتھ کسی دوسرے کا حق زوجیت متعلق ہو اس سے نکاح جائز نہیں، جو عورت کسی کے نکاح میں ہو یا اس کی عدت میں ہو، عدت خواہ طلاق کی ہو یا موت کی، اس عورت سے غیر کا حق متعلق ہے، اس سے نکاح جائز نہیں، اسی وجہ سے حاملہ عورت سے نکاح ناجائز ہے۔

● : (وفی الموسوعة الكويتية، محرمات، فقرة: 16، 221/36) يحرم على المسلم أن يتزوج من تعلق حق غيره بها بزواج أو عدة من طلاق أو وفاة، أو دخول فی زواج فاسد، أو دخول بشبهة۔

● : (وفی الأحوال الشخصية، مادة: 27، 109/1) يحرم نكاح زوجة الغير و معتدته قبل إنقضاء عدتها، سوائ كانت معتدة لطلاق أو وفاة، أو فرقة من نكاح فاسد، أو وطء بشبهة۔

● : (وفی الأحوال الشخصية، مادة: 29، 112/1) يحرم نكاح الحامل الثابت نسب حملها۔

● : (وفی الشامية: 28/3) أسباب التحريم أنواع...... وتعلق حق الغير بنكاح وعدة۔

● : (وفی الهندية: 280/1) ولا يجوز لرجل أن يتزوج زوجة غيره و كذالک المعتدة۔

(156) : (وفی علم الفقه، للعلامة عبدالشكور اللكنوی: 731/6، دارالاشاعت، کراچی)

مگر جس عورت کو زنا کا حمل ہو اس سے نکاح جائز ہے، لیکن قبل وضع کے اس سے خاص استراحت کرنا ممنوع ہے، ہاں اگر اس حاملہ زنا سے وہی شخص نکاح کرے جس نے زنا کیا ہے تو اس کو قبل وضع حمل کے بھی خاص استراحت جائز ہے۔

● : (وفی الأحوال الشخصية، مادة: 29، 112/1) ويصح نكاح الحامل من الزنی، ولا يواقعها الزوج حتی تضع حملها، مالم يكن الحمل منه۔

(4) چار کے نکاح/عدت میں ہوتے ہوئے پانچویں سے :

(157) : (وفی علم الفقه، للعلامة عبدالشكور اللكنوی: 731/6، دارالاشاعت، کراچی)

دوسرا مطلب جمع کا یہ ہے کہ جس قدر نکاحوں کی شریعت نے اجازت دے دی ہے ان سے زیادہ نکاح کرنا۔

شریعت نے آزادمرد کوایک وقت میں چارنکاح تک کی اجازت دی ہےاور غلام کوایک وقت میں دونکاح کی، اورآزادمرد کے لیےلونڈیوں کے ساتھ خاص استراحت کرنے میں کوئی حدنہیں مقرر کی گئی،جس قدرلونڈیاں چاہے رکھ سکتا ہے۔اگرکوئی شخص ایک ساتھ ہی چارعورتوں سے زیادہ کے ساتھ نکاح کرے تو سب کا نکاح باطل ہوجائے گا اور اگر کچھ عورتوں سے پہلے کر چکا ہے اور کچھ عورتوں سے اب کرتا ہے تو بعدوالی عورتوں کا نکاح باطل ہوجائے گا،اگرکسی شخص کے نکاح میں چارعورتیں تھیں ان میں سے ایک کواس نے طلاق دے دی توجب تک اس کی عدت نہ گزرے پانچواں نکاح نہیں کرسکتا۔

● : (وفی الموسوعة الکویتیة ،محرمات، فقرة: 24، 225/36) یحرم علی الرجل أن یکجمع بین أکثر من أربع زوجات فی عصمته، فلا یتزوج بخامسة ما دامت فی عصمته أربع سواها، إما حقیقة بأن لم یطلق إحداهن، و إما حکما، کما إذا طلق إحداهن و لا تزال فی عدته، و لو کان الطلاق بائنا بینونة صغری أو کبری، و هذا عند الحنفیة۔

● : (وفی الاحوال الشخصیة، مادة 30، 113/1) من له أربع نشوة بنکاح صحیح، فلا یجوز له أن ینکح خامسة، حت یطلق إحدی الأربع، ویتربض حتی تنقضی عدتها۔

● : (وفی الدر مع الرد: 28/3) أسباب التحریم أنواع . . . و جمع (وفی الشامیة) قوله جمع . . . أو بین الأجنبیات زیادة علی أربع۔

● : (وفی الهندیة: 277/1) فانه لا یحل لرجل أن یجمع بین أکثر من أربع نسوة۔

(5) مالک کا نکاح مملوک کے ساتھ:

(158) : (و فی علم الفقه، للعلامة عبدالشکور اللکنوی: 730/6، دار الاشاعت، کراچی) مالک کا نکاح اپنی مملوک کے ساتھ جائز نہیں، آزادعورت کا نکاح اپنے غلام کے ساتھ بالکل جائز نہیں یعنی نکاح کے سبب سے اس غلام کواپنی مالکہ کے ساتھ خاص استراحت جائز نہ ہوگی، ہاں اگرکسی دوسرے شخص کا غلام ہوتواس کے ساتھ آزادعورت کا نکاح ہوسکتا ہے، لیکن وہ غلام شوہر اگرکسی وجہ سے اس آزاد بیوی کی ملک میں آجائے تو مِلک میں آتے ہی فوراً نکاح فاسد ہوجائے گا، آزادمرد کا نکاح بھی اپنی لونڈی کے ساتھ جائز نہیں ہے، مگراس کے صحیح نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ فضول ہے یعنی نکاح کا نتیجہ مرتب نہ ہوگا اور خاص استراحت وغیرہ تو یوں بھی اپنی لونڈی کے ساتھ بغیرنکاح کے جائز ہے، ہاں اگراس لونڈی کے لونڈی ہونے میں کچھ شبہ ہوتوایسی حالت میں احتیاطاً نکاح کرلینا بہتر ہے۔

● : (وفی الموسوعة الکویتیة، رق، فقرة: 78، 52/23) أن لا تکون الأمة مملوکة له، و لا

لولده۔ فلا يتزوج السيد أمة التي يملكها، قال صاحب الهداية: لأن النكاح ما شرع إلا مثمرا ثمرات مشتركة بين المتناكحين، والمملوكية تنا فى المالكية فيمتنع وقوع الثمرة على الشركة۔

● : (وفى الهندية : 282/1) ألقسم الثالث من المحرمات، المحرمات بالملك لايجوز للمرأة أن تتزوج عبدها ولا العبد المشترک بينها وبين غيرها۔

● : (وفى الدرمع الرد : 28/3) أسباب التحريم أنواع...... وملک (وفى الشامية) كنكاح السيد أمته أو السيدة عبدها۔

(6) دومحرموں کونکاح میں جمع کرنا:

(159): (وفى علم الفقه، للعلامة عبدالشکور اللکنوی: 730/6، دار الاشاعت، کراچی)

ایسی دوعورتیں جوایک دوسرے کی رشتہ دار ہوں اور ایسا رشتہ ہوکہ اگر ان میں سے کوئی ایک مردفرض کرلی جائے تو اس کا نکاح دوسری کے ساتھ ناجائز ہومگر ان میں علاقہ جزئیت کا نہ ہو جیسے دوبہنیں کہ اگر ان میں ایک مردفرض کرلی جائے تو اس کا نکاح دوسرے کے ساتھ ناجائز ہوگا، کیونکہ بھائی کا نکاح بہن کے ساتھ حرام ہے یا خالہ، بھانجیاں یا پھوپھی بھتیجیاں ہوں تو ایسی دوعورتوں کونکاح میں جمع کرنا ناجائز ہے، خواہ اس طور پر جمع کرے کہ ایک ہی وقت میں ان دونوں سے نکاح کرے یا اس طور پر کہ پہلے سے نکاح میں ہے، اب دوسری سے نکاح کرلے، اور اگر ایک کو طلاق دے چکا تھا، اس کے بعد دوسری سے نکاح کیا تو اگر اس مطلقہ کی عدت نہیں گزری تو یہ بھی جمع سمجھا جائے گا اور ناجائز ہوگا، فرق صرف اس قدر ہے کہ اگر دونوں کے ساتھ یک دم نکاح کیا ہے تو دونوں کا نکاح باطل ہوجائے گا، اگر اگر ایک کے ساتھ پہلے کیا ہے اور اس کے بعد دوسرے کے ساتھ تو اگر اس کو یہ یاد نہ رہے کہ کس کے ساتھ پہلے نکاح ہوا تھا اور کس کے ساتھ بعد میں تو بھی دونوں کا نکاح باطل ہوجائے گا اور اگر یہ یاد رہے کہ فلاں کے ساتھ پہلے ہوا تھا اور فلاں کے ساتھ بعد میں تو پہلے والی کا نکاح صحیح رہے گا اور بعد والی کا نکاح باطل ہوجائے گا۔ ہاں! اگر دوسرے کے ساتھ خاص استراحت کرلی ہے تو جب تک اس دوسری کی عدت نہ گزرے پہلی کے ساتھ خاص استراحت جائز نہیں گو نکاح اس کا بدستور باقی ہے۔

● : (وفى الموسوعة الكويتية، محرمات، فقرة: 23، 223/36) يحرم على المسلم أن يجمع بين إمرأتين بينهما قرابة محرمة، بحيث لو فرضت أيتهما ذكراً حرمت عليه الأخرى، وذلک كالأختين، فإننا لو فرضنا إحداهما ذكراً لا تحل للأخرى، و كذلک يحرم الجمع بين المرّة

وعمتها، أو بين المرأة وخالتها۔۔۔۔۔ وذهب الحنفية والحنابلة إلى أنه كما لا يصح أن يتزوج المسلم أخت زوجته التي في عصمته، كذالك لا يجوز أن يتزوج أخت زجته التي طلقها طلاقا رجعيا، أو طلاقا باتنا ببينونة صغرى، أو كبرى مادامت في العدة، لأنها زوجة حكما۔

● : (وفي الأحوال الشخصية، مادة: 26، 106/1) لا يحل للرجل أن يتزوج: أخت إمرأته التي في عصمته، ولا أخت معتدته، ولا عمة أحد منهما، ولا خالتها، ولا بنت أخيها، ولا بنت أختها۔

● : (وفي أحسن الفتاوى: 70/5) **دوعورتوں میں حرمت جمع کا ضابطہ۔** سوال: بیوی کے وہ کون سے رشتے ہیں جہاں ایک شخص بیوی کی موجودگی میں دوسری شادی نہیں کرسکتا، مثلاً بیوی کی بہن، اس سے مزید جو رشتے ہوں ان کی بھی وضاحت فرمائیں۔

جواب: الجواب حامدا ومصليا: ایسی دو عورتیں کہ ان میں سے جس کو بھی مذکر فرض کیا جائے تو اس پر دوسری ہمیشہ کے لیے حرام ہو، ان دونوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے، جیسے پھوپھی، بھتیجی اور خالہ، بھانجی وغیرہ۔

● : (وفي المحمودية: 433/11) **سوتیلی سالی سے نکاح۔** سوال: میری شادی کو 22 برس ہو گئے، کوئی اولاد نہیں ہوئی، اب میری بیوی کی خواہش ہے کہ میں اپنی سوتیلی سالی سے نکاح کروں، کیا سوتیلی سالی سے نکاح درست ہے، جب کہ میری بیوی موجود ہو؟

جواب: الجواب حامدا ومصليا: دو بہنوں کو ایک شخص کے نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں، بالکل حرام ہے، دونوں بہنیں حقیقی ہوں یا سوتیلی سب کا یہی حکم ہے، یہ خدا کا حکم ہے، بیوی کی خوشی یا ناخوشی کو اس میں کوئی دخل نہیں، خدا کی حرام کی ہوئی چیز بیوی کے کہنے سے حلال نہیں ہوگی۔

● : (وفي المحمودية: 426/11) **مفلوج بیوی کی بہن سے نکاح۔** سوال: زید کی زوجہ ایک مدت دراز سے بعارضۂ فالج بیمار ہوگئی، گھر کا کوئی کام نہیں ہوسکتا، اس سے زید کو از حد مشکل ہوگئی، ایسے مشکل وقت میں زید کی سالی گھر کا کام چلاتی رہی، اس پر مشکل یہ پڑی کہ اس سالی سے ناجائز تعلق ہوگیا، اب یہ سالی زید کے گھر رہا کرتی ہے، ایسے وقت پہلی بیوی کو طلاق دینے کی سوچ رہا ہے اور وہ طلاق لینے کو ناپسند کرتی ہے اور اپنی بہن سے نکاح کر لینے سے رضامند ہے، فی الحال زید نے یہ تجویز کیا کہ پہلی عورت جو کسی کام کے قابل نہیں رہی، اس کا مہر اور رہائش کا جدا مکان اور نفقہ وغیرہ کی پوری صورت دے کر بغیر طلاق دیئے اس کی بہن سے نکاح کرنے کا ارادہ ہے، شریعت مطہرہ میں کوئی صورت ہو تو زید کی زندگی کی کوئی امید ہوگی، ورنہ زندگی سے ہاتھ دھونے کا مسلم خیال ہے۔

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: جب تک ایک بہن نکاح میں ہے، دوسری بہن سے نکاح قطعاً حرام ہے، بلکہ اگر اس کو طلاق دے دی جائے تب بھی جب تک عدت نہ گزر جائے، اس کی بہن سے نکاح جائز نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ (وأن تجمعوا بين الأختين) الآية۔ "و حرم الجمع بين المحارم نكاحاً: أى عقداً صحيحاً و عدة ولو من طلاق بائن، اهـ۔ (در مختار: 38/3)

● : (وفی المحمودية: 426/11) **خالہ بھانجی ایک نکاح میں جمع کرنا۔** سوال: عرصہ آٹھ سال ہوا کہ میرے شوہر نے میری حقیقی بھانجی سے جو کہ بیوہ ہے نکاح کرلیا ہے، سب ایک ہی ساتھ رہتے تھے، جب وہ ایک مرتبہ گھر میں آئے تو میں نے پردہ کرلیا، اب میں بہت سخت پریشان ہوں، کیا کروں؟

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: خالہ بھانجی کا ایک نکاح میں جمع کرنا حرام ہے، تو آپ کی بھانجی سے آپ کے شوہر نے جو نکاح کرلیا ہے وہ شرعی نکاح نہیں بلکہ نکاح کے نام پر زنا ہے، حرام کاری ہے، تاہم آپ کا نکاح فسخ نہیں ہوا، آپ کو اپنے شوہر سے پردہ نہیں کرنا چاہیے، اپنی غلطی کے وہ خود ذمہ دار ہیں، ان کی غلطی میں ان کا ساتھ ہرگز نہ دیں اور حقوق زوجیت اپنی طرف سے پوری طرح ادا کریں، حق تعالیٰ سے شوہر کے لیے دعا کریں، اللہ پاک ان کی اصلاح فرمائے اور آپ کی پریشانی دور کرے اور سکون عطا فرمائے۔

● : (وفى الدر مع الرد: 39/3) أسباب التحريم أنواع..... جمع (وفى الشامية) قوله جمع أى بين المحارم كالأختين ونحوهما.

● : (وفى الهندية: 277/1) فانه لا يجمع بين أختين بنكاح۔

● : (وفی فتاوی دار العلوم دیوبند: 361/7، مکتبہ حقانیہ) **دو سوتیلی بہنوں کو جمع کرنا بھی حرام ہے۔** سوال: زید کی دو بیویاں ہیں، ایک اہلیہ جس کے بطن سے زینب ہے اور دوسری سکینہ جس کے بطن سے کلثوم ہے، زید نے عمر سے زینب کا نکاح کر دیا، چند روز بعد زینب کی زندگی ہی میں کلثوم سے بھی نکاح کر دیا، فی الحال دونوں بہنیں جن کا باپ ایک ہے، زید کے گھر میں ہیں تو یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

جواب: الجواب حامدا و مصلیا: قال اللہ تعالیٰ (وأن تجمعوا بين الأختين) الآية۔ اور حرام ہے تم پر دو بہنوں کا جمع کرنا یعنی نکاح میں، پس جو نکاح عمر کا بعد میں کلثوم سے ہوا، وہ باطل اور ناجائز ہے اور حرام ہے اس کو علیحدہ کر دینا چاہیے۔

(160) : (وفى الأحوال الشخصية، مادة: 26، 107/1) وإنما قالوا فى القاعدة المتقدمة: أيتهما فرضت مذكراً، حرمت عليه الأخرى، لأنه لو جاز تزوج إحداهما على تقدير مثل المرأة

وبنت زوجها أو إمرأة إبنها، فإنه يجوز الجمع بينهما عند الأئمة الأربعة۔ وقد جمع عبدالله بن جعفر زوجة علی وبنته، ولم ينكر عليه أحد۔

● : (وفی التنوير الأبصار: 39/3) فجاز الجمع بين امرأة وبنت زوجها۔

● : (وفی الهندية: 277/1) ويجوز بين امرأة وبنت زوجها فان امرأة لو فرضت ذكراً حلت له تلك البنت بخلاف العكس۔

● : (وفی أحسن الفتاوی: 69/5) *عورت اوراس کے باپ کی بیوی کوجمع کرنا جائز ہے۔* سوال: محمد رحیم نے دوعورتوں زینب اور زلیخا سے نکاح کیا، زلیخا سے ایک لڑکی رحیمہ پیدا ہوئی، جس کا صدیق سے نکاح کر دیا، اس کے بعد محمد رحیم فوت ہو گیا، اب صدیق اپنے خسر محمد رحیم کی منکوحہ زینب سے بھی نکاح کرنا چاہتا ہے، جو درحقیقت اس کی ساس نہیں بلکہ ساس کے مقابلہ میں ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: الجواب حامدا ومصليا: صدیق کا زینب سے نکاح درست ہے۔ قال فی الهندية: ويجوز بين إمرأة وبنت زوجها (عالمگيرية: ج2)

(161) : (وفی الأحوال الشخصية، مادة: 26، 106/1) يحرم على الرجل أن يجمع بين الأختين، فإذا كانت إمرأة فی عصمة، فلا يجوز له أن يتزوج أختها، وكذلك إذا طلقها ولم تنقض عدتها، سواء كان الطلاق رجعياً أو بائناً، لأن آثار الزواج باقية مادامت العدة۔ فإذا انقضت العدة، جاز له التزوج بأختها۔

محرمات

- مؤبدہ (جو ہمیشہ کے لیے حرام ہیں)
  - (1) بالقرابۃ (نسبی رشتہ دار)
    - (1) اصول (حقیقی ہوں یا زنا کے)
    - (2) فروع (حقیقی ہوں یا زنا کے)
    - (3) اصلِ قریب کی صلبی اور غیر صلبی اولاد (حقیقی ہوں یا زنا کے)
    - (4) اصلِ بعید کی صرف صلبی اولاد (حقیقی ہوں یا زنا کے)
  - (2) بالمصاہرۃ (سسرالی رشتہ دار)
    - اربعۃ من النکاح
      - اصول الزوجۃ (بیوی کے اصول)
      - فروع الزوجۃ (بیوی کے فروع)
      - زوجۃ الاصول (اصول کی بیوی)
      - زوجۃ الفروع (فروع کی بیوی)
    - اربعۃ من الزنا
      - اصول المزنیہ
      - فروع المزنیہ
      - مزنیۃ الاصول
      - مزنیۃ الفروع
      - اصولُ الزانی وفروعُ الزانی کیلیے اصولُ المزنیہ وفروعُ المزنیہ حلال ہیں (زانی کے اصول وفروع کے لیے مزنیہ کے اصول وفروع)
  - (3) بالرضاعۃ (دودھ کے رشتہ دار)
    - اربعۃ من جھۃ النسب — چار وہی ہیں جو نسب سے حرام تھیں
      - رضاعی اصول
      - رضاعی فروع
      - اصل قریب کی رضاعی اولاد اور اولاد کی اولاد الخ
      - اصل بعید کی رضاعی اولاد صرف
    - ثلاثۃ من جھۃ المصاہرۃ — سسرالی رشتوں میں سے تین حرام ہیں
      - اصولُ الزوجہ (بیوی کے رضاعی اصول)
      - زوجۃُ الاصول (رضاعی اصول کی بیوی)
      - زوجۃُ الفروع (رضاعی فروع کی بیوی)
    - زنا سے رضاعت کا رشتہ پیدا نہیں ہوتا
  - (4) اختلافِ جنس (انسان کا غیر انسان سے)
  - (5) اتحادِ نوع (مرد کا مرد سے)
  - (6) لعان (جس عورت سے لعان ہوا ہے)
- مؤقتہ (جو وقتی طور پر حرام ہیں)
  - (7) اختلافِ مذہب (مسلمان کا غیر مسلم سے)
  - (8) مطلقہ ثلاث
  - (9) تعلق حق الغیر (جو کسی کے نکاح/عدت میں ہو)
  - (10) چار کے نکاح/عدت میں ہوتے ہوئے پانچویں سے
  - (11) مالک کا نکاح مملوک کے ساتھ
  - (12) دو محرموں کو نکاح میں جمع کرنا (اصول: لو فرضت ایھما ذکرًا حرمت علیه الاخری)